تحذیر الناس کی عبارت پر ہونیوالا مفصل و مکمل مناظرہ

یعنی

# گیا مناظرہ

مرتبہ

مولانا محمد عبد القدوس بہاری

انجمن ارشاد المسلمین

۱۴- بہاولپور روڈ، مزنگ لاہور

# فہرست


| | |
|---|---|
| روئداد مناظرہ گیا | ۴۲۳ |
| مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا پہلا تحریری بیان | ۴۳۹ |
| مولوی حشمت علی صاحب کا پہلا تحریری بیان | ۴۴۸ |
| مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کا دوسرا جوابی بیان | ۴۵۵ |
| مولوی حشمت علی صاحب کا دوسرا بیان | ۴۶۶ |
| مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کا تیسرا جوابی بیان | ۴۷۳ |
| مولوی حشمت علی صاحب کا تیسرا بیان | ۴۸۹ |
| مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کا چوتھا جوابی بیان | ۴۹۹ |
| مولوی حشمت علی صاحب کا چوتھا بیان | ۵۱۷ |
| مولانا محمد منظور نعمانی صاحب کا پانچواں جوابی بیان | ۵۳۳ |
| مولوی حشمت علی صاحب کا پانچواں بیان | ۵۴۹ |
| مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا چھٹا جوابی بیان | ۵۵۳ |
| مولوی حشمت علی کا چھٹا بیان اور مناظرہ کا خاتمہ | ۵۶۶ |
| نوٹ از مرتب | ۵۷۷ |
| بشارتِ نبویؐ | ۵۷۳ |

# روئداد مناظرہ گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما سیدنا ومولانا محمد نالمصطفی وعلی الہ وصحبہ مصابیح الھدی وھداۃ الوری ۔ امابعد ۔

"گیا" ہمارے صوبہ بہار کا مشہور و معروف شہر ہے اس دور سے پہلے یہاں کے مسلمان امن و سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور دیوبندی بریلوی اختلافات کا وہاں کوئی چرچا نہ تھا۔ تھوڑا ہی عرصہ گزرا کہ بعض جذباتی بریلوی مولوی صاحبان (مولوی حشمت علی وغیرہ) کا ادھر دورہ ہوا۔ اور دار التکفیر بریلی کی شاخ یہاں بھی قائم ہوگئی۔ مسلمانوں کو کافر بنانے کا کام زور و شور سے انجام دیا جانے لگا۔ ابتداءً ہم نے ان کی سرگرمیوں سے کوئی تعرض نہیں کیا۔ لیکن جب ربیع الآخر سنہ رواں میں وہ پھر تشریف لائے اور ان کی زیادتیاں حد سے گزر گئیں اور ہم جیسے دردمندوں سے بریلوی مشن کی یہ کفر ارزانی نہ دیکھی گئی تو بمجبوری ہم نے مدافعانہ کارروائیاں شروع کیں۔ اس ناچیز نے خود مولوی حشمت علی صاحب کے اس جلسہ میں پہنچ کر جس میں کفر و لعنت کی بارش ہو رہی تھی مولوی صاحب موصوف کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور عرض کیا کہ آپ کی ان تقریروں سے یہاں کے مسلمانوں میں زبردست ہیجان ہوگیا ہے۔ گھر گھر میں پھوٹ پڑ گئی ہے۔ بھائی بھائی کا دشمن، بیٹا باپ سے متنفر اور باپ بیٹے سے جدا ہوگیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ آپ ان یک طرفہ تقریروں کا سلسلہ ختم کر دیں اور بجائے اس کے ان مباحث پر مناظرہ کر لیں۔ لیکن میرے اس تحریری و تقریری چیلنج کا جواب جس نامہذب اور خلاف انسانیت طریقہ سے مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے

حواریوں کی طرف سے دیا گیا وہ اہلِ "گیا" کو معلوم ہے۔

جب جلسہ میں شور وغوغا زیادہ بڑھا تو میں واپس آگیا اور علی الصباح مجھے بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ مولوی حشمت علی صاحب اس وقت گیا سے تشریف لئے جارہے ہیں میرا تحریری چیلنج رات ہی رات میں اشتہاری شکل میں چھپ چکا تھا میں نے مناسب سمجھا کہ مزید اتمام حجت کے لئے وہ مولوی صاحب موصوف کو پہنچا دیا جائے تاکہ ان کو کسی عذر وحیلہ کی گنجائش نہ رہے چنانچہ میں نے خود اسٹیشن پر پہنچ کر وہ مطبوعہ چیلنج آپ کے حوالہ کیا اور عرض کیا کہ آپ کی وجہ سے "گیا" کے مسلمانوں میں خطرناک اختلاف پڑ گیا ہے تاوقتیکہ مناظرہ کرکے آپ اس اختلاف کو ختم نہ کردیں آپ کے لئے کسی طرح یہاں سے تشریف لے جانا مناسب نہیں۔ لیکن مولوی صاحب موصوف نے میرے چیلنج کا کوئی جواب اس وقت عنایت نہیں فرمایا اور آپ تشریف لے گئے مگر آپ کے عقیدت مندوں نے یہ مشہور کیا کہ اس وقت مولوی صاحب ایک فوری ضرورت سے کراچی تشریف لے گئے ہیں اور آپ اب ۲۰ جولائی ۱۹۳۵ء کو صرف مناظرہ کے لئے "گیا" تشریف لائیں گے۔

یہ خبر سن کر ہم مطمئن ہوگئے اور ہم نے بھی مناظرہ کی تیاری شروع کردی۔ چنانچہ ہم نے رئیس المناظرین حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بریلی سے تشریف آوری کی استدعا کی اور خدا کا شکر ہے کہ آپ نے باوجود بیش از بیش مصروفیتوں کے ہماری درخواست کو شرفِ قبولیت سے مشرف فرمایا اور آپ ہماری مقررکردہ تاریخ ۲۱ جولائی ۱۹۳۵ء کو "گیا" تشریف لے آئے لیکن مولوی حشمت علی صاحب نہیں آئے۔ اب نہیں کہا جاسکتا کہ آیا آپ کو کوئی خاص عذر پیش آگیا یا آپ کے عقیدت مندوں نے صرف وقتی خفت مٹانے کے لئے آپ کے وعدہ اور ایماء کے بغیر یونہی غلط شہرت دے دی تھی بہرحال اس وجہ سے مناظرہ تو نہ ہوسکا تاہم حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا پانچ چھ روز قیام رہا۔ مختلف مقامات پر متعدد تقریریں ہوئیں جس میں نہایت متانت اور سنجیدگی کے ساتھ اختلافی مسائل پر روشنی ڈالی گئی اور بریلوی کفربازی کی حقیقت کو آشکارا کیا گیا۔ اور الحمدللہ بہت سے مسلمان جو غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے تھے حقیقتِ حال سے واقف ہوگئے۔

اس سے قریباً آٹھ ماہ کے بعد فروری ۱۹۳۶ء میں پھر صوبہ بہار کی طرف مولوی حشمت علی صاحب کا دورہ ہوا اور پھر آپ نے گیا کو اپنے قدوم سے نوازا۔ اس مرتبہ پارہ پہلے سے بھی زیادہ چڑھا ہوا تھا۔ اور کفر اکفری کا بازار

بے حد گرم ، مجبور ہو کر اہلسنت کی طرف سے پھر آپ کو مناظرہ کا چیلنج دے دیا گیا۔ اور پھر حضرت مولانا محمد منظور صاحب اور حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کو تار دیا گیا۔ ۲۰ر فروری کو ۱۲ بجے رات کے قریب حضرت مولانا محمد منظور صاحب گیا پہنچ گئے اور اگلے روز یعنی ۲۱ر فروری کو علامۃ العصر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب بھی تشریف لے آئے۔

مبادی مناظرہ کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب سے ہماری خط و کتابت مولانا کی تشریف آوری سے قبل ہی شروع ہو چکی تھی اور بہت طول پکڑ چکی تھی ، مولانا محمد منظور صاحب نے پہنچ کر اس کو ختم کرایا۔ اور یہ تحریک کی کہ۔ ۲۱ر فروری کو بعد نماز جمعہ فریقین کے پانچ پانچ نمائندوں کی ایک مشترکہ کمیٹی جامع مسجد میں بیٹھ کر مبادی مناظرہ زبانی طور پر طے کرے۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا۔ اور بعد نماز جمعہ اس کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ لیکن ۶۰ ، گھنٹہ کی گفتگو کے بعد رات کے ۹ بجے تک تاریخ و وقت اور مقام کی تعیین کے علاوہ نفس مناظرہ کے متعلق صرف یہ باتیں طے ہو سکیں۔

۱ :- مناظرہ مباحثہ حسام الحرمین پر ہوگا۔

۲ :- ہر مناظر اپنا بیان تحریری پیش کرے گا اور اس کی توضیح و تائید میں تقریر کرے گا اور اس تحریر و تقریر کے لئے ہر ایک کو کل آدھ گھنٹہ کا وقت دیا جائے گا۔

مباحث کی ترتیب اور یہ کہ مدعی کون فریق ہوگا اور سائل کون ، اور یہ کہ مناظرہ کب تک جاری رہے گا ان امور کا فیصلہ اس کمیٹی نے خود مناظرین کے لئے چھوڑ دیا اور مناظرہ کی کارروائی کے آغاز کے لئے ۲۲ر فروری ۱۹۳۶ء مطابق ۲۹ر ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ یوم شنبہ ۲ بجے دن کا وقت مقرر ہوا۔

شنبہ کی صبح کو حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے کوشش کی کہ نمائندہ کمیٹی نے جو امور مناظرین کے اوپر چھوڑ دیئے ہیں وہ قبل از مناظرہ طے ہو جائیں تاکہ وقت مقررہ پر اصل مناظرہ شروع ہو سکے اور پبلک کا وقت شرائط کی بحث میں ضائع نہ ہو اور اس سلسلہ میں مولوی حشمت علی صاحب سے مختصر سی خط و کتابت بھی ہوئی مگر ان کی بے جا قصد کی وجہ سے کوئی بات طے نہ ہو سکی یہاں تک کہ نمائندہ کمیٹی کی قرار داد کے بموجب جلسہ مناظرہ کا انعقاد ہوا۔ حاضری فریقین کی طرف سے بہت کافی تھی دونوں طرف کے پنڈال بھرے ہوئے تھے۔ انتظام کے لئے پولیس کا عملہ بھی موجود تھا۔

سب سے پہلے حکم کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔ اہلسنت کی طرف سے کہا گیا کہ "گیا" کے تعلیم یافتہ، طبقہ میں بہت سے ایسے مسلم حکام اور وکلاء بیرسٹران ہیں جو فریقین سے بالکل آزاد ہیں اور جن کتابوں کی عبارات کے متعلق مناظرہ طے ہوا ہے انہوں نے آج تک ان میں سے کوئی ایک کتاب بھی نہ دیکھی ہوگی اس لئے ان کی رائے بالکل غیر جانب دارانہ ہوگی لہذا ان میں سے کسی ایک کو حکم بنا لیا جائے۔ نیز اس کے لئے چند وکلاء اور بیرسٹران اور بعض حکام کے نام بھی پیش کئے گئے لیکن مولوی حشمت علی صاحب نے کسی ایک کو منظور نہیں کیا اور کمال جرأت سے فرمایا کہ غیر جانب دار کے معنی ذوالوجہین کے ہیں جس کو منافق کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں گفتگو بہت پر لطف ہوئی اور تمام حاضرین بالخصوص تعلیم یافتہ حضرات حیران تھے کہ یہ شخص کس بے باکی سے بیک جنبش زبان تمام غیر جانب داروں کو منافق بتلا رہا ہے لیکن مولوی حشمت علی صاحب پر اس کا کوئی اثر نہ تھا۔

بہرحال جب مولوی حشمت علی صاحب کسی غیر جانب دار کو بھی حکم بنانے کے لئے تیار نہ ہوئے تو مجبوراً بلا حکم کے کارروائی شروع ہوئی اور داخلی انتظام کے لئے ہر جماعت نے اپنا اپنا ایک صدر تجویز کر لیا۔ چنانچہ اہلسنت کی طرف سے جناب انجم صاحب مدیر رسالہ "ندیم" گیا" اور رضاخانی صاحبان کی طرف سے مولوی عبدالولی صاحب رفیق جناب مولوی حشمت علی صاحب صدر منتخب ہوئے اور کارروائی اس طرح شروع ہوئی۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے تمام حاضرین کو عموماً اور اہلسنت وجماعت کو خصوصاً سکون و وقار اور استماع وانصاف کی تلقین کرنے کے بعد فرمایا کہ فریقین کی نمائندہ کمیٹی نے جن تین چیزوں کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیا ہے جس اتفاق سے وہ سب ایسی ہیں جن کے متعلق اب سے قریباً دو برس پہلے لاہور کے مناظرہ میں میرے اور مولوی حشمت علی صاحب کے درمیان آخری فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہاں بڑی طویل بحث وتمحیص کے بعد یہ تینوں باتیں اس طرح طے ہوئی تھیں کہ۔

۱ :- مباحث کی ترتیب وہ رہے گی جو حسام الحرمین میں ہے یعنی پہلے عبارت تحذیر الناس پر بحث ہوگی پھر اس فتوے پر جس کی نسبت حضرت گنگوہی علیہ الرحمۃ کی طرف کی جاتی ہے۔ بعد ازاں عبارت براہین قاطعہ پر پھر اس کے بعد عبارت حفظ الایمان پر۔

۲ :- مدعی چاروں بحثوں میں مجھ کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔

۳ ۔ ہر بحث کے لیے فریقین کی سات سات تقریروں کو کافی سمجھا گیا تھا۔

غرض لاہور کے عظیم الشان مناظرہ میں ان تینوں چیزوں کا اس طرح فیصلہ ہو چکا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اب ان چیزوں کی بحث میں یہاں ہم دوبارہ اپنا وقت ضائع نہ کریں بلکہ لاہور ہی کی قرارداد کے مطابق یہاں بھی فیصلہ ہو جائے۔

مولوی حشمت علی صاحب نے اس کے جواب میں پہلے تو یہ فرمایا کہ اس کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ لاہور میں اس طرح طے ہوا تھا۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ جو بات ہزاروں کے مجمع میں علی رؤس الاشہاد طے ہوئی تھی اس سے بھی انکار کرنے کی کسی کو جرأت ہو سکے گی ورنہ میں اس کے ثبوت کا بھی انتظام کر لیتا۔ لیکن اس کی تحقیق اب اس طرح ہو سکتی ہے کہ ابھی جناب سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار سیاست لاہور سے ٹیلیفون پر اس کی بابت دریافت کر لیا جائے وہ مناظرہ لاہور میں اس دن آپ کی جانب سے صدر تھے اور آپ کے ہم خیال بھی ہیں لیکن ہمیں ان سے توقع ہے کہ وہ اس بارہ میں غلط گوئی سے کام نہ لیں گے۔

مولوی حشمت علی صاحب نے اس کے بعد دستہ مسدود دیکھ کر عجیب انداز میں فرمایا کہ مجھے آپ کے بیان سے انکار، نہیں ہے میں تو صرف یہ دریافت کرتا تھا کہ آپ کے پاس کوئی ثبوت بھی ہے یا نہیں۔ اب میں مانے لیتا ہوں کہ لاہور میں ایسا ہی طے ہوا تھا۔ لیکن یہ گیا ہے لاہور نہیں ہے۔ لاہور کی بات لاہور میں ختم ہو گئی۔ اب گیا کی باتیں کیجئے۔ کیا آپ نے نہیں سنا قضیہ زمین بر سر زمین۔

اس کے بعد مولانا محمد منظور صاحب نے ہر چند کہا کہ جو شرائط پوری بحث و تمحیص کے بعد ایک مرتبہ میرے اور آپ کے درمیان طے ہو چکی ہیں انہیں پر از سر نو پھر بحث و مباحثہ کر کے وقت ضائع نہ کیجئے لیکن مولوی حشمت علی صاحب جو لاہور کی طرح شرائط و مبادی ہی میں مناظرہ کو ختم کرا دینا چاہتے تھے اس پر تیار نہ ہوئے اور پھر انہیں شرائط پر بحث شروع ہو گئی۔

پہلے اس پر گفتگو ہوئی کہ مدعی کون ہو۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مجھے کسی نئی دلیل کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ جن مضامین پر یہاں مناظرہ قرار پایا ہے (یعنی مباحث حسام الحرمین) ان میں میری مدعیانہ

حیثیت آپ لاہور میں تسلیم کر چکے ہیں مقام کے بدل جانے سے مناظرہ کا قانون نہیں بدلتا۔

مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ از روئے اصول مناظرہ ان مباحث میں مدعی ہونے کا حق مجھ ہی کو ہے دیکھئے اصول مناظرہ کی مشہور کتاب " مناظرۂ رشیدیہ " میں یہ عبارت ہے۔

المدعی من نصب نفسه لاثبات الحکم بالدلیل او التنبیه ۔ مدعی وہ ہے جو اپنے نفس کو پیش کرے کسی حکم کے ثابت کرنے کے لئے دلیل سے یا تنبیہ سے۔

میں نے اپنے نفس کو آپ کے اکابر اربعہ پر کفر کا حکم ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے لہذا مدعی میں ہی ہوں نہ کہ آپ ۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ کے اس مغالطہ کا ایک جواب تو یہ ہے کہ لاہور کے مناظرہ کے وقت بھی مناظرہ رشیدیہ کی یہ عبارت دنیا میں موجود تھی اور آپ کی اور آپ کے ان اساتذہ و اکابر کی دیکھی ہوئی بھی ہوگی جو وہاں موجود تھے پھر اس کی موجودگی میں وہاں کیوں آپ نے مجھ کو مدعی تسلیم کیا ؟ کیا آپ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اس وقت آپ نے اور آپ کے اساتذہ و اکابر بالخصوص مولوی حامد رضا خان صاحب و مولوی نعیم الدین صاحب نے اپنی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اصول غلطی کی تھی ؟ میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اپنی اور اپنے بڑوں کی غلطی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ پس جب کہ وہاں آپ سب نے مجھ کو ان تمام مباحث میں مدعی تسلیم کیا اور یہ مدعی تسلیم کرنا غلط بھی نہ تھا تو کوئی وجہ نہیں کہ آج گیا کے مناظرہ میں بھی میرا مدعی ہونا غلط اور خلاف اصول ہو۔

یہ جواب تو الزامی قسم کا تھا اب تحقیقی بات سنئے ۔

میں اس پلیٹ فارم پر اس لئے آیا ہوں کہ آپ کے سامنے آپ کے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتویٰ حسام الحرمین کا غلط باطل ہونا دلائل قاہرہ سے ثابت کروں اور بتلاؤں کہ جن بزرگان دین کو انہوں نے کسی فلسی جزیہ کے تحت کافر و مرتد قرار دیا ہے درحقیقت وہ پکے مسلمان اور سچے مومن تھے۔ پس مناظرہ رشیدیہ کی اس عبارت کی رو سے بھی مجھے مدعی ہونے کا حق حاصل ہے ۔

مولوی حشمت علی صاحب نے اس بحث میں لاجواب ہونے کے بعد فرمایا کہ آپ کی جماعت کی طرف سے مولوی سید ولایت حسین شاہ صاحب نے مجھ کو جو مناظرہ کا چیلنج بذریعہ اشتہار دیا ہے اس میں مجھ کو مخاطب کر کے لکھا ہے کہ

"اب تک تو آپ نے علما کی تکفیر کی اب آپ کو اس دعوے کا ثبوت دینا ہوگا"

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو تکفیر کے معاملہ میں مدعی تسلیم کرلیا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اس وقت مناظرہ میرا اور آپ کا ہے اور ان چیزوں کا طے کرنا میرے لئے آپ کے ہی اوپر چھوڑا گیا ہے پس اگر مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب مدظلہم یا کسی اور صاحب نے اس قسم کا کوئی لفظ لکھ دیا ہو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر یا آپ پر عائد نہیں ہوتی۔

مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ آپ مجھ کو اس کی تحریر دے دیجئے میں آپ کا مدعی ہونا تسلیم کرلوں گا۔

مولانا محمد منظور صاحب نے ذیل کے الفاظ لکھ دیئے۔

"باسمہ تعالیٰ۔ مولانا سید ولایت حسین شاہ صاحب گیاوی نے اپنے اشتہار "کھلی چٹھی" میں مولوی حشمت علی صاحب کو مخاطب کرکے لکھا ہے کہ "اب تک تو آپ نے علماء کی تکفیر کی اب آپ کو اس دعوے کا ثبوت دینا ہے" اس عبارت سے جو مولوی حشمت علی صاحب کا مدعی تسلیم کیا جانا مفہوم ہوتا ہے میں اس کا ذمہ دار نہیں۔ کیونکہ کل کی نمائندہ کمیٹی نے اس کا فیصلہ میرے اور آپ کے اختیار پر چھوڑا ہے اور میرا مدعی ہونا آپ نے لاہور میں تسلیم بھی کرلیا ہے"

"محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ"

اس تحریر پر مولوی حشمت علی صاحب مولانا محمد منظور صاحب کو مدعی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے اور الحمد للہ کہ یہ بحث ختم ہوگئی۔ اس کے بعد مباحث کی ترتیب پر بحث شروع ہوئی۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہاں حسام الحرمین کے مضامین پر بحث ہے اس میں ہمارے اکابر کے متعلق چار مبحث ہیں۔ جس ترتیب سے وہ اس میں مذکور ہیں اسی ترتیب سے گفتگو ہوگی اس کے لئے کسی خاص دلیل کی ضرورت نہیں البتہ جو ترتیب کے خلاف چلنا چاہے اس کے ذمہ دلیل ہوگی۔ علاوہ ازیں یہ چیز بھی وہ ہے جو لاہور کے مناظرہ میں میرے اور آپ کے درمیان طے ہو چکی تھی۔

مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ سب سے پہلے حسام الحرمین کے آخری مبحث مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی کتاب حفظ الایمان کی عبارت پر بحث ہونی چاہئے۔ کیونکہ حسام الحرمین میں آپ کے جن چار بزرگوں کی تکفیر کی

گئی ہے ان میں سے ایک وہی اب زندہ ہیں دوسری باتوں پر بحث کرنے سے صاحب عبارت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور حفظ الایمان کی بحث سے ممکن ہے کہ صاحب کتاب کو کوئی فائدہ پہنچ جاوے اور (معاذ اللہ) کفر ثابت ہوجانے پر ان کو توبہ کی توفیق ہوجائے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لئے اس خلاف واقعہ بلکہ محال چیز کو اگر تسلیم بھی کرلیا جائے تب بھی صرف حفظ الایمان کی عبارت کے فیصلہ سے یا اس سے رجوع کرلینے سے صاحب حفظ الایمان کا فرضی کفر دور نہیں ہوجاتا۔ کیونکہ آپ کے نزدیک جس طرح وہ عبارت حفظ الایمان کے لکھنے کی وجہ سے (معاذ اللہ) کافر ہیں اسی طرح عبارات تحذیر الناس و براہین قاطعہ وغیرہ کو صحیح سمجھنے کی وجہ سے بھی کافر ہیں۔

پس صرف حفظ الایمان کی عبارت کے فیصلے سے تاوقتیکہ دوسری تمام متنازعہ فیہ عبارات کا بھی فیصلہ نہ ہو کسی کے کفر و اسلام کا فیصلہ نہیں ہوتا لہٰذا آپ کی یہ دلیل بالکل ہی لغو ہے پس اس کے علاوہ کوئی اور دلیل ہو تو پیش فرمائیے۔

مولوی حشمت علی صاحب نے کہا اچھا لیجئے میں ایک اور دلیل پیش کرتا ہوں بات یہ ہے کہ حفظ الایمان کی عبارت بہت صاف اور سلیس اردو میں ہے اور اس کو عوام الناس بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ بخلاف تحذیر الناس کے کہ وہ بھی اگرچہ اردو میں ہے لیکن علمی اصطلاحوں کے استعمال کی وجہ سے اس کا سمجھنا عوام کے لئے مشکل ہے اس لئے پہلے حفظ الایمان پر بحث ہوجانی چاہئے۔ کیونکہ اس کو تو لوگ سمجھ ہی لیں گے۔ تحذیر الناس کی عبارت کو معلوم سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مولانا! یہ تو بعینہٖ میری دلیل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب حفظ الایمان کی عبارت آپ کے نزدیک بہت زیادہ سہل الفہم ہے تو اس پر مناظرہ کی بھی کچھ زیادہ ضرورت نہیں جو شخص اس کو سمجھنا چاہے گا وہ بغیر میری اور آپ کی امداد کے اپنے گھر میں بیٹھ کر خود مطالعہ کرلے گا یا کسی اردو دان سے سمجھ لے گا البتہ چونکہ تحذیر الناس کی عبارت بقول آپ کے بہت مشکل ہے اس لئے اس کے سمجھانے کے لئے میری اور آپ کی ضرورت ہے پس چاہیئے کہ ہم اور آپ پہلے تحذیر الناس وغیرہ کی مشکل عبارات پر گفتگو کرلیں کیونکہ اس صورت میں اگر کسی وجہ سے خدانخواستہ مناظرہ ناتمام ختم ہوا جیسا کہ آپ کے متعلق بارہا کا تجربہ ہے تو صرف آسان عبارتوں

کی بحث رہ جائے گی جس کو لوگ بطور خود سمجھتے رہیں گے اور اگر آپ کی تجویز پر عمل کیا گیا اور آسان عبارتوں پر مناظرہ ہو کر ختم ہو گیا تو مشکل عبارات حل ہونے سے رہ جائیں گی اور عام مسلمان بطور خود ان کو نہیں سمجھ سکیں گے۔

مولانا کی اس تقریر نے مولوی حشمت علی صاحب کو مجبور کر دیا اور طے ہو گیا کہ مباحث کی ترتیب وہی ہو گی جو حسام الحرمین میں ہے۔

اس کے بعد اس پر گفتگو شروع ہوئی کہ ہر مبحث کے لئے کتنا وقت یا کس قدر تقریریں مقرر کی جائیں۔ مولوی حشمت علی صاحب کا اصرار تھا کہ اس کے لئے کسی خاص وقت یا تقریروں کی تعداد کی تحدید و تعیین نہ کی جائے جب تک کہ ایک مبحث پر گفتگو کرتے کرتے کوئی فریق عاجز نہ آجاوے اس وقت تک اس مبحث کو ختم نہ کیا جاوے

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آپ کسی ایسے مناظرہ کی نظیر پیش نہیں کر سکتے جس میں کسی فریق نے اپنی عاجزی کا اقرار کیا ہو۔ بالخصوص آپ کے متعلق مجھے جہاں تک تجربہ ہے میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ معقول سے معقول دلائل کے سامنے بھی خاموش نہیں ہوا کرتے۔ پس اگر آپ کے فرمانے کے مطابق ہر مبحث کے لئے لامحدود وقت دیا جائے گا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ کوئی ایک بحث قیامت کے سویرے تک بھی ختم نہ ہو گی۔ اور آپ کا منشا بھی یہی ہے کہ مناظرہ کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ علاوہ ازیں یہ کہ لاہور میں ان ہی مباحث کے متعلق یہ طے ہو چکا تھا کہ ہر موضوع پر فریقین کی سات سات تقریریں ہوں گی۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ وہی تعداد یہاں بھی رہے۔

اس گفتگو نے بہت طوالت اختیار کی اور جب مولوی حشمت علی صاحب کے سامنے دلائل کا میدان تنگ ہو گیا تو آپ نے اپنے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

بھائیو! آپ دیکھ رہے ہیں میں مولوی منظور صاحب کی سب باتیں مانتا جا رہا ہوں، لیکن وہ میری یہ بات بھی نہیں مانتے تو کیا آپ کی رائے ہے کہ میں ان کی اس بات کو بھی مان لوں۔ ؟ ان کے مجمع سے آوازیں بلند ہوئیں نہیں نہیں!

اس کے بعد مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ دیکھئے مولوی صاحب! میں تو آپ کی یہ بات بھی ماننے کے لئے تیار ہوں مگر کیا کروں میرے یہ بھائی نہیں مانتے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ آج دلیل کی یہ ایک نئی قسم معلوم ہوئی کہ "بھائی نہیں مانتے" ابھی

تو شرائط کی گفتگو ہے اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اصل بحث پر مناظرہ شروع ہونے والا ہے۔ میں بعون اللہ تعالیٰ دلائل پیش کروں گا اور آپ اپنے ان بھائیوں سے دریافت کریں گے کیوں بھائیو میں منظور کی بات مان لوں ؟ یہ آپ کی تلقین کے مطابق فرمائیں گے نہیں نہیں ! اور آپ پھر مجھ سے یہی فرمائیں گے کہ مولوی صاحب میں تو آپ کی بات ماننے کو تیار ہوں مگر کیا کروں یہ بھائی لوگ نہیں مانتے۔ درحقیقت آپ کی یہ نئی دلیل بالکل لاجواب ہے۔

اس پر ایک عام قہقہہ لگا۔ اور مولوی حشمت علی صاحب کے بعض خاص طرف داروں نے کہا کہ مولوی صاحب اس کو بھی مان لیجئے۔

چنانچہ اس بھائی کی سفارش سے مولوی صاحب کی اس بھائیوں والی دلیل کا خاتمہ ہوا، اور مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے بھائیوں سے مشورہ کرنے کے بعد کہا کہ اچھا ہر بحث کے لئے اکیس اکیس تقریریں رکھ لیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہ تعداد بہت زیادہ ہے اور اس حساب سے ایک بحث قریباً ایک ہفتہ میں ختم ہو سکے گی حالانکہ میرے نزدیک ایک بحث کے لئے ایک دن بھی کافی ہے۔ لیکن مولوی حشمت علی صاحب کی ضد ختم نہ ہوئی اور بالآخر یہی طے ہوا کہ ہر بحث پر فریقین کی اکیس اکیس تقریریں ہوں۔

اس کے بعد یہ بحث شروع ہوئی کہ آخری تقریر ہر بحث میں کس کی ہوگی۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اصولاً آخری تقریر کا حق مدعی کو ملتا ہے اس لئے جب مدعی مجھ کو تسلیم کر لیا گیا تو آخری تقریر کا حق بھی مجھ ہی کو ملنا چاہئے لیکن مجھے یاد ہے اور آپ کو بھی یاد ہوگا کہ لاہور میں جب ہماری آپ کی اس بحث نے زیادہ طول پکڑا تھا اور آپ اس کے لئے کسی طرح راضی نہ ہوتے تھے تو ہم نے آپ کے صدر صاحب کے اصرار پر بطور مفاہمت خلاف ضابطہ پہلی دو بحثوں میں آخری تقریر کا حق آپ کو دے دیا تھا اب بھی اگر آپ اس پر اصرار کریں تو میں اس قدر ایثار کے لئے تیار ہوں کہ پہلی دو بحثوں میں آخری تقریر آپ کی ہو۔ لیکن چونکہ یہ چیز خلاف ضابطہ ہوگی اس لئے میں آپ سے اس کے متعلق تحریر لوں گا کہ یہ چونکہ بطور مفاہمت طے ہوا ہے اس لئے کوئی شخص اس کو نظیر بنا کر ہمارے خلاف استعمال نہ کر سکے گا۔

مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ یہ کوئی اصول نہیں ہے کہ آخری تقریر مدعی کی ہو آپ اس کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اس مدعا پر میں اپنے دلائل آپ کے سامنے لاہور میں پیش کر چکا ہوں۔ مجھے تعجب ہے کہ ان دلائل کے سننے کے بعد آپ کیوں کر اس دلیری سے یہ فرما رہے ہیں۔ کیا آپ میرے ان دلائل کو بھول گئے ہیں؟ سنئے میری پہلی دلیل یہ ہے کہ مناظرہ رشیدیہ میں جہاں مناظرہ کی ترتیب طبعی لکھی ہے اور اس کا نقشہ کھینچ کر بتلایا ہے وہاں مدعی ہی کی تقریر پر کلام کو ختم کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ آخری تقریر کا حق مدعی کو ہوتا ہے۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ فن مناظرہ کی اصطلاح میں مدعا علیہ کو سائل اور مدعی کو مجیب قرار دیا گیا ہے جیسا کہ مناظرہ رشیدیہ کے ابتدائی صفحات میں اس کی تصریح موجود ہے اور یہ چیز بدیہی ہے کہ سائل کی ہر تقریر کے بعد مجیب کو جوابی تقریر کا حق ہوگا اس لحاظ سے بھی آخری تقریر کا حق مدعی ہی کو ملنا چاہئے۔

مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ رشیدیہ یہ موجود ہے اس میں یہ کہیں نہیں لکھا کہ مدعی کی تقریر آخری ہوتی ہے آپ صاف لفظوں میں یہ لکھا ہوا دکھا دیجئے میں مان لوں گا۔

اس پر رضاخانیوں کے صدر مولوی عبدالولی صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے ایک خاص انداز سے فرمایا کہ

"میں بحیثیت عالم ہونے کے عرض کرتا ہوں کہ مولانا حشمت علی صاحب بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں فی الحقیقت مناظرہ رشیدیہ میں کہیں لکھا ہوا نہیں کہ مدعی کی تقریر آخری ہوتی ہے اور اگر مولوی منظور صاحب اس کو ثابت کر دیں تو میں ابھی دس روپیہ انعام دوں گا"

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ بسم اللہ ابھی کسی کو حکم بنائیے میں اسی مناظرہ رشیدیہ سے ثابت کروں گا کہ آخری تقریر کا حق مدعی کا ہے اور جو دو حوالے رشیدیہ کے میں پیش کر چکا ہوں ان ہی سے ثابت کر کے دکھلاؤں گا اور اگر اس وقت آپ کسی غیر جانبدار شخص کو حکم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو آئندہ دوران مناظرہ میں ہرگز ایسی جسارت نہ کریں۔

معاف کیجئے! میرا تخاطب مولوی حشمت علی صاحب سے ہے آپ کے متعلق مجھ کو معلوم ہے کہ آپ مناظرہ رشیدیہ کی عبارت بھی صحیح نہیں پڑھ سکتے اس کا سمجھنا تو بعد کی چیز ہے اور اگر میں بھی اپنا پہلو کمزور محسوس کرتا اور خارجی تائید کی مجھ کو بھی ضرورت ہوتی تو ان علماء کرام سے اپنی تائید کرا سکتا تھا اور کرا سکتا ہوں جو بحمداللہ اصحاب درس ہیں اور جنہوں نے بارہا مناظرہ رشیدیہ پڑھایا ہے لیکن مجھے اس کی ضرورت نہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں دلائل کی روشنی

میں کہہ رہا ہوں۔

اس کے جواب میں مولوی عبدالولی صاحب نے حضرت حکیم الامت تھانوی مدظلہم کا نام نامی نہایت گستاخی کے ساتھ لیتے ہوئے کہا کہ میں نے ان کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا وہ بھاگ گئے اور میرے خط کا جواب بھی نہ دیا پھر آپ کو ہم سے تخاطب کا کوئی حق نہیں ہے آپ کے مقابل مولوی حشمت علی صاحب ہیں آپ ان سے بات کیجئے۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ میں آپ کو قابل خطاب نہیں سمجھتا بے شک میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب ہیں کیوں کہ وہ مولوی حامد رضا خان صاحب کے وکیل ہیں۔ آپ کی پوزیشن کا حال یہ ہے کہ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مولوی حشمت علی صاحب بھی آپ کو اپنا وکیل یا نمائندہ بنانے کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت حکیم الامت کو مباہلہ کے متعلق خط لکھا تھا اور جواب نہیں آیا بہت ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو۔ حضرت ممدوح نے تو کبھی آپ کے مجدد ملت کو بھی منہ نہیں لگایا آپ کس شمار قطار میں ہیں۔ اور اگر فی الحقیقت آپ کو مباہلہ کی آرزو ہے اور آپ اس کے ذریعہ سے حق و ناحق کا ظہور چاہتے ہیں تو بسم اللہ ہمیں میدان ہمیں چوگان۔ کرسی سے اتریئے یہ میدان ہے میں بھی حاضر ہوں اسی وقت گیا ہی میں مباہلہ بھی ہوا جاتا ہے اور انشاء اللہ دیکھنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ حق کے سامنے باطل کس طرح ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

مولانا کی اس حقانی جرأت کو دیکھ کر اہل باطل پر ایک خاص رعب چھا گیا اور مولوی عبدالولی صاحب نے نہایت مرعوب آواز میں کہا کہ۔

"میری دعوت مباہلہ تو صرف مولوی تھانوی صاحب کے لئے تھی"

اس کے بعد مولوی حشمت علی صاحب ثالث بن کر کھڑے ہوئے اور آپ نے پہلے اپنے صدر صاحب کو خاموش کیا اور اس کے بعد مولانا محمد منظور صاحب سے کہا کہ اس بے کار گفتگو کو ختم کیجئے اور اصل بات طے کیجئے۔ مناظرہ رشیدیہ میں اگر کہیں صاف لفظوں میں یہ لکھا ہو کہ آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے تو مجھ کو دکھلا دیجئے میں مان لوں گا۔ لیکن میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس میں کہیں بھی یہ لکھا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اس میں صاف الفاظ میں موجود ہے کہ جب گفتگو ایسے مقدمات پر پہنچ جائے جو یقینی ہوں یا ظنی ہوں مگر فریق مقابل کو تسلیم ہوں تو بحث ختم ہو جاتی ہے۔ تو اگر آپ نے ایسے مقدمات پیش کر دیئے تو بحث آپ کی تقریر پر ختم ہو جائے گی اور اگر میں نے ایسے مقدمات پیش کر

دیئے تو بحث میری تقریر پر ختم ہو جائے گی اس میں مدعی یا مدعا علیہ کی کوئی تخصیص نہیں۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ میں آپ کے اس مغالطہ کا جواب لاہور میں دے چکا تھا اور آج پھر آپ اسی کو میرے سامنے پیش فرما رہے ہیں۔ درحقیقت مناظرہ رشیدیہ کی جس عبارت کو آپ پیش کر رہے ہیں وہ میری دلیل ہے۔ آپ نے یہ تو غور کیا ہوتا کہ مقدمات کس کو کہتے ہیں اور وہ کس کی طرف سے پیش ہو سکتے ہیں اسی رشیدیہ میں مذکور ہے کہ مقدمات اجزاء دلیل کو کہتے ہیں اور دلیل پیش کرنا مدعی کا کام ہے نہ کہ مدعا علیہ کا۔ پس مقدمات یقینی یا ظنی مدعی ہی کی طرف سے پیش ہو سکتے ہیں اور اسی پر بحث ختم ہو جائے گی بہرحال آپ کی پیش کردہ اس عبارت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ رہا آپ کا یہ مطالبہ کہ میں صاف لفظوں میں لکھا ہوا دکھلاؤں کہ مدعی کی تقریر آخری ہوا کرتی ہے یہ آپ کے لئے کچھ زیبا نہیں ہے اس قسم کی باتیں تو کوئی معمولی طالب علم بھی نہیں کرے گا۔

کیا آپ کسی دینی کتاب میں صاف الفاظ میں یہ دکھلا سکتے ہیں کہ تحذیر الناس، براہین قاطعہ، اور حفظ الایمان کے مصنفین معاذ اللہ کافر ہیں۔

میں مناظرہ رشیدیہ سے تو اپنے مدعا کو ثابت کر چکا اگر آپ کے نزدیک اس ثبوت میں کوئی کمزوری ہے تو پیش کیجئے اور اگر آپ ان عبارات کو نہ سمجھ سکتے ہوں تو پھر یہاں قانون پیشہ حضرات (وکلاء و بیرسٹران) بھی موجود ہیں ان سے دریافت کر لیجئے وہ بھی آپ کو یہ بتلا سکتے ہیں کہ مقدمات میں آخری بحث کے وقت ہر تقریر کا حق مدعی کے وکیل کو دیا جاتا ہے۔

اور اگر آپ اس کو بھی نہ مانیں تو لیجئے میں خود آپ کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اب سے پانچ چھ برس پہلے ۱۳۴۹ھ و ۱۳۵۰ھ میں رنگون کے مناظرہ کے متعلق میری اور آپ کی ایک طویل خط و کتابت ہوئی تھی جو کئی مہینہ جاری رہی تھی۔ اس سلسلہ میں جو آخری خط آپ نے ۲۲ ربیع الآخر ۱۳۵۰ھ کو مجھے تحریر فرمایا تھا اس کا دسواں نمبر یہ ہے۔

"نمبر ۱۰ عدل و انصاف کا مقتضیٰ یہی ہے کہ مجیب کی پچھلی تقریر سب سے آخر میں ہو، تاکہ سائل نے اپنی آخری تقریر میں مجیب پر جو کچھ اعتراض کیا ہے مجیب اس کا جواب دے سکے ورنہ سائل کو

موقع دینا کہ جو کچھ چاہے آخری تقریر میں بک دے اور مجیب کو اس پر کچھ بولنے کا حق نہ دینا سراسر ظلم ہے اور عقلاً و قانوناً بھی جواب کا مرتبہ سوال سے متاخر ہے اس لئے مجیب کی تقریر کا آخر میں ہونا ضرور ہے انتہیٰ "

آپ نے اس تحریر میں اصول عقل اور قانون کی روشنی میں ثابت کیا ہے کہ مجیب کی تقریر آخری ہونی چاہئے اور مناظرہ رشیدیہ کے ابتدائی صفحات میں یہ تصریح ہے کہ سائل مدعا علیہ ہوتا ہے اور مدعی کی حیثیت مجیب کی ہوتی ہے پس جب آپ نے مجھ کو مدعی تسلیم کر لیا تو میں مجیب بھی ہو گیا اور آپ کی ان زبردست تصریحات کی رو سے آخری تقریر کا حق میرا ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے آپ کے اس نزاع کا فیصلہ خود آپ کی تحریر نے کر دیا ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی وہ تحریر دیکھنے کے لئے منگوائی جو ان کو بھیج دی گئی۔ اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ " بے شک یہ میری تحریر ہے لیکن میری تحریر کوئی اصول مناظرہ کی کتاب یا قرآن و حدیث تھوڑا ہی ہے جس کا ماننا ضروری ہو "

ان کے اس عجیب و غریب جواب پر ایک عام قہقہہ بھی لگا۔ بالآخر خود ان کی جماعت کے بعض لوگوں نے ان سے کہا کہ اب آپ اس بارہ میں بھی انکار نہ فرمائیے۔ چنانچہ گھنٹوں کی تضییع اوقات کے بعد مولوی حشمت علی صاحب نے اس کو تسلیم کیا اور قرار داد ان الفاظ میں قلم بند کی گئی۔

" بطور مفاہمت کے یہ طے ہوا کہ پہلی دو بحثوں میں آخری تقریر کا حق مولوی حشمت علی صاحب کو دیا جائے اور آخری دو بحثوں میں مولوی محمد منظور صاحب ہی کو آخری تقریر کا حق ہوگا اور چونکہ یہ بطور مفاہمت طے ہوا ہے اس لئے دوسروں کے لئے یہ نظیر نہیں بن سکتا "

اور اس تحریر پر مولوی حشمت علی صاحب کے دستخط لے لئے گئے۔

اس کے بعد خدا خدا کر کے مناظرہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

مولانا محمد منظور صاحب نے حسام الحرمین کی پہلی بحث متعلق تحذیر الناس پر اپنا بیان دعوے لکھ کر پیش کیا اور پڑھ کر سنایا۔

ہم مولانا کے اس بیان کے درج کرنے سے پہلے حسام الحرمین کا وہ حصہ یہاں نقل کر دینا مناسب سمجھتے ہیں جس میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح پر کفر کا حکم لگایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب حسام الحرمین صلہ پر لکھتے ہیں۔

قاسم النانوتوی صاحب تحذیر الناس و هو القائل فیه لو فرض فی زمنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بل لو حدث بعده صلی الله علیه وسلم نبی جدید لم یخل ذالك بخاتمیته وانما یتخیل العوام انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انه لا فضل فیه اصلا عند اهل الفهم الی اخر ما ذکر من الهذیانات وقد قال فی التتمة والاشباه وغیرهما اذا لم یعرف ان محمدا صلی الله تعالیٰ علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات اه والنانوتوی هذا هو الذی وصف محمد علی الکانفوری ناظم الندوة بحکیم الامة المحمدیة فسبحان مقلب القلوب والابصار ولا حول ولا قوة الا بالله الواحد القهار والعزیز الغفار۔

قاسم نانوتوی ..... جس کی تحذیر الناس ہے اور اس نے اپنے اس رسالہ میں لکھا ہے۔ بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں الخ حالانکہ فتاوی تتمہ اور الاشباہ والنظائر وغیرہما میں تصریح فرمائی کہ اگر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے پچھلا نبی نہ جانے تو مسلمان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر الانبیاء ہونا سب انبیاء سے زمانہ میں پچھلا ہونا ضروریات دین سے ہے۔ اور یہ وہی نانوتوی ہے جسے محمد علی کانپوری ناظم ندوۃ نے حکیم امت محمدیہ کا لقب دیا۔ پاکی ہے اسے جو دلوں اور آنکھوں کو پلٹ دیتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

---

لہ تحذیر الناس میں لفظ رسول اللہ کے بعد صلعم لکھا ہوا تھا خانصاحب نے مسلمانوں کو بدظن کرنے کیلئے اس کو اڑا دیا۔ آخر چودھویں صدی کے مجدد ہیں ۱۲

فهؤلاء المردة المريدة الخناس مع اشتراكهم في الداهية الكبرىٰ مفترقون فيما بينهم على آراء يوحي بها اليهم الشيطان غرورا ۔

تو یہ سرکش شیطان کے چیلے باوجود اس مصیبت عظیم میں سب شریک ہیں آپس میں مختلف رایوں میں پھوٹے ہوئے ہیں جو شیطان فریب کی راہ سے ان کے دلوں میں ڈال دیتا ہے ۔

حسام الحرمین ص۱۲ ترجمہ حسام الحرمین ص۱۳

حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے خلیفۂ ارشد حضرت مولانا سید محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ (سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ) کے متوسلین مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کی اس عبارت کو خاص طور پر ملاحظہ فرمادیں ۔ خان صاحب موصوف کے نزدیک حضرت مولانا مونگیری رحمۃ اللہ علیہ بھی صرف مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تکفیر امت محمدیہ کرنے کے جرم میں کافر، مرتد، اور شیطان کے چیلے ہیں ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

بہرحال یہ ہے خان صاحب کا وہ فتوےٰ جس پر مناظرہ شروع ہوا۔ اب ہم اپنے ناظرین کے سامنے مناظرہ کی کارروائی پیش کرتے ہیں۔ واللہ الموفق ۔

خادم العلماء خاکسار محمد عبد القدوس بہاری غفرلہٗ
نزیل "گیا" ۔ ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ

مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مذکورہ صدر فتوئی کفر کے خلاف

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر "الفرقان" بریلی کا

## زبردست بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی النبی الامی الذی لانبی بعدہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ھم للامۃ سادۃ وقادۃ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ والباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ

امابعد :-

حاضرین کرام ! بالخصوص فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب حق تعالیٰ ہم سب کو نیک توفیق دے۔

اس وقت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے متعلق بحث ہے۔ میرا دعویٰ ہے کہ حضرت مرحوم بحمد اللہ مسلمان اور مومن کامل تھے۔ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ تمام ضروریات دین پر اس کا ایمان ہو۔ حضرت ممدوح نہ صرف تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتے تھے بلکہ آپ نے اپنی بیش بہا تصانیف مثلاً تقریر دلپذیر، حجۃ الاسلام، انتصار الاسلام، قبلہ نما، ومباحثہ شاہجہانپور وغیرہا میں براہین قاہرہ اور دلائل واضحہ سے تمام ضروریات دین مثلاً توحید، رسالت، ختم نبوت، قیامت، حشر ونشر، جنت ودوزخ وغیرہا کا ایسا ناقابل انکار ثبوت پیش کیا ہے جو مناظرین اسلام اور خدام ملت کے لئے آج تک چراغ راہ ہے۔

ایسی حالت میں ان کو کافر کہنا دین والصاف پر سخت ظلم اور حسب تصریح نصوص شرعیہ معصیت اور گناہ کبیرہ ہے حضور

خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ایما[1] رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہ احدھما۔

اور ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے ومن[2] رمی مومنا بکفر فھو کقتلہ (بخاری شریف)

صحیحین میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا جو[3] واقعہ مذکور ہے وہ بھی ہمارے لئے اس [illegible] بہترین سبق ہے ان احادیث کریمہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر قرار دینا کتنا سنگین جرم ہے [illegible] فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں انتہائی احتیاطوں سے کام لیا ہے۔ چنانچہ شرح فقہ اکبر میں ہے۔

---

[1] جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر ان میں سے ایک پر ضرور لوٹا (یعنی جبکہ وہ شخص فی الحقیقت کافر نہ ہو تو یہ کفر اس کافر کہنے والے پر لوٹے گا)

[2] یعنی کسی مسلمان کو کفر کی تہمت لگانا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے (معاذ اللہ)

[3] پورا واقعہ اس طرح ہے کہ حضرت اسامہ رضؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جنگ میں شریک ہوئے انہوں نے کافروں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جس مسلمان کی طرف چلتا ہے اسی پر ہاتھ صاف کر دیتا ہے یہ اس کی گھات میں لگ گئے اور موقع پا کر اس پر تلوار اٹھائی، عین اس وقت اس نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ پڑھا لیکن حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ نہ روکا اور اس کو قتل کر دیا۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ واقعہ پہنچا تو آپ نے اسامہ رضؓ سے فرمایا کہ تم نے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اس کو کیوں قتل کر دیا؟ عرض کیا کہ حضور! وہ مسلمانوں میں سے فلاں فلاں کو شہید کر چکا تھا۔ اور جب میں نے اس پر حملہ کیا اور اس نے تلوار کو اپنے سر پر دیکھا تو اس نے لا الہ الا اللہ پڑھا تو اس کا یہ لا الہ الا اللہ پڑھنا دل سے نہ تھا بلکہ صرف میری تلوار کے ڈر سے اس نے ایسا کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر نہیں دیکھ لیا کہ اس نے دل سے کہا یا خوف سے۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ بتلاؤ قیامت کے دن جب اس کی طرف سے اس کا کلمہ توحید مدعی بن کر آئے گا تو تم کیا کرو گے؟ اسامہ رضؓ نے عرض کیا حضور میرے لئے استغفار کیجئے۔ اس کے جواب میں بھی بار بار آپ نے یہی ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کے دن اس کا کلمہ توحید مدعی بن کر آئے گا تو تم کیا کرو گے؟ حضرت اسامہ رضؓ فرماتے ہیں کہ جب بار بار آپ نے یہی ارشاد فرمایا تو میں نے تمنا کی کہ کاش میں آج کے دن مسلمان ہوا ہوتا کہ میرا جدید اسلام اس گناہ کو بھی مٹا دیتا۔

کیا مسلمانوں کے ایمان و اسلام پر بے احتیاطی سے حملہ کرنے والے اس عبرت آموز واقعہ سے کوئی سبق لیں گے؟

مرتب

قد[1] ذکروا ان المسئلة المتعلقة بالکفر اذا کان لها تسعة وتسعون احتمالاً لکفر واحتمال واحد فی نفیه فالاولی للمفتی والقاضی ان یعمل بالاحتمال النافی لان الخطاء فی ابقاء الف کافر اهون من الخطاء فی افناء مسلم واحد۔ (شرح فقہ اکبر مجیدی کانپور ص۱۹۵)

اور فقہ حنفی کی مستند و معتبر کتابوں (مثلاً بحر الرائق و تنویر الابصار وغیرہ) میں مذکور ہے

والذی تحرر انه لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن[2]۔

یہ اور اس قسم کی اور بھی عبارات خود آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی کتاب تمہید ایمان میں ذکر کی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فقہاء کرام کی ان تصریحات سے بے پروا ہو کر آپ اور آپ کے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بالکل بے وجہ اور محض کسی ناجائز جذبہ کے ماتحت کافر کہا اس کے لئے بعض ایسی ایسی افسوسناک کارروائیاں کیں جن کی توقع کسی معمولی درجہ کے انسان سے بھی نہیں کی جا سکتی۔

چنانچہ ایک افسوسناک کارروائی تو انہوں نے یہ کی کہ مولانا مرحوم کے مختلف جگہ کے تین متفرق فقروں کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی اور ان کی ترتیب میں بھی الٹ پھیر کر دیا[3] اور کوئی ایسی علامت بھی نہ دی جس سے ناظرین سمجھ سکتے کہ یہ مختلف جگہ کی عبارتیں ہیں، بلکہ ان کو جوڑ کر بالکل ایک عبارت کر دیا۔ پھر غضب یہ کیا کہ ہر فقرہ کے اول یا آخر کا وہ حصہ نقل کرنے سے چھوڑ دیا جس سے اس کا اصل مطلب واضح ہو جاتا حالانکہ اس قسم کی ناجائز قطع و برید سے تو ہر کلام کو کفر بنایا جا سکتا ہے۔

---

[1] علماء مذہب نے ذکر کیا ہے کہ جو مسئلہ کفر سے متعلق ہو جبکہ اس میں ننانوے[99] احتمال کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال اس کی نفی کا ہو تو مفتی اور قاضی کو چاہئے کہ اسی نفی والے احتمال پر عمل کرے کیونکہ ہزار کافروں کو باقی رکھنے میں خطا ہو جانا ایک مسلمان کے فنا کرنے میں خطا ہو جانے سے کم خطرناک ہے۔ ۱۲

[2] اور جو کچھ منع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ کسی ایسے مسلمان کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائیگا جس کے کلام کو کسی اچھے محمل پر محمول کرنا ممکن ہو۔ ۱۲

[3] اور اسی الٹ پھیر کی وجہ سے تحذیر الناس کے ان فقروں کا مطلب بالکل بدل گیا۔ ۱۲

بہر حال چونکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے عبارات تحذیر الناس میں ناجائز قطع و برید کر کے اس سے ختم نبوت کا انکار نکالا ہے اور پھر اسی بنیاد پر کفر کا حکم لگایا ہے اس لئے ان کا وہ فتوے ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

اس کے بعد میں مناسب سمجھتا ہوں کہ رفع خلجان کے لئے ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب بھی عرض کر دوں جن کو توڑ جوڑ کر فاضل بریلوی نے ایک کفریہ مضمون بنایا ہے لیکن اس کے لئے ضرورت ہے کہ پہلے اختصار کے ساتھ لفظ خاتم النبیین کی تفسیر کے متعلق مولانا نانوتوی مرحوم کا مسلک واضح کر دیا جائے۔ پہلے بطور تمہید میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نفس الامر میں دو قسم کی خاتمیت ثابت ہے۔ ۱۱

ایک زمانی جس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ دوسرے خاتمیت ذاتی جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بالعرض۔ جس طرح کہ آفتاب روشنی کے ساتھ باذن اللہ تعالیٰ بلا کسی دوسرے واسطے کے موصوف ہے اور دوسرے ستارے اس کے واسطے سے روشن ہیں ایسے ہی حق تعالیٰ نے حضور کو براہ راست نبوت عطا فرمائی اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو حضور سراپا نور کے واسطے سے۔ اور اسی کا نام ہماری اصطلاح میں خاتمیت ذاتیہ ہے۔ بہر حال مولانا نانوتوی مرحوم کی تحقیق یہ ہے کہ قرآن عزیز میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس سے آپ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے ذاتی بھی اور زمانی بھی۔ اور عوام اس سے محض ایک قسم کی خاتمیت مراد لیتے ہیں یعنی صرف زمانی۔

پس تفسیر خاتم النبیین کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے جس کا حاصل بس یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں اور خاتم ذاتی بھی اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لئے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر فاضل بریلوی نے ایک کفر کا مضمون بنا لیا ہے ان میں سے پہلا فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔ اس موقع پر "تحذیر الناس" کی پوری عبارت اس طرح ہے۔

---

۱۱ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالعرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم

ہنا بدستور باقی رہتا ہے "

مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت کا خط کشیدہ حصہ جس سے ہر شخص یہ سمجھ لیتا ہے کہ مولانا کی یہ عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے نہ زمانی کے متعلق " حذف کرکے ایک ناتمام ٹکڑا نقل کر دیا اور پھر غضب یہ کیا کہ اس کو صفحہ اٹھائیس کے ایک فقرہ کے ساتھ اس طرح جوڑا کہ صفحہ کے نمبر کا تو ذکر ہی کیا ہے درمیان میں ختم فقرہ کا نشان (ڈیش) بھی نہیں دیا پھر اس فقرہ کی نقل میں بھی صریح خیانت کی اس موقع پر پوری عبارت اس طرح ہے۔

" ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس سمجھدار نے عرض کیا ہے تو پھر رسولئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مسائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا "

اس عبارت میں بھی خان صاحب نے یہ کارروائی کی کہ اس کا ابتدائی حصہ جس سے ناظرین کو صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ زمانی کا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کے متعلق بھی مصنف تحذیر الناس کا عقیدہ اس سے معلوم ہو جاتا اس اہم حصہ کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے یک قلم حذف کرکے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ کو نقل کر دیا۔ اور دوسری افسوسناک کارروائی یہ کی کہ اس ناتمام فقرے کو بھی صفحہ ۳ کے ایک ناتمام فقرے سے اس طرح جوڑ دیا کہ وہاں بھی درمیان میں ڈیش تک نہیں دیا۔

بہرحال صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

رہی خاتمیت زمانی، اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

لہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ۔

یہاں تک تحذیر الناس کے صفحہ ۳، اور صفحہ ۳۰ کے فقروں کا صحیح مطلب عرض کیا گیا ہے۔ رہا تیسرا فقرہ جس کو خان صاحب نے سب سے اخیر میں نقل کیا ہے وہ تحذیر الناس کے تیسرے صفحہ کا ہے اور یوں سمجھنا چاہئے کہ گویا تحذیر الناس وہیں سے شروع ہوتی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرضِ جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"

اس عبارت میں دو چیزیں قابل لحاظ ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں مولانا مرحوم مسئلہ ختم نبوت پر کلام نہیں فرما رہے بلکہ لفظ خاتم کے معنی پر کلام فرما رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ خاتم سے ختم زمانی مراد لینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتلایا بلکہ ختم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے۔

اس کے بعد میں آپ کو یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اسی تحذیر الناس میں جا بجا مولانا مرحوم نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی آخر الزمان ہونے کی بار بار تصریح فرمائی ہے اور اس کے منکر کو صریح لفظوں میں کافر لکھا ہے چنانچہ اس کے تیسرے ہی صفحہ پر اس فقرہ کے بعد جس کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے سب سے آخر میں نقل کیا ہے، مولانا مرحوم ارقام فرماتے ہیں۔

"بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور (یعنی سد باب مدعیان نبوت) خود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے"

نیز اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ ۱۰ پر مولانا مرحوم اپنے مدعا کی توضیح سے فارغ ہو کر ارقام فرماتے ہیں۔

---

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ؎ بہرحال مولانا کا کلام یہاں خاتمیت ذاتی میں ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کہے کہ آپ کے بعد اور نبی آسکتے ہیں تو مولانا محمد قاسم رح کے نزدیک بھی وہ کافر ہی ہوگا جیسا کہ ان کی صلہ کی اس عبارت سے واضح ہے جو آئندہ آتی ہے۔ ۱۲

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیوں کہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا ان کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا"

اس عبارت میں مولانا مرحوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کی پانچ زبردست دلیلیں ذکر فرمائی ہیں

۱ :- یہ کہ حضور اقدس ؐ کے لئے خاتمیت زمانی نص خاتم النبیین سے بدلالت مطابقی ثابت ہو اس طور پر کہ خاتم کو ذاتی و زمانی سے مطلق مانا جائے۔

۲ :- یہ کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔

۳ :- یہ کہ دونوں میں سے ایک پر مطابقی ہو اور دوسرے پر التزامی۔ اور ان تینوں صورتوں میں خاتمیت زمانی نص قرآن سے ثابت ہوگی۔

۴ :- یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے۔

۵ :- یہ کہ اجماع امت سے ثابت ہے۔

ان پانچ طریقوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ بھی تصریح فرمادی کہ خاتمیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسری ضروریات قطعیات دینی کا۔

تحذیر الناس کی ان زبردست اور واضح تصریحات کے بعد یہ کہنا کہ اس میں ختم نبوت زمانی کا انکار کیا گیا ہے افتراء اور دین پر سخت ظلم ہے۔ پھر اس قسم کی تصریحات تحذیر الناس میں ایک یا دو جگہ نہیں بلکہ مشکل سے اس کا کوئی صفحہ اس کے ذکر سے خالی ہوگا۔ اس وقت میں تحذیر الناس کی صرف ایک عبارت اور پیش کرتا ہوں جس میں مولانا نانوتوی

مرحوم نے ایک نہایت ہی عجیب وغریب فلسفیانہ انداز میں ختم نبوت زمانی کو بیان فرمایا ہے۔ تحذیر الناس کے صفحہ ۲۱ پر ہے۔

" درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس کے لئے کوئی مقصود بھی ہوگا جس کے آنے پر حرکت ختم ہو جائے سو حرکت سلسلہ نبوت کے لئے نقطۂ ذات محمدی منتہی ہے اور یہ نقطہ اس سباق زمانی اور سباق مکانی کے لئے ایسا ہے جیسے نقطۂ راس زاویہ تاکہ اشارہ شناسان حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت کون ومکان زمین وزمان کو شامل ہے "

پھر اس کے چند سطر بعد اسی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ۔

" منجملہ حرکات حرکت سلسلۂ نبوت بھی تھی سو بوجہ حصول مقصود اعظم ذات محمدی صلعم وہ حرکت مہمل بسکون ہوئی البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں اور زمانہ آخر میں آپ کے ظہور کی ایک یہ بھی وجہ ہے "

(تحذیر الناس ص ۲۱)

ختم نبوت زمانی کے متعلق یہ تینوں عبارتیں خود تحذیر الناس کی ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار کیا گیا ہے سخت ترین ظلم ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

الحمد للہ کہ میری اتنی تقریر سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر انکار ختم نبوت کا الزام محض بے بنیاد ہے۔ پس ان پر کفر کا جو فتویٰ دیا گیا تھا وہ کافور ہوا، اسلام غالب آیا اور کفر مغلوب ہوا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

دستخط ، محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

حضرت مولانا نے اپنا یہ تحریری بیان پڑھ کر سنایا اور اس کی ایک نقل دستخط فرما کر مولوی عشمت علی صاحب کے حوالہ کر دی وقت کی تنگی کی وجہ سے مولانا اپنے اس بیان تحریری کی توضیح میں مستقل طور پر کوئی مبسوط تقریر نہ فرما سکے بلکہ اس بیان کو سناتے ہوئے ضمنی طور پر اس کے اہم اجزاء کی شرح فرماتے گئے بالخصوص تحذیر الناس کی جو عبارات اس بیان میں

آگئی ہیں ان کی وضاحت کی طرف آپ نے خاص توجہ فرمائی اور بحث کے اس پہلو پر آپ نے بہت کافی روشنی ڈالی کہ تحذیر الناس کی مختلف عبارات میں تحریف کر کے مولوی احمد رضا خان صاحب نے جو ایک مسلسل عبارت بنا کر تحذیر الناس کے حوالہ سے لکھی ہے اس کو ہرگز تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جا سکتا اور اس کے مضمون اور عبارات تحذیر الناس کے اصل مطلب میں زمین و آسمان اور کفر و اسلام کا فرق ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے تحذیر کے حوالہ سے جو ایک مسلسل عبارت نقل کی ہے اس سے ہر خالی الذہن یہی سمجھے گا کہ صاحب تحذیر الناس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مقدس میں اور اس کے بعد بھی اور نبی آسکتے ہیں اور وہ معاذ اللہ عقیدۂ ختم نبوت زمانی کو غلط اور باطل سمجھتے ہیں۔ اور اگر کوئی شخص تحذیر الناس کی اصل عبارات کو اپنی اپنی جگہ دیکھے تو اس کو کبھی یہ وہم و گمان بھی نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ان کا مطلب وہی سمجھے گا جو میں نے اپنے تحریری بیان میں عرض کیا ہے بہر حال مولوی احمد رضا خان صاحب کی نقل کردہ عبارت سے ختم نبوت سے جو انکار بظاہر مفہوم ہوتا ہے وہ صرف مولوی صاحب موصوف کی مجددانہ تحریف کا نتیجہ ہے۔ ورنہ تحذیر الناس کے مصنف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دامن بحمد اللہ اس داغ سے پاک ہے۔

چونکہ مولانا کی آئندہ تقریروں میں یہ مضمون زیادہ تفصیل سے آنے والا ہے اس لئے یہاں ہم نے نہایت مختصر خلاصہ پر اکتفا کیا ہے۔

❊

# مولوی حشمت علی صاحب کا پہلا تحریری بیان

جوابات تحذیر الناس کے متعلق مولانا محمد منظور صاحب مدیر الفرقان کا بیان دعوی ناظرین ملاحظہ فرما چکے اس کے جواب میں مولوی حشمت علی صاحب نے جو تحریری بیان پیش کیا تھا وہ بجنسہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے چونکہ مولوی حشمت علی صاحب اپنا یہ بیان مولانا محمد منظور صاحب کا بیان دعوے دیکھنے سے پہلے ہی محض اٹکل سے لکھ کر لائے تھے اس لئے اس میں بہت سی چیزیں ایسی بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے جن کا مولانا محمد منظور صاحب کے بیان دعوی میں کوئی ذکر بھی نہ تھا۔

ناظرین کی بصیرت کے لئے کہیں کہیں ہم اس پر مختصر نوٹ بھی لکھیں گے لیکن اصل تحریر میں کسی قسم کی کوئی ترمیم و تبدیلی نہیں کریں گے۔ اس کے بعد ناظرین کرام وہ بیان تحریری ملاحظہ فرمائیں۔

(مرتب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۷۸۶/۹۲ اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جس طرح ضروریات دین میں سے ہے اسی طرح خاتم النبیین کے یہ معنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اقدس تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے زمانہ کے بعد اور حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں یہ بھی ضروریات دین میں سے ہے۔ اسی طرح یہ مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں کسی نبی جدید کا مبعوث ہونا ختم نبوت کے منافی ہے اس طرح یہ مسئلہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ حضورؐ کے بعد بھی کسی نبی جدید کا مبعوث ہونا ختم نبوت کے منافی ہے۔ یعنی اگر حضورؐ کے زمانہ میں کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا تو، حضورؐ سب سے پچھلے نبی نہ رہتے۔ یا اگر معاذ اللہ حضورؐ کے بعد نبی جدید مبعوث ہو تو بھی معاذ اللہ حضور کا خاتم النبیین ہونا

باقی نہیں رہے گا۔ یہ چاروں مسائل ضروریہ دینیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے وصف مبارک خاتم النبیین کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے کسی ایک مسئلہ کا منکر بلکہ اس میں شک کرنیوالا بھی قطعاً یقیناً کافر و مرتد ہے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے تحذیر الناس کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں اگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے یہاں پر عوام کا لفظ اہل فہم کے مقابلہ میں بولا گیا ہے۔ تو عوام سے مراد ناسمجھ لوگ ہوئے تو اس عبارت کا صاف وصریح یہ مطلب ہوا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پچھلے نبی ہیں یہ ناسمجھ لوگوں کا خیال[1] ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں کیوں کہ اگر یہ معنی ہوں تو مقام مدح میں اللہ عزوجل کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائے گا دوسرے مسئلہ کا انکار اور پہلا کفر ہوا۔

تحذیر الناس صفحہ ۳ پر لکھا۔ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی پیدا ہو تو بھی آپ کا خاتم النبیین ہونا بدستور باقی رہتا ہے[2]۔ اس عبارت کا صاف وصریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی

---

[1] ناظرین کرام اس عبارت کا صحیح مطلب دلائل کی روشنی میں مولانا محمد منظور صاحب کے بیان دعویٰ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور مولانا کے جوابی بیان میں پھر ملاحظہ فرمائیں گے۔ ۱۲۔ مرتب۔

[2] اس عبارت کے نقل کرنے میں یہاں ایک مرورؔی خیانت تو یہ کی گئی ہے کہ عبارت ناتمام وناقص نقل کی گئی ہے جس طرح مولوی احمد رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں نقل کی تھی۔ ناظرین کرام پوری عبارت صـ پر حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے بیان دعویٰ میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اور یہ بھی وہیں معلوم کر چکے ہیں کہ اس خیانت سے عبارت کے مطلب پر کیا اثر پڑتا ہے لیکن خیر یہ خیانت تو مرورؔی اور قدیمی ہے اسلئے اس کی ہم کو زیادہ شکایت نہیں البتہ ایک جدید کارروائی یہ کی گئی ہے کہ تحذیر الناس کی اصل عبارت اس طرح تھی "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو" مولوی حشمت علی صاحب نے اس میں ایک لفظ "پیدا" اپنی طرف سے بڑھا کر اس طرح لکھا ہے "اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی پیدا ہو" اور ارباب بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔ اگر ہم بدگمانی سے کام لیں تو

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

نبی مبعوث ہو جاتا تو بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ یہ تیسرے مسئلے کا انکار اور دوسرا کفر ہوا۔

---

تحذیر الناس صفحہ ۲۸ پر لکھا۔ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ اس عبارت کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی اگر کوئی نبی جدید مبعوث ہو جائے تو بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑے گا۔ یہ چوتھے مسئلہ کا انکار اور تیسرا کفر ہوا۔

ان ہی تینوں عبارتوں کو تلخیص کے ساتھ علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا گیا اور علماء حرمین طیبین نے مولوی قاسم صاحب نانوتوی پر کفر و ارتداد کے فتوے کی تصدیق فرمائی جو حسام الحرمین شریف میں موجود ہے۔

۱:- حسام الحرمین شریف پر ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں بے ترتیب لکھ دیں اس لئے کفری معنیٰ پیدا ہو گئے اور اسی وجہ سے علماء حرمین محترمین نے فتوائے کفر نانوتوی کی تصدیق فرما دی۔ لیکن یہ اعتراض اس وقت صحیح ہوتا کہ معنی کفری بے ترتیب لکھ دینے سے پیدا ہو جاتے ہم نے ابھی بتا دیا ہے کہ تحذیر الناس کی تینوں عبارات مذکورہ میں علیحدہ علیحدہ تین مستقل کفر ہیں۔ پہلی عبارت میں ختم نبوت کے اس معنی کو کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ٹھہرایا یہ بھی کفر قطعی ہے۔ دوسری عبارت میں حضور کے ہم زمانہ نبی کی بعثت کو ختم نبوت

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کہہ سکتے ہیں کہ نہایت افسوسناک بجرمانہ خیانت ہے لیکن ہمارے حسن ظن کا تقاضا یہ ہے کہ نادانستہ طور پر قلم کی لغزش سے یہ نقطہ نکل گیا ہے بہرحال دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے ؎ آں کشتۂ بیچ حق محبت ادا نہ کرد با کز بہر دست و بازوئے قاتل دعا نکرد۔ ۱۲ مرتب غفرلہٗ۔

لہ ناظرین کرام تحذیر الناس صـ۱۴ کی پوری عبارت اور اس کا صحیح مطلب مولانا نعمانی مدظلہ کے بیان دعوی میں صـ پر ملاحظہ فرما چکے ہیں ۱۲ مرتب غفرلہٗ

۲ تحذیر صـ۲۵ کا یہ فقرہ بھی ناتمام اور ناقص نقل کیا گیا ہے پورا فقرہ اور اس کا صحیح مطلب قارئین کرام مولانا نعمانی مدظلہ کے بیان دعوی میں صـ پر ملاحظہ فرما چکے ہیں ۱۲ مرتب غفرلہٗ۔

۳ مولانا حسام الحرمین میں تلخیص نہیں بلکہ صریح تحریف سے کام لیا گیا ہے جس کا بین ثبوت مولانا محمد منظور صاحب کے بیان دعوی میں گزر چکا ہے اور تفصیلی ثبوت مولانا ممدوح کے جوابی بیانات میں آئندہ آئے گا ۱۲ مرتب غفرلہٗ۔

۴ جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے ثبوت گزر چکا اور آئندہ بھی آئیگا مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ نے مولانا نعمانی مظلہ کا بیان دعوی دیکھنے سے پہلے ہی بیان تحریری لکھ لیا۔

کے ساتھ غیر منافی بتایا یہ بھی کفر قطعی ہے۔ تیسری عبارت میں حضور کے بعد کسی نئے نبی کے مبعوث ہو جانے کو ختم نبوت میں غیر مخل بتایا۔ یہ بھی کفر قطعی ہے۔ تو تین عبارتوں میں تین مستقل قطعی یقینی کفر ہیں۔ تینوں عبارتیں ترتیب کے ساتھ لکھی جاتیں جب بھی تین کفر ہوتے، بے ترتیب لکھی گئیں اب بھی تین کفر ہیں۔ بلکہ اگر تینوں میں سے صرف ایک ہی عبارت لکھی جاتی تو بھی نانوتوی صاحب پر کفر قطعی کا فتوٰے صحیح ہوتا لہذا بے ترتیب لکھ دینے کا اعتراض محض غلط و باطل ہے۔

۲ :- حسام الحرمین شریف پر دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے[1] کہ تحذیر الناس کی عبارت یوں ہے۔ اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ لیکن حسام الحرمین شریف میں عربی ترجمہ یہ کیا گیا کہ لا فضل فیہ اصلا عند اھل الفھم اس غلط ترجمہ کی بنا پر فتوٰئ کفر کی تصدیق علماء کرام حرمین شریفین نے فرما دی مگر اُسی عبارت تحذیر الناس میں یہ بھی موجود ہے کہ "پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے" اس کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سب سے پچھلا نبی ہونا اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کو حضور کی مدح و تعریف میں بیان کیا جائے تو مطلقاً اس وصف کریم میں فضیلت ہونے ہی کا انکار ہوا، نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی نبی کی نبوت بالذات نہیں بلکہ ان سب کی نبوت بالعرض ہے۔ کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا دوسرے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بھی یہ ثنا و تعریف کرنا باطل ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو نبوت عطا فرمائی اور جب آپ یہ نہیں کہہ سکتے تو ثابت ہو گیا کہ لفظ بالذات محض دھوکہ دینے کے لئے بالکل مہمل اور بے معنی لکھا ہے اور اس عبارت تحذیر الناس کا مضمون وہی ہے جو حسام الحرمین شریف میں بزبان عربی پیش کیا گیا تو اب لفظ بالذات کا نکال دینا ہرگز تحریف نہیں ہو سکتا اور اصولاً منقول عنہ کا بعینہٖ نقل کرنا ضروری بھی نہیں صرف مضمون واحد ہونا چاہیئے تو لفظ بالذات نکال دینے

---

[1] مولانا محمد منظور صاحب نے اپنے بیان دعوٰی میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا نہ اشارۃً نہ صراحۃً نہ تقریراً نہ تحریراً مگر چونکہ مولوی حشمت علی صاحب سے مناظرہ شروع ہونے سے پہلے رات ہی میں یہ جوابی بیان لکھ لیا تھا اس لئے آپ نے اکمل سے یہ سمجھ کر کہ مولانا یہ اعتراض بھی پیش فرمائیں گے جواب دینے کی بے سود کوشش کی ہے لیکن آئندہ بیانات میں مولانا نے اس پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ۱۲ مرتب غفرلہٗ

پر بھی آپ کے اعتراض کا غلط و باطل ہونا ثابت ہوگیا ۔ وللہ الحمد۔

۳ :- خود مولوی قاسم صاحب نانوتوی تحذیر الناس کے اسی صفحہ ۳ پر اسی عبارت کے آگے چل کر لکھتے ہیں آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے ۔ دیکھئے اس عبارت میں صاف اقرار کرلیا کہ جس طرح قد اور قامت شکل و رنگ وغیرہ کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں اسی طرح حضور کے سب سے پچھلے نبی ہونے کو نبوت یا فضائل میں کچھ دخل نہیں سب سے پچھلے نبی ہونے میں حضور کی کوئی فضیلت ہی نہیں ہے کہئے اب تو خود مصنف کتاب نے اقرار کرلیا کہ آخر الانبیاء ہونے میں ہرگز کچھ فضیلت نہیں ۔ کہئے لفظ بالذات کے نکال دینے پر آپ کا اعتراض خود نانوتوی صاحب کے اقرار سے غلط و باطل ہوا یا نہیں ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مسلمانو اس کو کہتے ہیں کہ حق وہ ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے ۔ وللہ الحمد۔

۴ :- یہ کہنا کہ تحذیر الناس کا تو موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی خاتمیت ذاتی ، زمانی ، مکانی وغیرہ کی حمایت و محافظت ہے بالکل ایسا ہی ہے جیسے دیانندی آریہ کہتے ہیں کہ ویدوں کا تو موضوع ہی توحید الٰہی کو صاف کرنا ہے ویدوں میں کوئی ایک لفظ ایسا نہیں ہے جس سے بت پرستی کا جواز ثابت ہوسکے ۔

۵ :- آپ نے کہا کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے ۔ جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ قادیانی لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں ، پھر آپ لوگ قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں ۔ اس سوال کا جو جواب آپ قادیانیوں کو دیں گے وہی ہماری طرف سے اپنے مقابل سمجھ لیجئے ۔

۶ :- آپ نے کہا کہ اس طرح قرآن پاک سے بھی کفر نکل سکتا ہے ۔ مثلاً کوئی بے دین یوں کہہ دے ان الابرار لفی جحیم اور ان الفجار لفی نعیم مگر جناب اس بے دین نے دونوں جملوں کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دیئے پہلے جملہ کا مبتدا ، دوسرے جملہ کی خبر کے ساتھ اور دوسرے جملہ کے مبتدا کو پہلے جملہ کی خبر کے ساتھ لگا دیا ۔ لیکن اگر ان دونوں جملوں میں کوئی تغیر نہ کیا جائے صرف ترتیب کو بدل دیا جائے اور یوں کہا جائے ان الفجار لفی جحیم وان الابرار لفی نعیم تو اب ہرگز کفر کے معنی نہیں نکل سکتے ۔ تو معلوم ہوا کہ مستقل جملوں کی صرف ترتیب بدل دینے سے

ہرگز معنی نہیں بدل سکتے۔ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں تین مستقل جملے[1] ہیں تو صرف ان کی باہمی ترتیب بدلنے سے کیونکر معنی بدل گئے۔

۷ :- آپ نے لکھا ہے خاتم النبیین کو صرف اس معنی میں حصر کرنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اسکو عوام کا خیال بتایا ہے حالانکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ آیت کریمہ صرف اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو شخص اس کے ظاہری معنی کے سوا کوئی اور معنی لے وہ قطعاً کافر ہے۔ ملاحظہ ہو ختم النبوۃ فی الآثار۔

۸ :- قادیانیوں کو آپ کس جرم پر کافر کہتے ہیں۔ انکار ختم نبوت کا سبق قادیانیوں کو نانوتوی صاحب نے دیا اب تک قادیانی اپنے مناظروں میں مناظرین اہلسنت کے مقابل تحذیر الناس کی عبارتیں پیش کر دیتے ہیں تو انکار ختم نبوت میں نانوتوی صاحب استاد ہیں اور قادیانی شاگرد ہیں تعجب ہے کہ کفر کا سبق دینے والا تو آپ کے نزدیک پیشوائے مسلمین ہے مگر جس نے کفر کا سبق پڑھ کر یاد کر لیا وہ کافر ہے۔ ہماری اس تقریر سے روشن ہو چکا کہ تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب نے یقیناً ضروریات دین کا انکار کیا اور وہ کافر ہو چکے۔

الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز جندہ وھزم احزاب الکفر وحدہ و

الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الذی لا نبی بعدہ وآلہ وصحبہ المکرمین عندہ

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ

*

مولوی حشمت علی صاحب نے اپنا یہ بیان تحریری پڑھ کر سنایا اور وقت کی کمی کی وجہ سے اس کے متعلق وہ بھی کوئی مبسوط تقریر نہ کر سکے البتہ مولانا محمد منظور صاحب کی طرح آپ نے بھی ضمنی طور پر کہیں کہیں اپنے مضمون کی وضاحت کے لئے تقریر فرمائی بالخصوص اپنے بیان کے اس حصہ پر آپ نے بہت زور دیا کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی مختلف مقامات

---

[1] اہل علم مولانا محمد منظور صاحب کے بیان دعویٰ میں تحذیر الناس ص۱۴ و ص۲۰ کی پوری پوری عبارات ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں کہ کیا حسام الحرمین میں ان عبارات کے جو ٹکڑے نقل کئے گئے ہیں وہ مستقل جملے ہیں یا جملہ شرطیہ کے اجزاء ؟ اور پھر مولوی حشمت علی صاحب کی اس قابلیت کی داد دیں۔ مولانا محمد منظور صاحب کے آئندہ جوابی بیانات میں بھی یہ بحث آئے گی۔ ۱۲ مرتب غفرلہ

کی جو عبارات نقل کی گئی ہیں وہ بجائے خود مستقل عبارات اور تمام جملے ہیں اور ان میں سے ہر ایک بجائے خود موجبِ کفر ہے اور ان کی ترتیب بدل جانے سے ان کے مطالب پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ اس پر آپ نے اپنی تقریر میں کئی منٹ صرف کئے اور یہ ثابت کرنے میں پوری کوشش کی کہ تحذیر صفحہ ۳ کے فقرہ میں خاتم النبیین سے خاتمیتِ زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے۔ اور صفحہ ۱۴، وصفحہ ۲۸ کی عبارات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارکہ میں اور اس کے بعد بھی کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کو جائز اور آپ کی خاتمیت کے لئے غیر مخل بتلایا گیا ہے۔ نیز اپنی تحریر کے اس آخری حصہ پر بھی آپ نے کچھ تقریر فرمائی کہ قادیانیوں کو ختم نبوت کے انکار کا سبق تحذیر الناس ہی سے ملا ہے اور قادیانی مناظرین، مناظروں میں تحذیر الناس کی انہیں عبارات سے استدلال کرتے ہیں لہٰذا ختم نبوت کے انکار میں قادیانی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی ہی کے شاگرد ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

بہرحال فریقین کے یہ پہلے دونوں تحریری بیان تو اسی طرح پیش ہوئے کہ ان کے ساتھ توضیحی تقریریں بہت مختصر ہوئیں لیکن اس کے بعد کے اکثر بیانات میں فریقین کی طرف سے تقریر کا حصہ تحریر سے زیادہ ہوتا تھا اور تحریر کے ہر نمبر کے پڑھنے کے بعد اس کی توضیح میں کافی تقریر کی جاتی تھی۔ اس لئے ہم آئندہ فریقین کی تحریر و تقریر اس طرح درج کریں گے کہ پہلے تحریر کا ایک نمبر نقل کریں گے اس کے بعد اس کے متعلق جو تقریر کی گئی اس کا خلاصہ لکھیں گے تاکہ ناظرین کرام کو بالکل مناظرہ ہی کا لطف آجائے۔ اور امتیاز کے لئے تحریر کا حصہ حاشیتین چھوڑ کر لکھیں گے اور تقریر پوری سطر میں۔ ناظرین کرام ان چیزوں کا لحاظ کرتے ہوئے ملاحظہ فرمائیں۔

مرتب عفرلہٗ

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا دوسرا جوابی بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فاضل مخاطب جناب مولوی حشمت علی صاحب! افسوس ہے کہ آپ نے میرے بیان کو بغیر دیکھے ہی جواب لکھ دیا۔ اسی وجہ سے اُس میں بعض ایسی چیزوں کا ذکر کر دیا جن کو میرے بیان سے کوئی تعلق نہیں اور اکثر چیزیں وہ لکھ دیں جن کا جواب خود میرے اُس بیان میں مذکور ہے۔ تاہم اختصار کے ساتھ میں پھر ان چیزوں پر روشنی ڈالتا ہوں اور آپ کی تمام باتوں کا نمبروار جواب دیتا ہوں۔

۱:- بے شک ختم نبوت زمانی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اسی طرح حضورؐ کے زمانۂ اقدس میں اور علیٰ ہذا عہدِ رسالت کے بعد کسی جدید نبی کا مبعوث نہ ہونا یہ بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ اور بیشک ان باتوں کا انکار کرنا مستلزم کفر ہے لیکن تحذیر الناس کے متعلق آپ کا یہ فرمانا کہ اس میں ان چیزوں کا انکار کیا گیا ہے بالکل غلط ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

الف:- تحذیر الناس کے صفحہ ۳ والے فقرے میں نفسِ ختم نبوت زمانی کو عوام کا خیال نہیں بتلایا گیا بلکہ اس معنی میں حصر کرنے کو خیالِ عوام کہا گیا ہے۔ جس کی تفصیل آپ معرکۃ[1] القلم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

ب:- علیٰ ہذا صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے دونوں فقروں کا تعلق بھی ختم ذاتی سے ہے کہ ختم زمانی سے جیسا کہ ان فقروں کے اول اور آخر میں خود مصنف تحذیر الناس کی تصریح موجود ہے لہٰذا ان سے ختم نبوت

---

[1] معرکۃ القلم حضرت مولانا محمد منظور صاحب کا وہ بیان ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتوے حسام الحرمین کے رد میں لاہور کے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے آپ نے قلم بند فرمایا تھا وہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اب سے ایک سال پہلے مولوی حشمت علی صاحب کے پاس پہنچ چکا ہے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

زمانی کا انکار یا نبی جدید کی تجویز نکالنا خلاف عقل و دیانت ہے چونکہ ان تینوں فقروں کی کافی تشریح میں اپنے پہلے ہی بیان میں کر چکا ہوں اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ علاوہ ازیں، معرکۃ القلم جناب کے پاس موجود ہے اس میں اس مبحث کی کافی سے زیادہ توضیح کر دی گئی ہے۔

مرتب :۔ مولانا محمد منظور صاحب نے اپنے اس بیان کا یہ پہلا نمبر پڑھ کر سنانے کے بعد اس کی توضیح و تائید میں مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

حاضرین کرام کو میرے پہلے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں تحذیر الناس کے حوالہ سے جو ایک مسلسل عبارت کئی سطر کی نقل کی ہے فی الحقیقت وہ تحذیر الناس کے مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ اس میں پہلا فقرہ صفحہ ۱۴ کا ہے دوسرا صفحہ ۲۸ اور تیسرا صفحہ ۳ کا۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے بیان میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان میں سے ہر فقرہ بجائے خود موجب کفر ہے اور اس کے ثابت کرنے کے لئے آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ صفحہ ۳ کے فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ "خاتم النبیین" کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پچھلے نبی ہیں یہ ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں۔ اور صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے فقروں کے متعلق آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور آپ کے زمانہ کے بعد کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کو جائز اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی کے لئے غیر مخل بتلایا گیا ہے اور یہ سب چیزیں بجائے خود کفر ہیں۔ لیکن ان سب باتوں کا رد میرے پہلے ہی بیان میں موجود ہے اور اب پھر مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔

صفحہ ۳ کی زیر بحث عبارت میں خاتم النبیین کے معنی خاتم زمانی یعنی سب سے آخری نبی کرنے کو عوام کا خیال نہیں بتلایا گیا بلکہ اسی معنی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے۔ اور اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ عوام لفظ خاتم النبیین سے بس ختم زمانی ہی سمجھتے ہیں اور اس میں بالذات کوئی فضیلت نہیں حالانکہ قرآن مجید میں یہ لفظ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے لئے لایا گیا ہے پس اس سے ایسے معنی مراد لینے چاہئیں جس سے حضور کے لئے زیادہ سے زیادہ فضیلت ثابت ہو۔ اور پھر خود ہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی صورت یہ بتلائی ہے کہ اس

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور باوجود تحریری وعدہ کے آج تک اس کا جواب نہیں دے سکے۔ ۱۲

لفظ سے خاتمیتِ زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی مراد لی جائے اور چونکہ اس میں بالذات فضیلت ہے اور وہ حضور اقدس کی نہایت اعلیٰ درجہ کی صفت ہے تو جب لفظِ خاتم النبیین سے وہ بھی مراد لے لی جائے گی تو اس سے آپ کی بہت زیادہ تعریف نکلے گی جو تنہا ختم زمانی مراد لینے سے نہیں نکلتی۔ پھر مولانا نے علمی رنگ میں اس کی چند صورتیں لکھی ہیں کہ کس طرح اس ایک لفظ خاتم النبیین سے دونوں قسم کی خاتمیت ذاتی و زمانی حضور کے لئے ثابت ہو سکتی ہے۔

میں ان صورتوں کا اجمالی ذکر اپنے پہلے بیان میں کر چکا ہوں۔ ان میں سے آخری صورت جس کو مولانا نے تحذیر الناس صفحہ ۸، ۹ پر لکھ کر خود اپنا مختار قرار دیا ہے یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کے دو نوعین قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت کی یہ دونوں نوعیں ذاتی و زمانی بیک وقت مراد لی جائیں جس طرح کہ آیت کریمہ " اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ " میں لفظِ رِجْسٌ سے (جس کے معنی نجاست کے ہیں) بیک وقت نجاست کی دونوں نوعیں یعنی نجاستِ ظاہری اور نجاستِ باطنی مراد لی جاتی ہیں، پس اس طور پر قرآن مجید کے اسی ایک لفظ خاتم النبیین سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی اور خاتمیت ذاتی دونوں ثابت ہو جائیں گی اور فضیلت نبوی بہت زیادہ بڑھ جائے گی اور مقامِ مدح کا تقاضا بھی یہی ہے۔

بہر حال تحذیر الناس صفحہ ۳ کی زیر بحث عبارت میں نفس ختم زمانی مراد لینے کو عوام کا خیال نہیں کہا گیا بلکہ اسی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے اور جب کہ حضرت مولانا خود بھی حضور کی خاتمیت زمانی کے قائل ہیں اور آپ کو سب سے آخری نبی سمجھتے ہیں اور اس کے منکر کو کافر کہتے ہیں (جیسا کہ میں اس کا ثبوت بھی دے چکا ہوں) تو پھر وہ اس کو عوام کا خیال کیوں کر بتلا سکتے ہیں۔ ہاں البتہ وہ اس حصر کے قائل نہیں ہیں کہ حضور کے لئے لفظ خاتم النبیین سے بس یہی ایک قسم کی خاتمیت زمانی ثابت ہوتی ہے۔ اور اسی حصر کو انہوں نے عوام کا خیال لکھا ہے اور مدلول و مفہوم خاتم النبیین کا صرف ختم زمانی ہی میں حصر کرنا ہرگز ضروریات دین میں سے نہیں کہ اس کے انکار سے کفر لازم آئے۔

---

لہ شراب اور جوا، اور بت اور پانسے یہ سب چیزیں نجس ہیں اور شیطانی کام ہیں" اس آیت میں شراب کے ساتھ جوئے وغیرہ کو بھی نجس کہا گیا ہے۔ لیکن شراب میں یہ نجاست ظاہری ہے اور جوئے وغیرہ میں باطنی۔ ۱۲ مرتب غفرلہ۔

• ایسے ہی صفحہ ۱۴، اور صفحہ ۲۸ کی زیر بحث عبارات کے متعلق آپ کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے کہ ان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں اور اس کے بعد بھی نئے نبیوں کی بعثت کو جائز اور آپ کی ختم نبوت کے لئے غیر مخل اور غیر منافی بتلایا ہے مجھے افسوس ہے کہ اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب کا اتباع کرتے ہوئے آپ نے بھی ان عبارات کو ناقص اور نا تمام نقل کیا ہے۔ میں ان کے اول و آخر کے وہ حصے اپنے بیان میں نقل کر چکا ہوں جن میں یہ تصریح ہے کہ ان عبارات کا تعلق صرف خاتمیت ذاتیہ سے ہے اور مطلب مولانا کا صرف یہ ہے کہ یہ ختم ذاتی کا وصف ایسا ہے کہ اگر بفرض حضور کے زمانۂ اقدس میں کہیں اور کوئی نبی ہو یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے اس وصف میں کوئی فرق نہیں آتا۔ رہی حضور کی خاتمیت زمانی وہ بجائے خود مسلم ہے لیکن یہاں اس کا کوئی ذکر نہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور کے زمانۂ اقدس میں یا اس کے بعد نبی جدید کا مبعوث ہونا اس کے قطعی منافی ہے اور اسی واسطے اس کا ماننے والا خود مصنف تحذیر الناس کی تصریح کے مطابق بھی کافر ہے جیسا کہ ان کی صفحہ ۱۰ کی عبارت اپنے بیان میں نقل بھی کر چکا ہوں۔

بہر حال صفحہ ۱۴، اور صفحہ ۲۸ کی عبارت میں خاتمیت زمانی کا ذکر نہیں ہے بلکہ خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے۔ اور بے شک زمانۂ نبوی میں یا بعد زمانۂ نبوی کسی نبی کے ہونے سے اس میں کوئی خلل نہیں آتا اور اس کہنے میں بھی کسی ضروری دین کا انکار نہیں، بلکہ یہ کسی دلیل شرعی کے بھی خلاف نہیں۔ لہذا ان میں سے کوئی عبارت بھی موجب کفر نہیں۔ بلکہ بحمد اللہ تمام عبارات اپنی اپنی جگہ پر صحیح اور درست ہیں، قصور اس ناقل کا ہے جس نے ان کے نقل کرنے میں خیانت کی اور پھر ترتیب بدل کر اس میں کفری معنی ڈالنے چاہے۔ آپ نے اپنے اس بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ عبارات کی ترتیب بدل دینے سے مطلب نہیں بدلا اس کے جواب میں میں نے لکھا ہے۔ کہ

۲ :- بے شک تحذیر الناس کے تینوں فقروں کی ترتیب بدل دینے اور ان کو مسلسل ایک عبارت بنا دینے سے اس کا مضمون اور مطلب بدل گیا۔ جیسا کہ ہر اُردو داں صاحب فہم سمجھ سکتا ہے پس ہمارا یہ کہنا بالکل درست ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کی تحریف اور نا جائز قطع و برید سے کفری معنی پیدا ہو گئے ورنہ تینوں فقرے اپنی جگہ پر بالکل بے غبار ہیں "

اس کی توضیح و تائید میں میں صرف اتنا عرض کر دوں گا کہ میں اپنے پہلے بیان میں تینوں فقرے الگ الگ لکھ

چکا ہوں اور اس کا مطلب بھی عرض کر چکا ہوں۔ جس کی آپ نے نہ کوئی تردید کی ہے اور نہ کر سکتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ اگر الگ الگ تحذیر الناس کی ان عبارات کو کوئی شخص دیکھے تو وہ ان کا وہی مطلب سمجھے گا جو میں نے عرض کیا اور وہ ہرگز موجبِ کفر نہیں، لیکن اگر کسی کے سامنے وہ عبارت رکھ دی جائے جو مولوی احمد رضا خان صاحب نے تحذیر الناس کے فقروں میں تحریف اور قطع و برید کر کے حسام الحرمین میں نقل کی ہے تو اس کا مطلب ہر شخص یہ سمجھے گا کہ "مصنف تحذیر الناس کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اور آپ کے بعد بھی اور نئے نبیوں کا آنا جائز ہے اور آپ کی ختمِ نبوت کے منافی نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھنا عوام کا ایک غلط خیال ہے اور اس میں حضور کی کوئی فضیلت نہیں" اور یہ یقیناً موجبِ کفر ہے۔ بہر حال یہ کفری معنی صرف مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تحریف اور فقروں کی باہمی ترتیب بدل دینے سے پیدا ہوئے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے عبارت تحذیر الناس کے عربی ترجمے کو علماءِ حرمین شریفین کے سامنے پیش کرنے میں ایک نہایت افسوسناک خیانت یہ کی تھی کہ تحذیر صفحہ ۳ کی عبارت میں یہ جملہ تھا کہ "مگر اہلِ فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" اس جملہ کا عربی ترجمہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنے تکفیری فتوی حسام الحرمین میں یہ کیا تھا کہ مع انه لا فضل فی اصلاً عند اهل الفهم اہلِ فہم کے نزدیک آپ کے آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں۔ مگر چونکہ ان کی یہ خیانت عربی میں تھی اور اس کو عربی دان حضرات ہی سمجھ سکتے تھے اس لئے میں نے اس مجمع میں اس کو پیش کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور بالقصد اس کو ذکر کرنے سے چھوڑ دیا تھا حالانکہ میں اپنے مطبوعہ مضمون "معرکۃ القلم" میں پوری تفصیل سے اس پر کلام کر چکا ہوں۔ مگر مولوی حشمت علی صاحب نے چونکہ اپنا یہ بیان محض اٹکل سے لکھا ہے اس لئے آپ نے یہ سمجھ کر کہ شاید منظور اس کو یہاں بھی پیش کرے گا اس میں اس کا جواب دینے کی بھی کوشش کی ہے۔ میں نے آپ کے بیان کے اس حصہ کے جواب میں عرض کیا ہے۔

۳ :- اگرچہ میرے بیان میں فضیلت بالذات اور فضیلت بالعرض سے تعرض نہیں کیا گیا ہے اور عربی ترجمہ میں مولوی احمد رضا خان صاحب نے جو خیانتیں کی ہیں اس وقت میں نے ان کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے لیکن آپ نے از خود اس کو محسوس کر کے جواب دینے کی کوشش کی ہے مگر اس حیثیت عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی ہے۔ یہ چیز بالکل واضح ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے

(اور وہ بھی مطلق تقدم و تاخر زمانی سے ۔ مرتب) اور آپ کے اعلیٰحضرت نے عربی ترجمہ میں

" مع انہ لا فضل فیہ اصلاً " لکھ دیا جو ہرگز عبارت تحذیر الناس کا صحیح ترجمہ نہیں ۔

اس کی تائید میں میں اس کے سوا کچھ نہیں عرض کرنا چاہتا کہ دنیا کے منصف مزاج عربی دان اور اُردو داں کے سامنے تحذیر الناس کی عبارت اور اپنے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ رکھ دیجئے اور اس سے فیصلہ کرا لیجئے کہ اس ترجمہ میں زبردست خیانت ہے یا نہیں ؟

مولانا نانوتوی رح فرماتے ہیں کہ " اہل فہم کے نزدیک تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں " اور آپ کے اعلیٰ حضرت اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ " حضور کے آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت نہیں " کیا دنیا کا کوئی صاحبِ عقل کہہ سکتا ہے کہ اس ترجمہ میں خیانت نہیں کی گئی ۔ ؟

آپ نے اس موقع پر فقرہ زیر بحث سے بعد کی جو عبارت پیش کی ہے شاید اس کے سمجھنے کی آپ نے کوشش نہیں کی ۔ سنئے قاعدہ یہ ہے کہ مقامِ مدح میں ممدوح کے اعلیٰ اوصاف کو ضرور ذکر کیا جاتا ہے ۔ مثلاً کوئی عالم فقیہ بھی ہو محدث بھی ہو مفسر بھی ہو اور ساتھ ہی حافظِ قرآن بھی ہو تو اس کی مدح کے موقع پر صرف اتنا ہی نہیں کہا جائے گا کہ وہ حافظ قرآن ہیں بلکہ ان کے دوسرے اعلیٰ اوصاف ضرور ذکر کئے جائیں گے ۔ پس ایسے ہی سمجھئے کہ مولانا محمد قاسم صاحب رح کی اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ خاتمیتِ زمانی میں بالذات فضیلت نہیں بلکہ بالعرض فضیلت ہے ۔ اس لئے لفظِ خاتم النبیین سے اگر صرف خاتمیتِ زمانی ہی مراد لی جائے گی تو پھر مقامِ مدح میں اس کا ذکر کرنا کیونکر صحیح ہوگا ۔ ہاں اگر اس لفظ سے خاتمیت ذاتی بھی مراد لی جائے تو یہی لفظ مقامِ مدح کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ یہ خاتمیتِ ذاتی حضور کی نہایت اعلیٰ صفت ہے اور اس سے حضور کا نبی بالذات اور نبی الانبیاء ہونا ثابت ہوتا ہے اور بالذات فضیلت ہے لہذا اس سے آپ کی بہت زیادہ تعریف نکلے گی جو مقامِ مدح کے لئے زیادہ مناسب ہے ۔ غور کیجئے اس میں ختم زمانی کی مطلق فضیلت سے انکار نہیں بلکہ اس میں فضیلت بالذات نہ ہونے کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ صرف اُس کا ذکر کرنا ( اور حضور کے اعلیٰ اوصاف کو چھوڑ دینا ) مقامِ مدح کے مناسب نہیں ۔

آپ نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کے متعلق بھی سوال کیا ہے کہ ان کی نبوت قابلِ مدح ہے یا نہیں ؟

جناب والا ! ان کی نبوت ضرور قابلِ مدح ہے اور ہر نبی کی نبوت میں بالذات فضیلت ہے ۔ شاید آپ نبوت بالذات

اور فضیلت بالذات کو ایک چیز سمجھ رہے ہیں۔ مہربانی! تحذیر الناس کی عبارات کو غور سے دیکھئے اس کے بعد اعتراض کیجئے وہ علمی کتاب ہے اس کے سمجھنے کے لئے بھی علم کی ضرورت ہے۔

اسی سلسلہ میں آپ نے تحذیر الناس صفحہ ۳ کی ایک اور عبارت بھی نقل کی ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صاحب تحذیر الناس حضرت مولانا نانوتوی مرحوم کے نزدیک حضور کے آخری نبی ہونے میں آپ کی کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

حالانکہ اگر آپ معمولی غور و فکر سے بھی کام لیتے تو اسی عبارت سے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ مولانا کے نزدیک اس میں فضیلت بالعرض ہے۔ غور فرمایئے اُس عبارت میں حضور کے اس وصف کو آپ کے دوسرے اوصاف جمیلہ حسب و نسب وغیرہ سے تشبیہ دی گئی ہے تو کیا آپ کے نزدیک معاذ اللہ حضور کے حسب و نسب وغیرہ اوصاف میں کوئی فضیلت ہی نہیں؟ ہے اور ضرور ہے مگر وہ فضیلت بالعرض ہے اور اُس کو بالذات نبوت اور فضائل میں دخل نہیں۔ پس ایسے ہی ختم زمانی کو بھی سمجھ لیجئے۔

بہرحال تحذیر الناس صفحہ ۳ کی اُس عبارت سے آپ کا مدعا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ آپ کے بیان کے اس نمبر کے جواب میں مَیں نے عرض کیا ہے۔

> ۴ :- بے شک جب کہ تاخر زمانی اپنی خصوصیات اور فضائل عرضیہ سے الگ کر کے دیکھا جائے تو وہ دوسرے اوصاف مذکورہ فی التحذیر کی طرح ایک وصف ہے لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اس میں سرے سے کوئی فضیلت ہی نہیں ہے۔ تحذیر الناس کے اسی صفحہ پر یہ عبارت ملاحظہ کیجئے "بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے" اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا مرحوم ختم زمانی میں فی الجملہ فضیلت تسلیم فرماتے ہیں۔ اور صفحہ ۱۰ کی عبارت مَیں اپنے بیان دعویٰ میں پیش کر چکا ہوں جس میں حضرت مولانا مرحوم نانوتوی نے ختم زمانی کے منکر کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ پس یہ کہنا کہ مولانا مرحوم ختم زمانی کے منکر ہیں یا ان کے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں یقیناً ایک مجرمانہ جسارت ہے۔

میں نے عرض کیا تھا کہ تحذیر الناس کا موضوع ہی ہر قسم کی خاتمیت ذاتی و زمانی و مکانی کی حمایت و حفاظت ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آریہ کہتے ہیں کہ وید کا موضوع ہی توحید کی حمایت ہے اس میں بت پرستی کا ذکر بھی نہیں اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۵ :- تحذیر الناس کا موضوع بے شک حضور کی ہر قسم کی خاتمیت ذاتی و زمانی و مکانی کا تحفظ ہے اور اس سے انکار کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کہیں ختم نبوت کا ذکر نہیں۔

میرے اس دعوے کے ثبوت کے لئے تحذیر الناس کی وہ عبارات کافی ہیں جو میں اپنے پہلے بیان میں پیش کر چکا ہوں۔

میں نے اپنے بیان میں تکفیر مسلم کے متعلق بعض وعیدی حدیثیں ذکر کی تھیں اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ "قادیانی بھی اپنے کو مسلمان کہتے ہیں پھر تم ان کو کیوں کافر کہتے ہو" ؟ اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۵ :- قادیانی ختم نبوت کے انکار اور مرزا غلام احمد کی نبوت کے اقرار کی وجہ سے قطعاً و اجماعاً کافر ہیں ان کی تکفیر ہرگز وعید کے تحت میں داخل نہیں ہے اور جماعت دیوبند کو ان پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے جس کی دلیل خود میرا بیان دعوٰی ہے"۔

میں اس کی توضیح میں صرف اس قدر عرض کروں گا کہ حدیث شریف میں بے محل تکفیر پر وعید آئی ہے اور حضرات علماء دیوبند اور ان کے ہم مسلک لوگوں کی تکفیر بے شک بے محل ہے جس کا ثبوت میں دے چکا اور دے رہا ہوں بخلاف قادیانیوں کے کہ ان کی تکفیر برمحل ہے اور اس پر کوئی وعید نہیں۔ (فافترقا)

میں نے اپنے بیان میں عرض کیا تھا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے جس طرح عبارات تحذیر الناس میں تحریف اور ان کی ترتیب میں الٹ پھیر کر کے اُس سے کفر کا مضمون نکالا ہے اس طرح تو آیات قرآنی میں بھی تحریف اور الٹ پھیر کر کے ان سے بھی معاذ اللہ کفری مضامین نکالے جا سکتے ہیں اور مثال کے طور پر میں نے آیت کریمہ " ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم " کو پیش کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ اگر کوئی بدنصیب اس کے کلمات کی ترتیب بدل کر یوں کہے " ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم" (معاذ اللہ)

تو صریح کفر ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہاں کفر معنے اس لئے پیدا ہوگئے کہ آیت کے جملوں کو درمیان سے توڑ دیا گیا ہے اگر مستقل جملوں کی صرف ترتیب بدل دی جائے تو اس سے مضمون نہیں بدلے گا اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۷ :- مولوی احمد رضا خان صاحب نے تحذیر الناس کے جملوں کو درمیان ہی سے توڑا ہے۔ صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے دونوں فقروں کے ابتدا میں "بلکہ" کا لفظ پکار کر کہہ رہا ہے کہ اس سے پہلی عبارت جس پر یہ متفرع ہے توڑ دی گئی ہے۔ پس آپ کے مقرر کردہ اصول پر بھی مولوی احمد رضا خان صاحب خیانت مجرمانہ کے مرتکب ہوئے کیوں کہ صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ کے دونوں فقرے توڑ دیئے گئے ہیں پس میری مثال بحمداللہ بالکل صحیح ہے۔

آپ نے اپنے بیان میں یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین سے صرف خاتم زمانی ہی مراد ہے اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۸ :- خاتم النبیین کا صرف ختم زمانی میں منحصر کرنا ہرگز اجماعی مسئلہ نہیں ہے۔ جن بزرگوں کے کلام سے حصر کا شبہ ہوتا ہے وہاں حصر نہیں بلکہ تاویلات ملاحدہ کی نفی مقصود ہے اور کیوں کر کوئی حصر کی جرأت کر سکتا ہے جب کہ حدیث صحیح میں وارد ہے لکل ایۃ منھا ظھر و بطن ولکل حد مطلع " (یعنی ہر آیت قرآنی کے لئے ایک ظاہر معنی ہیں (جن کو تمام اہل علم سمجھ سکتے ہیں) اور ایک اندرونی معنی ہیں (جن کو راسخین فی العلم ہی سمجھ سکتے ہیں) اور ہر ایک کو معلوم کرنے کی سبیلیں الگ الگ ہیں۔ مرتب عفرلہ)۔ اس موقع پر ذرا الدولۃ المکیۃ کا صفحہ ۴۳ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ جس میں آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس مضمون کو (یعنی قرآن مجید کی ایک ایک آیت بلکہ ایک ایک لفظ سے کئی کئی معنی اور مطلب نکالنے کو) نہایت تفصیل سے لکھا ہے پھر آپ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ خاتم النبیین سے صرف ختم زمانی مراد لینے پر اجماع ہو چکا ہے۔

آپ نے اپنے بیان میں یہ بھی فرمایا ہے کہ مرزائیوں نے ختم نبوت کے انکار کا سبق مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے سیکھا ہے اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے۔

۹ :- قادیانی جس طرح قرآن کریم اور احادیث میں تحریف کر کے اجرائے نبوت ثابت کرنا چاہتے

ہیں اسی طرح مولوی احمد رضا خاں صاحب سے سیکھ کر انہوں نے تحذیر الناس کی عبارات سے بھی اجرائے نبوت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے پس اس معاملہ میں قادیانیوں کے اُستاد آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہوئے ، ہم اُن مرزائیوں کی ان تحریفات کا ان کو بھی جواب دیتے ہیں اور آپ کو بھی ۔

بہرحال قادیانیوں کو تحذیر الناس سے انکار ختم نبوت ثابت کرنے کا سبق آپ کے اعلیٰ حضرت ہی نے دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے اس افتراء سے پہلے کسی قادیانی نے تحذیر الناس کے متعلق یہ افترا نہیں کیا ۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ مرزائی عباراتِ تحذیر الناس کو استدلال میں پیش کرتے ہیں ، تو شاید آپ کو معلوم نہیں کہ وہ کمبخت تو قرآن و حدیث ، ارشاداتِ اکابر و اقوال علماءِ سلف سے بھی استدلال کرتے ہیں تو کیا معاذ اللہ آپ یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ قادیانیوں کو انکارِ ختم نبوت کا سبق قرآن و حدیث اور صحابہؓ و علماءِ سلف نے پڑھایا ہے استغفر اللہ والعیاذ باللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔

میری یہاں تک کی گزارشات سے آپ کا سارا جواب ہباءً منثورًا ہوگیا ۔ فالحمد للہ الذی جعل کلمۃ الحق ھی العلیا وکلمۃ الباطل ھی السفلیٰ ۔

احقر عباد اللہ محمد منظور النعمانی عفا اللہ عنہ وعافاہ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے اس تقریر سے فارغ ہونے کے بعد اپنے اس تحریری بیان کی ایک نقل دستخط فرما کر مولوی حشمت علی صاحب کے حوالہ کی اور فرمایا کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے میں اپنے اس بیان کے آخری نمبروں کی توضیح کما حقہ نہیں کر سکا ہوں۔ ضرورت پڑی تو انشاء اللہ ابھی اس سلسلہ میں بہت کچھ عرض کروں گا۔ جناب سے گزارش ہے کہ آپ میرے بیان ہی پر اعتراض کرنے کی کوشش کریں، ادھر ادھر کی غیر متعلق باتوں میں اپنا اور میرا و نیز حاضرین کا وقت صرف نہ فرمائیں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جن باتوں کا جواب میرے پہلے یا اس دوسرے بیان میں آچکا ہو ان کی تکرار کر کے آپ وقت خراب نہ کریں۔

مولوی حشمت علی صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب کے اس بیان کا جو تحریری و تقریری جواب دیا ناظرین کرام وہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ اس کی نقل میں بھی ہم نے یہی التزام کیا ہے کہ تحریری حصہ حاشیتین چھوڑ کے لکھا ہے اور تقریری حصہ پوری سطر میں، جس طرح کہ مولانا محمد منظور صاحب کے اس بیان میں گزرا۔

مرتب غفرلہٗ

# مولوی حشمت علی صاحب کا دوسرا بیان

۸۶/۹۲ آپ نے بڑے زور شور کے ساتھ کہا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔ مگر آپ نے یہ نہ بتایا کہ مسلمان کی شرعی تعریف کیا ہے۔ کیا جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے یا کلمہ طیبہ پڑھے، یا قبلے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے وہی مسلمان ہے؟ تو پھر آپ قادیانیوں کو کیوں کافر کہتے ہیں؟ سنئے جناب! مسلمان کہلانے، کلمہ طیبہ پڑھنے کے باوجود جو شخص ضروریات دین میں سے کسی ایک مسئلے کا انکار کرے وہ کافر ہے ہرگز مسلمان نہیں۔ امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں ایما[1] رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او اھانہ او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ و بانت منہ امراتہ۔

قرآن پاک نے منکر علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا قد[2] کفرتم بعد ایمانکم، جلاس بن سوید نے ایک ذرا سا کلمہ گستاخی بارگاہ مصطفےٰ صلی اللہ

---

[1] جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ کی توہین کرے یا آپ کی تکذیب کرے یا کوئی عیب لگائے یا شان گھٹائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ ۱۲ مرتب

[2] جس شخص کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے وہ کہتا تھا کہ "حق تعالیٰ حضورؐ کو عالم غیب کی کوئی خبر نہیں دیتا" اور یہ براہ راست حضورؐ کی نبوت و رسالت پر حملہ تھا اس لئے قرآن پاک نے اس کو کافر کہا۔ ورنہ اصطلاح شریعت میں جس کو علم غیب کہا جاتا ہے اس کا غیر اللہ سے انکار کرنا تو عین ایمان اور حکم قرآن ہے ارشاد ہے قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ جس کا ترجمہ عارف باللہ حضرت سعدی شیرازیؒ نے اس مصرع میں کیا ہے ؎ علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار۔ (کلیات سعدیؒ) ۔۱۲ مرتب غفرلہٗ

تعالیٰ علیہ وسلم میں بکا تھا اللہ عزوجل نے فتوے دیا کفروا بعد اسلامھم ۔ پہلے آپ اپنے اکابر کا کفر وارتداد اٹھا دیجئے اس کے بعد مرثیہ پڑھئے کہ ہائے مسلمان کو کافر کہہ دیا "

مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی تحریر کا یہ حصہ پڑھ کر سنانے کے بعد فرمایا ۔ (مرتب)

حضرات ! مولوی صاحب نے اپنے پہلے بیان میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہنا چاہئے بلکہ آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ مولوی صاحب نے فرمایا تھا کہ مسلمان کو کافر کہنے سے آدمی خود کافر ہو جاتا ہے ۔ لیکن مولوی صاحب کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ مسلمان کہتے کس کو ہیں ؟ ارے مولوی صاحب ! صرف اپنی زبان سے اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا ۔ ورنہ یوں تو منافقین بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور آج کل قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود آپ حضرات بھی ان کو کافر کہتے ہیں ۔ تو کیا ان کو کافر کہہ کر آپ خود بھی کافر ہو جاتے ہیں ؟

مولوی صاحب ! مسلمان وہ ہے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھے اور جو کوئی ضروریات دین میں سے کسی ایک مسئلہ کا بھی انکار کرے وہ مسلمان نہیں ۔ اس کو خود خدا کافر کہتا ہے ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کافر فرماتے ہیں علمائے امت اس کی تکفیر کرتے ہیں ۔

ہم نانوتوی صاحب کو اسی لئے کافر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضورؐ کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے جو ضروریات دین میں سے ہے ۔ آپ اس کفر کو اٹھائیے صرف اس مرثیہ پڑھنے سے یہاں کام نہیں چل سکتا ۔ کہ ہائے مسلمان کو کافر کہہ دیا ، ہائے مسلمان کی تکفیر کر دی ۔

" آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ خود نانوتوی ختم نبوت ثابت کر رہے ہیں ، مگر اس کا جواب آپ کے معتمد مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی دے چکے ہیں ۔ تحقیق الکفر والایمان ۔ ص ۸۸ پر لکھتے ہیں " کافر اور مرتد کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے انسان خود کافر و مرتد ہو جاتا ہے " اشد العذاب" ص ۱۵ پر لکھتے ہیں " مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے ،

---

لہ وہ اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو گئے ۔ ۱۲ مرتب ۔

عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم وعظمت کا اقرار ہے ۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر تھے ، ایک مدت تک مسلمان تھے ۔ اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے ۔ تو پہلی عبارت مفید نہیں ۔ جب تک کہ کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں ۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا ۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں ۔ بس یہی جواب ہم اہل سنت کی طرف سے نانوتوی صاحب کی ان عبارات کے متعلق ہے :

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس یا دوسری کتابوں میں جہاں کہیں ختم نبوت کا اقرار کیا ہے وہ صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بر بنائے دجالیت کیا ہے ۔ لہذا جب تک کہ ان کی کوئی ایسی عبارت نہ دکھائی جائے جس میں انہوں نے تحذیر الناس صفحہ ۳، وصفحہ ۴، وصفحہ ۲۰ کی کفریہ عبارات سے توبہ کی ہو اس وقت تک ان کا اسلام ثابت نہیں ہو سکتا ۔ آپ نے اپنے پہلے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ نانوتوی صاحب نے صفحہ ۳، والی عبارت میں ختم نبوت زمانی کو عوام کا خیال نہیں بتلایا ، بلکہ " خاتمیت " کے مفہوم کو ختم زمانی ہی میں منحصر کرنے کو عوام کا خیال کہا ہے ۔ اس کا جواب سنئے ۔

" نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس صفحہ ۲۹، پر لکھا ہے ۔

" اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا ۔ اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں ۔۔۔ بغلط بر ہدف زند تیرے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے ، میری زبان سے وہ پرانی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بہت بعید ہے اپنی عقل وفہم کی خوبی پر گواہی دیتی ہے "

اس عبارت سے صاف ثابت ہو گیا کہ ختم نبوت کے یہ معنی کہ حضور نبی بالذات ہیں ، نانوتوی صاحب

کے خود ایجاد کردہ ہیں۔ ان سے پہلے ائمہ دین و تابعین و صحابہ رضی اللہ عنہم حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز یہ معنی نہیں سمجھے۔ نانوتوی کے قبل تمام امت کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ نانوتوی صاحب کے اقرار سے ثابت ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم و تمام امت کے عقیدے میں ختم نبوت کا اسی معنی میں حصر تھا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اور اسی حصر کو نانوتوی صاحب نے ناسمجھ لوگوں کا خیال بتایا تو تمام امت بلکہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو معاذ اللہ عوام میں داخل کر دیا "

مولوی صاحب آپ نانوتوی صاحب کو کفر سے بچانے کے لئے فرماتے تھے کہ انہوں نے ختم نبوت زمانی کو نہیں بلکہ مفہوم خاتمیت کو ختم زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال لکھا ہے۔ اب میں نے خود انہیں کی عبارت سے ثابت کر دیا کہ نانوتوی صاحب سے پہلے تمام مفسرین، تمام صحابہ و تابعین حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مفہوم خاتم النبیین کا خاتم زمانی ہی میں حصر کیا تھا، اور نانوتوی صاحب نے اسی حصر کو ناسمجھ عوام کا خیال بتلایا تو گویا انہوں نے تمام ائمہ امت، تمام صحابہ و تابعین اور خود محبوب رب العالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو ناسمجھ عوام میں داخل کر دیا۔ اور یہ کفر بلکہ خبیث ترین کفر ہے۔ تو نانوتوی صاحب کافر ہوئے اور آپ بھی ان کی اور ان کے اس خبیث کفر کی حمایت کر کے ایسے ہی کافر ہوئے۔ مولوی صاحب آپ کتنا ہی ایڑی چوٹی کا زور لگائیں نانوتوی صاحب کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔ وہ اقراری کافر ہیں۔ آپ نے کہا تھا کہ نانوتوی صاحب نے اسی تحذیر الناس میں دلائل سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانیہ ثابت کی ہے۔ اس کا جواب بھی سنئے۔

" نانوتوی صاحب نے خود لکھا ہے کہ ختم زمانی حضور کی شان کے لائق نہیں، پھر جو وصف حضور کی شان کے لائق نہیں، اس کو ثابت کرنا حضور کی توہین ہے یا نہیں۔ تو پھر ختم نبوت زمانی حضور کے لئے نانوتوی کیوں کر ثابت کر سکتے ہیں "

دیکھئے اسی تحذیر الناس کے آٹھویں صفحہ پر لکھا ہے کہ " شایان شان محمدی صلعم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی " بتایئے جب خاتمیت زمانی نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہی نہیں تو پھر کیا اسکو حضور کے لئے ثابت کر کے حضور کی توہین کریں گے۔ خدا کی شان دیکھئے آپ جو کچھ کہتے ہیں اس کی تردید خود نانوتوی صاحب

پہلے ہی کر چکے ہیں۔ مولوی صاحب ! اب بھی کفر کی حمایت چھوڑ کر مسلمان ہو جایئے۔

آپ نے اس تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ تینوں فقروں کی ترتیب بدلنے سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔ حالانکہ میں اپنے پہلے بیان میں آپ کی اس بات کا جواب دے چکا ہوں۔ اب پھر سنئے ! میں نے لکھا ہے۔

" میں نے پہلے روشن کر دیا ہے کہ تینوں عبارات تحذیر الناس میں تین مستقل کفر ہیں، آپ اس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے۔ اور پھر رٹ وہی ہے کہ ترتیب بدلنے سے معنی کفری پیدا ہو گئے آپ کو کچھ خبر بھی ہے، تحذیر الناس کی عبارات با ترتیب لکھ کر علماء حرمین سے فتوائے کفر لیا جا چکا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاوی الحرمین)

آپ نے اپنی اس دوسری تقریر میں یہ بھی فرمایا تھا کہ " خاتم النبیین " کے معنی کو صرف خاتم زمانی میں حصر کرنا حدیث " لکل آیۃ منھا ظھر وبطن " کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آیت کے لئے کم از کم دو معنی (ایک ظاہری اور ایک باطنی) ضرور ہوتے ہیں اور ہر ایک کے لئے " حد و مطلع " ہے۔ اس کا جواب بھی سنئے۔

" ہر آیت کے لئے ظہر و بطن و حد و مطلع ہے۔ مگر لفظ " خاتم النبیین " کوئی ایک مستقل آیت ہرگز نہیں، بلکہ آیت کریمہ کا ایک لفظ ہے جس پر امت کا اجماع ہے کہ جو معنی اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں صرف یہی مراد ہیں اور اجماع کا منکر کافر ہے "

تو چونکہ نانوتوی صاحب اس لفظ کے ظاہری معنی کے علاوہ ایک باطنی معنی کے بھی مدعی ہیں اور امت کے اجماعی حصر سے منکر ہیں اس لئے بھی وہ کافر ہوئے۔ لیجئے مولوی صاحب ! یہ نانوتوی صاحب کے کفر کی ایک اور وجہ ہو گئی اور آپ اس کفر کی بھی حمایت کر کے ایک اور کفر میں مبتلا ہو گئے۔

مولوی صاحب ! اب بھی باز آجایئے اس کفر کی حمایت سے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جایئے۔

" آپ نے کہا ہے کہ نانوتوی نے خود منکر ختم زمانی کو کافر لکھا ہے، مگر یہ تو خود اپنے کافر و مرتد ہونے کا اقرار ہوا "

لیجئے مولوی صاحب ! اب تو نانوتوی صاحب خود اپنے اقرار سے کافر ہو گئے۔ اب بھی آپ ان کی حمایت

کریں گے۔ ؟

میں نے اپنے پہلے بیان میں عرض کیا تھا کہ ختم نبوت کے انکار کا سبق قادیانیوں کو نانوتوی صاحب نے دیا ہے۔ لہذا وہ استاد اور قادیانی ان کے شاگرد ہیں۔ آپ نے اس کا تو کوئی جواب دیا نہیں اور بس یوں ہی بک دیا کہ قادیانی الحضرت کے شاگرد ہیں۔ یہ بھی کوئی جواب ہے۔ سنئے ؟

" نانوتوی کا خود اقرار میں دکھا چکا کہ ختم نبوت کے معنی سب سے پہلے خود نانوتوی نے بدلے، اسی طرح قادیانیوں نے بدلے، تو ختم نبوت کے معنی بدلنے میں نانوتوی استاد اور قادیانی شاگرد ہیں، کفر سکھانے والا استاد تو آپ کے نزدیک مسلمان ہے اور کفر سیکھنے والا شاگرد کافر و مرتد ہے۔ یہ عجیب بوالعجبی ہے"

آپ نے اپنی اس تقریر میں فرمایا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ کے فقروں میں " بلکہ " کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مابعد کو ماقبل سے کوئی خاص تعلق ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

" بلکہ کا لفظ اضراب کے لئے آتا ہے۔ یہاں سے مستقل جملہ شروع ہوتا ہے"

پس صفحہ ۱۴ و صفحہ ۲۸ کے دونوں فقرے مستقل مستقل جملے ہیں۔ اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ مستقل جملوں کی ترتیب بدلنے سے مضمون میں کوئی فرق نہیں آتا۔ پس اعلیٰ حضرت نے اگر حسام الحرمین شریف میں ان فقروں کی ترتیب بدل دی تو اس سے معنی کچھ نہیں بدلے، پس آپ کا یہ کہنا غلط ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے ترتیب بدل دینے سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔

آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں جو کچھ لکھا یا کہا تھا میں نے اس کے لفظ لفظ کا جواب دے دیا اور اس کے پرخچے اڑا دیئے اور ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب نے ختم نبوت زمانی کا انکار کیا، ضروریات دین کا انکار کیا، اجماع کا انکار کیا اور وہ کافر و مرتد ہو گئے۔ اب جو ان کی حمایت کرے اور ان کو مسلمان کہے وہ بھی ایسا ہی کافر، مرتد ہے۔

مولوی صاحب میں پھر آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ کافروں کا ساتھ چھوڑ کر مسلمان ہو جایئے، ابھی ہمارا، آپ کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔

از مرتب :- مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی یہ تحریر ہم فرمانے کے بعد تحریر کی ایک نقل دستخط فرما کر مولانا محمد منظور صاحب کے حوالہ کی۔ اس کے بعد مولانا ممدوح جوابی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا تحریری جواب کی نقل توضیحی تقریر شروع ہونے سے پہلے مل جانی چاہئے۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اب تک فریقین کا عمل اسی طرح رہا کہ تقریر کے اختتام پر تحریر دی جاتی ہے۔ اس لئے میں تقریر کے بعد تحریری جواب حاضر خدمت کردوں گا۔ لیکن مولوی حشمت علی صاحب نے اس پر غیر معمولی اصرار کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں نے ابھی تک جواب پورا لکھا بھی نہیں ہے۔ آپ کی تقریر کے دوران میں مختصر نوٹ لکھے ہیں۔ اب میں تقریر کے ساتھ ہی بطور املا تحریری جواب تیار کراؤں گا اور حسب سابق بعد میں اس کی نقل آپ کے حوالہ کردوں گا۔ مگر مولوی حشمت علی صاحب حسب عادت اپنی بات پر اڑ گئے۔ بالآخر مولانا محمد منظور صاحب نے جب ان کا اس قدر اصرار دیکھا تو اس کو بھی منظور فرمالیا۔ اور اسی وقت صرف تین چار منٹ میں یہ مختصر مگر جامع تحریری جواب لکھ کر ان کے حوالے کیا۔ اور حسب قرارداد باقی ۲۵ منٹ میں انہی مختصر نوٹوں کی توضیح و تائید میں تقریر فرمائی۔

مولانا کے اس بیان میں بھی ہم اس کا التزام کریں گے کہ تحریر کا حصہ حاشیتین چھوڑ کر لکھیں گے اور توضیحی تقریر کا پوری سطروں میں۔

(مرتب عفرلہ)

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا تیسرا جوابی بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۔ امّا بعد!

حاضرین کرام! چونکہ مولوی حشمت علی صاحب نے نہ معلوم کس خاص مصلحت سے اس وقت اس پر اصرار کیا کہ تقریر کے آغاز سے پہلے تحریری جواب پیش کر دیا جائے۔ اس لئے میں نے تحریری جواب میں نہایت مختصر مختصر نوٹ لکھ دیئے ہیں، جن کو مع توضیح کے آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

مولوی صاحب نے سب سے پہلے یہ فرمایا ہے کہ "آپ نے مسلمان کی شرعی تعریف نہیں بتائی" میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

"مسلمان کی تعریف، میں اپنی سب سے پہلی تحریر میں کر چکا ہوں۔ غور سے دیکھئے"

میری سب سے پہلی تحریر کے بالکل شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں "کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام ضروریات دین پر اس کا ایمان ہو" باوجود اس صاف صریح تعریف کے آپ نے اسی تحریر میں لکھا ہے کہ "آپ نے یہ نہ بتایا کہ مسلمان کی شرعی تعریف کیا ہے"

درحقیقت یہ دیدہ دلیری آپ ہی کا حصہ ہے۔ ؎

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

آپ نے اپنی اس تحریر میں قرآن کریم کی آیات اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب الخراج سے یہ ثابت کرنے کی بھی کوشش کی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص کفر ہے نہ معلوم کہ یہ تکلیف آپ نے کیوں گوارا فرمائی اس سے کس کو انکار ہے۔

"بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں ادنیٰ گستاخی موجب کفر و ارتداد ہے"

بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ دوسرے قسم کے کافروں کو تو پناہ بھی مل سکتی ہے لیکن جو بدنصیب شقی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ پاک میں گستاخی یا سوءِ ادبی کرکے کافر ہوا، اس کو مذاہب اربعہ میں پناہ نہیں۔ خدا کی زمین کو اس کے ناپاک وجود سے پاک کر دینا چاہیئے۔ مولانا! اس معاملہ میں ہمارے جو جذبات ہیں آپ کے تو تخیل کی بھی وہاں تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ معاف کیجئے آپ کے پاس بلند آہنگی سے دعوے کرنے کے لئے صرف زبان ہے اور ہمارے پاس کام کرنے کے لئے ہاتھ اور ناموسِ نبوت پر قربان ہونے کے لئے جان بھی ہے۔ آپ ایک مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے کہ آپ کی جماعت کے کسی فرد نے اس راہ میں کوئی معمولی سی بھی قربانی کی ہو۔

اور الحمد للہ مجھے ناز ہے کہ میرے بہت سے بھائیوں نے اسلام اور حضور داعیٔ اسلام علیہ السلام کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کیں۔

اس عام جلسہ میں اس سلسلہ کی تفصیل ہماری مصلحت کے خلاف ہے۔ ورنہ میں بتلاتا کہ ماضی قریب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت پر جن فدائیوں نے اپنی جانیں قربان کیں وہ کس درخت کے پھل تھے اور ہماری جماعت سے ان کا کیا تعلق تھا۔ تاہم اس سلسلہ کی صرف ایک چیز عرض کرتا ہوں۔ قریباً آٹھ، دس برس ہی کا عرصہ ہوا ہے کہ لاہور کے ایک بدزبان بدنصیب آریہ سماجی (راجپال) نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین و تنقیص میں ایک مستقل کتاب لکھی جس کا ناپاک نام "رنگیلا رسول" رکھا۔ اس وقت آپ حضرات گھروں اور خانقاہوں میں بیٹھے گیارہویں کی فیرنی اور بارہویں کی شیرینی اڑاتے رہے اور کسی کی بھی رگِ حمیت نہ پھڑکی اور جیل خانہ گئے تو ہماری جماعت کے محترم اور مشہور بزرگ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری وغیرہ۔

مولانا! آپ ہمارے سامنے یہ وعظ کہتے ہیں کہ توہینِ رسول سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اور ہمارا مسلک یہ ہے کہ اس بدبخت کو ایک لمحہ کے لئے خدا کی اس زمین میں زندہ رہنے کا حق نہیں ہے

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

میں نے اپنے بیان میں تحذیر الناس کی وہ عبارات پیش کی تھیں جن میں حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے لئے ختمِ نبوت زمانی کو ثابت فرما کر اس کے منکر کو صاف الفاظ میں کافر لکھا ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے حضرت مولانا محمد مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ کی ایک عبارت پیش کی ہے۔ جو انہوں نے

قادیانیوں کے جواب میں لکھی ہے۔ میرا جواب سنئے

"حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے مرزائیوں کے متعلق وہ بالکل صحیح لکھا ہے۔ ہاں فہم عالی کا قصور ہے، یہی چیز تو معرض بحث میں ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے ختم نبوت کا انکار ثابت ہے یا نہیں۔ ہمارے بلکہ ہر ایمان دار منصف مزاج کے نزدیک تحذیر الناس کی عبارات بالکل بے غبار ہیں۔ بلکہ اس میں ختم نبوت زمانی کو دلائل قاہرہ سے ثابت کرکے اس کے منکر کو کافر لکھا گیا ہے۔ پس مرزا صاحب یا مرزائیوں کو ان پر قیاس کرنا کفر کو اسلام پر قیاس کرنا ہے"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مرزائی لٹریچر میں ختم نبوت کا انکار اور مرزا کی نبوت کا دعویٰ اس قدر صاف اور واضح عبارات میں موجود ہے جس میں کوئی کسی قسم کی تاویل چل ہی نہیں سکتی۔

مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں جابجا اپنے کو نبی اور رسول لکھا ہے[1]۔ اپنے نہ ماننے والوں کو اس خطاسے کی وجہ سے ہی کافر قرار دیا ہے[2]۔ (جو رسول ہی کی شان ہے) تمام ان لوگوں کو جو ان کی (جھوٹی) نبوت پر ایمان نہ لائیں جہنمی بتلایا ہے[3]۔ اپنے گاؤں (قادیان) کو "خدا کے رسول کی تخت گاہ" لکھا ہے[4]۔ قرآن مجید کی بہت سی وہ آیتیں جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہے[5]۔ اُس دین کو لعنتی دین قرار دیا ہے جس میں نبوت کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری نہ ہو۔ (معاذ اللہ)

اور یہ سب چیزیں ایسی صراحت کے ساتھ مرزائی لٹریچر میں مذکور ہیں جن میں کوئی شبہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اور خود قادیانی امت کے عقائد بھی اسی کے موافق ہیں۔ پس ایسی حالت میں اگر مرزا صاحب کی کسی کتاب میں ختم نبوت کا اقرار یا منکر ختم نبوت کی تکفیر ملے تو اس کی ظاہر دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا یہ کہ بہ تحریری دعوائے نبوت اور انکار ختم نبوت سے پہلے زمانہ کی ہو یا تلبیس و تدلیس کے لئے ایسا لکھا گیا ہو۔ تیسرا احتمال یہ بھی ہو سکتا تھا کہ مرزا صاحب نے پہلے عقائد

---

[1] جناب مرزا اپنی کتاب دافع البلاء صـ۳ پر لکھتے ہیں: "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں نبی بھیجا" نیز لکھتے ہیں "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں" "اخبار البدر" ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ۱۲۔ [2] دیکھو مرزا صاحب کی کتاب "حقیقۃ الوحی" صـ۱۵۹۔ [3] حاشیہ اربعین صـ۴
[4] دیکھو دافع البلاء ۱۲۔ [5] حقیقۃ الوحی ۱۲۔ [6] براہین حصہ پنجم ۱۲۔

سے تائب ہو کر ایسا لکھا ہو، لیکن یہ واقعات کے خلاف ہے اور خود مرزائی جماعت بھی اس کی قائل نہیں۔ اس لئے مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے بالکل ٹھیک لکھا کہ مرزا صاحب کی ایسی عبارات سے ان کا کفر دفع نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ کفر و ارتداد سے پہلی ہیں، یا محض تدلیس و تلبیس کے لئے لکھی گئی ہیں۔

بخلاف مصنف تحذیر الناس حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ان کی کسی کتاب میں انکار ختم نبوت زمانی کا خفیف سا اشارہ بھی نہیں۔ اور آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس بہتان کو ثابت کرنے کے لئے تحذیر الناس کے حوالے سے جو عبارت نقل کی ہے، میں ثابت کر چکا کہ اس کی نقل میں نہایت افسوسناک خیانت سے کام لیا ہے۔ انہوں نے مختلف مقامات کے ناقص فقروں کو جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنائی ہے جو ہرگز تحذیر الناس کی عبارت نہیں کہی جا سکتی۔ میں چونکہ اس پر تفصیلی بحث اپنے پہلے بیانات میں کر چکا ہوں، اس لئے یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

بہر حال یہ حقیقت واقعیہ ہے کہ تحذیر الناس میں ختم زمانی کے خلاف کوئی عبارت نہیں، بلکہ وہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا محض بہتان ہے۔ پس اس کے دفعیہ میں اگر ہم تحذیر الناس کی وہ عبارات پیش کریں، جن میں مصنفؒ نے دلائل قاہرہ سے ختم نبوت زمانی کو ثابت فرما کر اس کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔ تو یہ بالکل بجا ہوگا۔ ہاں اگر خدانخواستہ تحذیر الناس میں مرزائی لٹریچر کی طرح کہیں ختم نبوت زمانی کا صاف صریح انکار ہوتا تو بے شک آپ ان عبارات کا وہ جواب دے سکتے تھے جو حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ نے مرزائیوں کو دیا ہے۔ پس دونوں مقدموں کی نوعیت میں یہ نہایت روشن فرق ہے۔

آپ نے تحذیر الناس صفحہ ۲۹ کی ایک عبارت لکھی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مصنف تحذیر الناس رح کو گویا خود اس کا اقرار ہے کہ ان سے پہلے تمام علمائے امت تمام صحابہ و تابعین اور حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معنیٔ خاتم النبیین کو خاتمیت زمانی میں حصر کرتے تھے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے۔

"صفحہ ۲۹ کی عبارت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین بھی حصر سمجھتے تھے انتہائی نافہمی ہے۔ بلکہ آں مرحوم نے اپنے ایک مکتوب میں تصریح فرمائی ہے کہ "باب تفسیر میں سوائے انبیائے علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے اور سب عوام ہیں" اس سے واضح ہو گیا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام راسخین فی العلم کو اس باب میں

اپنا ہمنوا سمجھتے ہیں"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحذیر الناس کے شروع ہی میں "خاتم النبیین" کے بارے میں دو گروہوں کا ذکر کیا ہے ایک عوام جن کے متعلق لکھا ہے کہ یہ لوگ معنی "خاتم النبیین" کو خاتمیتِ زمانی ہی میں حصر کرتے ہیں۔ دوسرے اہل فہم جن کو مولانا اپنا ہمنوا خیال کرتے ہیں۔ اس جگہ عوام سے جو لوگ ان کی مراد ہیں ان کی تفصیل انہی کے مکتوبات حصہ اول مکتوب نمبر دوم صفحہ ۴۰ پر اس طرح مذکور ہے کہ۔

"سوائے انبیاء کرام علیہم السلام یا راسخان فی العلم ہمہ عوام اند"

باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے سب عوام ہیں"

حضرت مولانا کی اس تصریح سے معلوم ہو گیا کہ مولانا کی مراد عوام سے صرف وہ لوگ ہیں جو راسخین فی العلم میں داخل نہیں ہیں۔ اور انہی کے متعلق مولانا کا یہ خیال ہے کہ وہ مفہوم خاتمیت کو ختم زمانی میں منحصر سمجھتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے حضرات یعنی راسخین فی العلم، بالخصوص صحابہ و تابعین اور پھر خاص کر تمام راسخین فی العلم کے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کے متعلق حضرت مولانا کا خیال ہے کہ ان میں سے کسی نے حصر کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ مولانا مرحوم ان کو اپنے موافق سمجھتے ہیں۔

لفظِ "عوام" سے معاذ اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام و تابعین عظام کو مراد لینا صرف آپ کی طبیعت کی نفاست ہے۔ شاید آپ حضرات کے محاورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وغیرہ اکابرِ دین کو عوام کہا جاتا ہو۔ حضرت مولانا نانوتوی رح کی جو مراد لفظِ "عوام" سے ہے وہ انہوں نے اپنے مکتوب میں لکھ دی ہے۔ اس کے بعد یہ کہنا کہ مولانا کی مراد عوام سے معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام وغیرہ ہیں انتہائی افسوسناک بات ہے۔

اور آپ نے جو عبارت تحذیر الناس صفحہ ۲۹ کی پیش کی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مولانا نانوتوی مرحوم خود اس کے مقر ہیں کہ ان سے پہلے تمام امت کا حصر پر اجماع رہا ہے۔ اس عبارت کے نقل کرنے اور اس کا مطلب بیان کرنے میں آپ نے سخت خیانت اور بد دیانتی سے کام لیا ہے۔ جناب اس عبارت میں آیتِ "خاتم النبیین" کے معنی کا ذکر ہی نہیں ہے۔ وہاں تو اثر ابن عباس کی تاویل کا ذکر ہے۔ مولانا مرحوم وہاں یہ بتلانا چاہتے ہیں

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر (دربارۂ انبیائے طبقات) کی بعض اگلے مصنفین نے جو تاویلیں کی ہیں، مثلاً یہ کہ ان سے اراضی سُفلی میں مبلغان احکام مراد لے لئے۔ یا بعض صوفیا نے اس کو عالم مثال پر محمول کیا وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تاویلات ٹھیک نہیں بلکہ اس کی صحیح شرح وہ ہے جو میں نے لکھی ہے۔ اور پھر اسی کے متعلق مولانا نے یہ لکھا ہے کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ میں ان اگلے مصنفوں کی تحقیر کرتا ہوں، ان کا احترام اور ان کی عظمت بجائے خود اپنے دل میں ہے۔ مگر ایسا بھی کبھی ہو جاتا ہے کہ کسی مضمون کی طرف بڑوں کا ذہن نہیں گیا اور کسی چھوٹے کا چلا گیا۔ بہرحال صفحہ ۲۹ کی اس عبارت کا تعلق تفسیر "خاتم النبیین" سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ عبارت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اثر کی تاویل کے متعلق ہے۔ تحذیر الناس صفحہ ۲۹ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ میں اسی جگہ کی پوری عبارت پڑھتا ہوں سنئے۔ مولانا تحریر فرماتے ہیں۔

"نیز یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ یہ تاویل کہ یہ اثر اسرائیلیات سے ماخوذ ہے، یا انبیاء علیہم السلام اراضی ماتحت سے مبلغان احکام مراد ہیں، ہرگز قابل التفات نہیں، وجہ اس کی یہ ہے کہ باعث تاویلات مذکورہ یہی مخالفت خاتمیت تھی۔ جب مخالفت ہی نہیں تو ایسی تاویلیں کیوں کیجئے جن کو مدلول معنی مطابقی سے کچھ علاقہ ہی نہیں باقی رہے۔ یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ مانئے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات از راہ بے ادبی نہیں مانا کرتے، ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے "المرء یقیس علی نفسہ" یہ اپنا دتیرہ نہیں، نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔ ؎

گاہ باشد کہ کودک نادان ۔ بغلط بر ہدف زند تیرے"

مجھے حیرت ہے کہ آپ ایسی خلاف دیانت کارروائیاں کرنے میں کیوں اس قدر دلیر ہیں۔ اس عبارت کا وہ ابتدائی حصہ جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ مولانا کا کلام یہاں "تفسیر خاتم النبیین" میں نہیں، بلکہ

اثر ابن عباس رضؓ میں ہے۔ آپ نے بالکل چھوڑ دیا اور صرف آخری حصہ کو لکھ دیا۔ اور مطلب وہ بیان کیا جس کا وہاں شائبہ بھی نہیں۔ لیکن میں اس کے سوا کچھ نہیں کہوں گا کہ " خدا آئندہ ہی کے لئے نیکی کی توفیق دے "

ہاں اسی کے ساتھ آپ نے ایک اور بھی ایسا ہی ، بلکہ اس سے بھی زیادہ افسوسناک افترا کیا ہے کہ معاذ اللہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ختم زمانی حضور کی شان کے لائق نہیں " میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے۔

" آپ کا یہ لکھنا کہ ختم زمانی حضور کی شان کے لائق نہیں بالکل افترا ہے "

اور جو فقرہ اس بہتان کے ثبوت میں آپ نے تحذیر الناس صفحہ ۳ سے پڑھ کر سنایا ہے اس میں بھی آپ نے ایسی خیانت سے کام لیا ہے جس کی توقع بخدا مجھے آپ سے بھی نہ تھی۔ میں حیران ہوں کہ آپ کیوں کر ایسی جرأت کرتے ہیں اور وہ بھی میرے سامنے جس کو بارہا آپ آزما چکے ہیں۔

حاضرین کرام ! پوری عبارت سنیں جس کا ناتمام ٹکڑا مولوی صاحب نے سنا کر مجھ کو اور آپ کو دھوکا دینا چاہا تھا۔ پوری عبارت اس طرح ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

" ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانے اور مرتبے سے عام لیجئے تو پھر دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی صلعم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی "

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر لفظ خاتم کو خاتم زمانی اور خاتم مرتبی سے مطلق رکھا جائے یا بطور عموم مجاز زمانے اور مرتبے دونوں سے عام رکھا جائے تو اسی ایک لفظ سے حضور کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت یعنی زمانی و ذاتی مراد ہوگی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک ہی مراد لینی ہو تو پھر اس کے لئے زیادہ شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہوگی نہ کہ زمانی۔ کیوں کہ ختم ذاتی میں فضیلت بالذات ہے اور نیز ختم زمانی اس کے لئے لازم بھی ہے۔

بہر حال اس عبارت میں یہ نہیں کہا گیا کہ ختم زمانی معاذ اللہ حضور کی شان کے ہی لائق نہیں بلکہ مولانا کا مقصد صرف یہ ہے کہ ان دونوں قسم کی خاتمیت میں حضور کے لئے زیادہ شایان شان ختم ذاتی ہے۔ ورنہ اگر خدانخواستہ حضرت مولانا اس کو آپ کے لائق نہ سمجھتے تو اس کو آپ کے لئے ثابت ہی کیوں کرتے ، حالانکہ پہلے تو احتمال آپ نے اطلاق یا عموم مجاز ہی کا لکھا ہے جن میں حضور کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے۔ نیز اسی عبارت کے

بالکل متصل وہ عبارت ہے جس میں مولانا نے اپنا مختار اس کو قرار دیا ہے کہ خاتم کو جنس قرار دیا جائے اور زمانی و مرتبی کو اس کی دو نوعیں۔ پھر اسی ایک لفظ "خاتم النبیین" سے حضورؐ کے لئے خاتمیت کی دونوں نوعیں بدلالت مطابقی ثابت کی جائیں۔ جس کو میں اپنی پہلی تقریر میں بہ تفصیل عرض کر چکا ہوں۔

بہرحال صفحہ ۸۔ کا جو ناقص فقرہ آپ نے لوگوں کو پڑھ کر سنایا، اس کا ہرگز وہ مطلب نہیں جو آپ نے بیان کیا۔ بلکہ وہی مطلب ہے جو میں نے عرض کیا۔ جس کی مثال یوں سمجھئے کہ حق تعالیٰ نے قرآن پاک کو سورۂ بنی اسرائیل میں "شفاء" فرمایا ہے۔ اب ایک عالم یہ کہتا ہے اگر اس کو شفاء روحانی اور جسمانی سے مطلق رکھا جائے جب تو دونوں قسم کی شفا مراد ہوگی۔ اور اگر ایک ہی مراد ہو تو پھر قرآن پاک کے شایان شان شفاء روحانی ہے نہ کہ جسمانی۔ ظاہر ہے کہ کوئی احمق بھی اس کا یہ مطلب نہ سمجھے گا کہ اس عالم نے قرآن پاک کی شفاء جسمانی کی تاثیر سے انکار کر دیا، یا اس کو اس کے لائق نہ سمجھا، بلکہ ہر صاحب فہم کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہی ہوگا کہ شفاء روحانی کا مرتبہ شفاء جسمانی سے بلند ہے۔ اگرچہ شفاء جسمانی بھی اپنی جگہ پر بہت زیادہ قابل قدر ہے۔ الغرض حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا یہ محض بہتان ہے کہ ان کے نزدیک ختم زمانی معاذ اللہ حضورؐ کی شان کے لائق ہی نہیں۔

آپ نے اس مرتبہ پھر یہ کہا ہے کہ تحذیر الناس کے تینوں فقروں میں تین مستقل کفر ہیں اور ترتیب بدل دینے سے معنی میں کوئی فرق نہیں ہوا۔ چونکہ اس کا انتہائی شافی اور مفصل جواب میں پہلے عرض کر چکا ہوں اس لئے جواب میں اس وقت میں نے صرف یہ عرض کیا ہے کہ۔

"تینوں عبارتوں کی میں کافی توضیح کر چکا ہوں۔ اس کے بعد وہ عبارات بالکل بے عبار ثابت ہوتی ہیں"

اب جب تک کہ آپ میرے اس مطلب کو دلائل سے غلط ثابت نہ کریں جو میں نے ان تینوں فقروں کا بحمداللہ نہایت مدلل بیان کیا ہے۔ اس وقت تک مجھے اس بارہ میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں پہلے ہی یہ بھی نہایت وضاحت سے بتلا چکا ہوں کہ ترتیب کے بدل دینے سے اصل مطلب بالکل بدل گیا۔

نیز آپ نے پہلے بیان میں اس کو تسلیم کیا ہے کہ اگر ناقص فقروں کی ترتیب بدل جائے تو مضمون بدل جاتا ہے اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ صفحہ ۱۴، و صفحہ ۲۸، کے فقرے مولوی احمد رضا خان صاحب نے حسام الحرمین میں ناقص اور

ناتمام ہی نقل کئے ہیں۔

آپ کا یہ فرمانا کہ "بل" اضراب کے لئے ہے اور اس کے بعد سے مستقل جملہ شروع ہوتا ہے۔ نہایت عجیب ہے۔ بندۂ خدا غور سے دیکھا تو ہوتا۔ یہ دونوں فقرے محل جزا میں ہیں اور ان کی شرط اوپر مذکور ہے۔ صفحہ ۴، کا فقرہ یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

"عرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

کیا کوئی معمولی اردو دان بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ بلکہ سے بعد والی عبارت اسی پہلی شرط پر متفرع نہیں ہے۔؟ علیٰ ہذا بالکل یہی صورت صفحہ ۴۰، والے فقرے کی ہے۔ بہرحال یہ دونوں فقرے ناتمام ہیں اور آپ کے اعلیٰحضرت نے ان کی ترتیب بدل کر ان کے مضمون کو بالکل مسخ کر دیا ہے۔ اس مرتبہ آپ نے فتاویٰ الحرمین کا بھی ذکر کیا ہے پہلے حسام الحرمین کی بحث سے فارغ ہو لیجئے، پھر انشاء اللہ ثابت کر دیا جائے گا کہ فتاویٰ الحرمین میں حسام سے بھی زیادہ زبردست خیانتیں کی گئی ہیں۔

ہاں اسی سلسلہ میں مجھے ایک بات اور بھی عرض کرنی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر بالفرض آپ کی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے کہ "حسام الحرمین" میں تحذیر الناس کا جو فقرہ جس قدر نقل کیا گیا ہے وہ بجائے خود ایک مستقل جملہ ہے جس کا اول آخر سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ پھر ہر فقرہ میں علیحدہ علیحدہ مستقل کفر ہے تو آپ کے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی بھی کافر ٹھہریں گے۔ کیوں کہ تحذیر الناس صفحہ ۳، کا جو فقرہ انہوں نے "حسام الحرمین" میں سب سے پہلے نقل کیا ہے اس کے الفاظ صرف یہ ہیں۔

"بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

اس اتنے فقرے کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ حضورؐ کے زمانۂ اقدس میں کسی نبی کا کسی جگہ ہونا آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ اور یہ آپ کے اعلیٰحضرت کو بھی تسلیم ہے۔ بلکہ حضرت نانوتوی مرحوم نے تو بالفرض ہی کر کے لکھا ہے، آپ

کے اعلیٰ حضرت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ اقدس میں چار اور نبیوں کا وجود بالفعل تسلیم کر رہے ہیں چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ چہارم کے صفحہ ۶۱ پر ہے۔

" چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی دو آسمان پر، سیدنا ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اور زمین پر سیدنا حضرت الیاس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام "

پس اگر تحذیر الناس صفحہ ۱۴ کا وہ فقرہ بالکل مستقل طور پر موجب کفر ہے تو آپ کے اعلیٰ حضرت بھی اس کی ہمنوائی کی وجہ سے کافر ٹھہرے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گزشتی
گو مشتِ خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اس مرتبہ آپ نے پھر یہ فرمایا ہے کہ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ " خاتم النبیین " سے صرف خاتم زمانی ہی مراد ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ آپ کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے۔ جب حدیث پاک میں یہ آگیا کہ ہر آیت قرآنی کے لئے ایک ظاہری معنی ہیں اور ایک باطنی۔ تو پھر کس شخص کو یہ حق حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ " خاتم النبیین " کے صرف یہی ایک معنی ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں آپ نے یہ بات نہایت عجیب فرمائی کہ " خاتم النبیین " پوری آیت نہیں ہے بلکہ آیت کا ایک لفظ ہے۔ لہٰذا یہ اس حدیث کے تحت میں نہیں آتا۔ لیکن آپ نے یہ سوچا ہوتا کہ آیت کے باطنی معنی جب ہی بنیں گے جب کہ اس کے مفردات کے بھی باطنی معنی لئے جائیں۔ اور علاوہ اس کے میں نے اپنی پہلی ہی تحریر میں اس موقع پر آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتاب " الدولۃ المکیۃ " کا بھی حوالہ دیا تھا اگر آپ اس کو دیکھ لیتے تو یہ لچر بات نہ فرماتے۔ اس میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

لا یفقہ الرجل کل الفقہ حتی یجعل للقرآن وجوھا۔ — آدمی اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہوتا جب تک کہ قرآن پاک کے لئے متعدد توجیہات نہ نکالے۔

اور پھر بحوالہ " اتقان " اس کی شرح یہ لکھی ہے کہ فقیہ کامل وہ ہے جو

ان المراد ان یری اللفظ الواحد یحتمل معانی متعددۃ فیحملہ علیہا اذا کانت غیر متضادۃ ولا یقتصر بہ علی معنی واحد۔

ایک لفظ کو متعدد معانی کے لئے متحمل دیکھے اور پھر وہ سب معانی اس سے مراد لے اور کسی ایک ہی معنی پر حصر نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ معانی آپس میں متناقض نہ ہوں۔

(الدولۃ المکیۃ ص ۴۴)

پس مولانا نانوتوی مرحوم کا قصود صرف یہی ہے کہ انہوں نے لفظ "خاتم النبیین" کو دیکھا کہ وہ خاتم زمانی پر بھی محمول ہو سکتا ہے اور اس سے خاتم مرتبی بھی مراد لیا جا سکتا ہے تو انہوں نے اس کو دونوں معنی پر محمول کیا اور اسی ایک لفظ "خاتم النبیین" سے علاوہ خاتمیت زمانی کے مولانا مرحوم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک بہت بڑی فضیلت خاتمیت مرتبی کی اور ثابت کی جس کی پوری تفصیل میں اپنے پہلے بیانات میں کر چکا ہوں اور سہولت فہم کے لئے اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ۔

کسی بادشاہ کے ملک میں کوئی وبائی مرض پھیلا۔ بادشاہ کی طرف سے علاج معالجہ کے لئے یکے بعد دیگرے بہت سے طبیب بھیجے گئے اور سب نے اپنی اپنی قابلیت کے مطابق مریضوں کا علاج کیا لیکن مرض کا پورا استیصال نہ ہوا۔ اخیر میں اس رحیم و کریم بادشاہ نے ایک سب سے بڑا اور زیادہ حاذق و ماہر طبیب بھیجا جو اتفاق سے تمام پہلے طبیبوں کا استاد بھی ہے اور ملک کے تمام طبیبوں نے فن طب اسی سے سیکھا بھی ہے۔ اور بادشاہ کی طرف سے اعلان کر دیا گیا کہ یہ ہمارا آخری طبیب ہے اس کے بعد کوئی طبیب نہیں بھیجا جائے گا۔ آئندہ جب کہیں مریض ہو تو وہ اس آخری طبیب کا نسخہ استعمال کرے اسی سے شفا ہو گی۔

الغرض وہ آخری طبیب اور سب طبیبوں کا استاد آیا اور اس نے اپنا شفاخانہ کھولا۔ جو فریق مریض، اس کے شفاخانہ میں داخل ہو کر شفایاب ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے ایک فرمان خاص میں اس آخری طبیب کو، "خاتم الاطباء" لکھا۔ اب عوام تو اس کا مطلب بس یہی سمجھتے ہیں کہ یہ طبیب آخری طبیب ہے اور سب طبیبوں کے بعد آیا ہے۔ مگر ایک دقیق النظر جماعت اور بھی ہے جو کہتی ہے کہ اس لفظ "خاتم الاطباء" کا مطلب بس اتنا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ پہلے جتنے طبیب آئے تھے ان کی طب کا سلسلہ بھی اسی طبیب پر ختم ہے۔ یعنی ان سب نے بھی فن طب اسی سے سیکھا ہے اور یہی ان سب کا استاد ہے۔

پس علوم تو اس لفظ "خاتم الاطباء" سے صرف ایک ہی قسم کی خاتمیت زمانی نکالتے ہیں۔ اور یہ باریک بین جماعت اسی لفظ سے خاتمیت کے ساتھ ایک دوسری قسم کی خاتمیت اور نکالتی ہے۔ جس سے اس طبیب کی شان بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

بس بالکل یہی نقشہ ہمارے اور آپ کے اختلاف کا ہے۔ آپ لوگ لفظ "خاتم النبیین" سے صرف ایک قسم کی ختم نبوت یعنی محض زمانی نکالتے ہیں۔ اور معنی خاتمیت کو بس اسی میں حصر کرتے ہیں۔ اور ہم لوگ اس خاتمیت زمانی کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس لفظ سے "خاتمیت مرتبی" بھی مراد لیتے ہیں۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اور گویا نص قرآن سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الامت ہونے کے ساتھ ساتھ نبی الانبیاء بھی ہیں۔ اور ہم غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے امتی ہیں۔ اسی طرح ایک حیثیت سے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام بھی آپ کے امتی اور آپ کے فیض کے دست نگر ہیں۔

بہرحال حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا جرم اس باب میں صرف یہی ہے کہ وہ آپ لوگوں کے ادعائے حصر کو تسلیم نہیں کرتے۔ رہا آپ کا یہ خیال کہ اس حصر پر امت کا اجماع ہے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ خیال قطعاً غلط ہے اور اب میں نے عرض کیا ہے کہ۔

"حصر پر آپ ہرگز اجماع ثابت نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے خلاف علمائے کرام کی تصریحات موجود ہیں چنانچہ علامہ بحر العلوم لکھنوی رح کے رسالہ "فتح الرحمٰن"[1] سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مقتضائے ختم رسالت صرف ختم زمانی میں منحصر نہیں۔ اور عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

بہر آں خاتم شد است او کہ بجود — مثل او نے بود و نے خواہند بود

چونکہ در صنعت برد استاد دست — نے تو گوئی ختم صنعت بر تو است

---

[1] فتح الرحمٰن کی یہ عبارت حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے آئندہ بیان میں آرہی ہے۔ ۱۲ مرتب (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

مولانا بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شارحین مثنوی نے اس مضمون (حضور کی خاتمیت ذاتیہ) کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ حصر پر اجماع ہے اور اس کا منکر کافر ہے، بالکل غلط اور باطل ہے "

میں امید کرتا ہوں کہ عارف رومی رح کے ان اشعار اور ان کے ذیل میں شارحین مثنوی کی تصریحات دیکھنے کے بعد آپ یہ جرأت نہ کریں گے کہ

" حصر پر ساری امت کا اجماع ہے۔ اور اس کا منکر کافر ہے "

کیونکہ عارف رومی رح نے ان اشعار میں حضورؐ کی خاتمیت کے ختم زمانی کے علاوہ ایک دوسرے معنی بھی بیان کئے ہیں جو قریب قریب بالکل وہی ہیں جو حضرت مولانا نانوتوی مرحوم نے تحذیر الناس میں بیان فرمائے ہیں۔ اور شارحین مثنوی بالخصوص علامہ بحر العلوم رح نے ان کو پوری وضاحت سے بیان کیا ہے۔ میرے پاس اس وقت کوئی مثنوی شریف کی شرح نہیں ہے۔ اگر آپ کے پاس ہو یا آپ کو دستیاب ہو سکے تو اس موقع کو ضرور ملاحظہ فرمائیے۔ یہ اشعار مثنوی شریف کے چھٹے دفتر کے ابتدائی حصہ ہی میں ہیں۔ نیز آپ کی جماعت کے مشہور عالم بلکہ معتمد مناظر نثار احمد صاحب کانپوری کے والد ماجد مولانا احمد حسن صاحب مرحوم نے مثنوی شریف پر جو حاشیہ لکھا ہے اس میں بھی علامہ بحر العلوم رح وغیرہ شارحین مثنوی کی وہ عبارات نقل کی ہیں اگر وہ آپ کو میسر ہو سکے تو اس کو دیکھ لیجئے۔ اس سے بھی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ محققین نے لفظ " خاتم النبیین " سے علاوہ ختم زمانی کے اور معنی بھی سمجھے ہیں۔ اور اس تحقیق میں سے مولانا نانوتوی مرحوم متفرد نہیں ہیں[1]۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) [1] ان دونوں شعروں کا مطلب یہ ہے " حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب خاتم اس واسطے ہوا ہے کہ جود و کرم میں آپ کی مثل نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ جس طرح کہ جب کوئی استاد کسی فن میں خاص کمال حاصل کر لیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ فن تو اسی پر ختم ہے " مرتب غفرلہٗ

[1] تکمیل فائدہ کے لئے حضرت مولانا محمد منظور صاحب ہی سے حاصل کر کے ہم وہ عبارات یہاں حاشیہ میں درج کرتے ہیں۔ مثنوی شریف کے مندرجہ بالا پہلے شعر " بہر ایں خاتم شد است او کہ بجود " الخ پر حاشیہ لکھتے ہوئے مولانا احمد حسن صاحب کانپوری مرحوم شرح بحر العلوم سے نقل کرتے ہیں۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اس مرتبہ پھر آپ نے قادیانیوں کی استادی شاگردی کا ذکر کیا ہے۔ میں پہلے ہی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ عبارات تحذیر الناس میں تحریف کرکے اس سے ختم زمانی کا انکار نکالنے میں آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب استاذ ہیں اور قادیانی شاگرد۔ انہوں نے یہ سبق آپ کے اعلیٰ حضرت ہی سے لیا ہے۔

" الغرض قادیانیوں کی استاذی اور شاگردی کا جواب آپ پا چکے پھر اسی کی تکرار آپ ہی کی شان ہے "

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یعنی آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم است و خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم لقب او شدہ بجہت آنست کہ در جود و بخشائش مثل او نیست و نخواہد بود کہ جود آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم عام است بہمہ کساں از عالم تا اینکہ ہیچ کس بکمال نبوت و ولایت نمیرسد مگر از مشکوٰۃ روحانیت او و او صلی اللہ علیہ وسلم مفیض کمالات بر ہمہ اولیاء و انبیاء است۔ ۱۲

(بحر العلوم)

عارف رومیؒ کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم ہیں اور آپ کا لقب خاتم الرسل اس واسطے ہوا ہے کہ جود و کرم و عطا میں کوئی آپ کا مثل نہیں ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔ کیونکہ آپ کی بخشش عالم کے تمام آدمیوں کے لئے عام ہے۔ حتی کہ کوئی نبی اپنے کمال نبوت تک اور کوئی ولی کمال ولایت تک نہیں پہنچا مگر آپ کی روحانیت کے نور کے فیض سے۔ اور آپ ہی تمام انبیاء و اولیاء کو کمالات کا فیض پہنچانے والے ہیں (گویا افاضۃ الٰہیہ کے لئے واسطہ کبریٰ ہیں)"

اس کے بعد ارقام فرماتے ہیں۔

تحقیقش آنست کہ حقیقت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم جامع است بر جمیع حقائق را و کمال آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بر جمیع کمالات را و مرتبہ نبوت آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم جامع است بر جمیع مراتب نبوت را، و ہیچ نبی نہ بود مگر آنکہ نبوت تشریع گرفت از روحانیت او صلی اللہ علیہ وسلم پس شرائع ہمہ انبیاء۔ شرائع آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بود

اس کی تحقیق اس طرح پر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت تمام حقائق کو اور آپ کا کمال تمام کمالات کو اور آپ کی نبوت کا مرتبہ تمام مراتب نبوت کو جامع ہے اور جو بھی نبی ہوا ہے اس نے نبوت تشریع آپ کی روحانیت سے حاصل کی ہے۔

پس تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں فی الحقیقت حضور

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اخیر میں میری گزارش ہے کہ۔

" جو چیزیں میں نے اپنے ابتدائی بیان میں پیش کی ہیں ان کے جواب سے عہدہ برآ ہو جانے کی تیزی دکھانا جواب سے عاجزی کی دلیل ہے۔ میرے نزدیک بدزبانی شانِ ایمان سے دور ہے "

آپ کی ساری سخت کلامیوں کا میرے پاس یہی اول و آخر میں جواب ہے۔ میرے بعض جوشیلے دوستوں کا مجھ سے اصرار ہے کہ میں بھی آپ ہی کی زبان میں بات کروں بلکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دوں لیکن میں ان سے بھی عرض کرتا ہوں کہ اس باب میں وہ مجھ سے قطعاً مایوس ہو جائیں۔

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کہ انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم از روحانیت آں سرور دشکوۃ آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم گرفتہ رسانیدند۔ (بحر العلوم)

ہی کی شریعتیں تھیں کہ ان انبیاء علیہم السلام نے ان کو حضور اقدس ہی کی روحانیت سے حاصل کر کے اپنی اپنی امتوں کو پہنچایا۔

پھر مثنوی شریف کے دوسرے شعر " چونکہ دصنعت بر داستاد دست الخ " کے حاشیہ میں شرح بحر العلوم ہی کے حوالہ سے ارقام فرماتے ہیں کہ۔

ازیں جہت کہ استاد است وجواد است بر انبیاء و اولیاء و در جود وافاضت مثل ندارد اطلاق صفت ختم بر او ست۔

چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و اولیاء کے استاد ہیں اور سب پر بخشش کرنے والے ہیں اور اس جود وکرم میں کوئی آپ کی مثل نہیں ہے اس واسطے صفت ختم کا آپ پر اطلاق ہوا ہے۔

ناظرین کرام! بالخصوص مولوی حشمت علی صاحب بغور ملاحظہ فرمائیں۔ کیا یہ سب کچھ وہی نہیں ہے جو تحذیر الناس میں لکھا گیا ہے۔ اور کیا ان تصریحات کی موجودگی میں کوئی صاحب علم وفہم یہ کہہ سکتا ہے کہ " خاتمیت ذاتی " اور " خاتمیت مرتبی " صرف مولانا محمد قاسم صاحب رح کی ایجاد ہے؟ اور کیا اب بھی کسی کو یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ " مفہوم خاتمیت کو ختم زمانی میں ہی حصر کرنے پر ساری امت کا اجماع ہے اور اس حصر کا منکر اور مخالف کافر ہے۔؟

مرتب غفرلہٗ

میں آپ کی ہر بات کا انشاء اللہ جواب دوں گا لیکن آپ کی گالیوں کے ترکی بترکی جواب سے عاجز ہوں۔ اور بخدا مجھے اپنی اس عاجزی پر ناز ہے۔ میرے آقا و مولا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت نزاع بدزبانی کرنے کو منافق کی علامت بتلایا ہے۔

میری تو دعا ہے کہ حق تعالیٰ مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو اس ناپاک خصلت اور منافقانہ عادت سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

---

لہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلث اذا عاھد غدر واذا خاصم فجر واذا حدث کذب اوکما قال علیہ السلام ۱۲ (مرتب غفرلہ)

---

نوٹ از مرتب

مولانا محمد منظور صاحب کے اس بیان کے ختم ہوتے ہی مولوی حشمت علی صاحب نے اپنا مختصر تحریری جواب (جو اسی دوران میں بہ عجلت تیار کر لیا گیا تھا) مولانا محمد منظور صاحب کے حوالے کیا اور توضیحی تقریر شروع کی۔ جو صفحۂ آئندہ سے شروع ہے۔ یہاں بھی امتیاز کے لئے حسب سابق تحریر کا حصہ حاشیتین چھوڑ کر لکھا جائے گا۔

❊

# مولوی حشمت علی صاحب کا

# تیسرا بیان

حضرات گرامی ! مولوی منظور صاحب اپنے بیان میں اس پر بہت زور دیا ہے کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت میں جو "عوام" کا لفظ آیا ہے اس سے انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے ماسوا۔ اور لوگ مراد ہیں۔

میرا جواب یہ ہے۔

"عبارت تحذیر الناس میں اہل فہم کے مقابل عوام کا لفظ بولا گیا ہے۔ اس لئے عوام کے یہی معنی ہیں کہ ناسمجھ لوگ"

اور میں دلائل قاہرہ سے ثابت کر چکا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ کرام رضؓ پھر تابعین عظام اور تمام علماء امت حصر ہی کے قائل ہیں تو جب نانوتوی صاحب نے سب حصر کرنے والوں کو عوام بتلایا تو یہی مطلب ہوا کہ ان کے نزدیک خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور سارے علماء امت سب معاذ اللہ ناسمجھ اور بے وقوف ہیں۔ اور یہ کھلا کفر ہے۔

"عبارت اشد العذاب کا آپ جواب نہ دے سکے"

میں نے مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کی کتاب اشد العذاب کی عبارت پیش کی تھی اور کہا تھا کہ ہماری طرف سے بھی نانوتوی صاحب کی ان عبارات کا جن میں بظاہر ختم نبوت کا اقرار ہے، یہی جواب ہے جو اس عبارت کا دربھنگی صاحب نے قادیانیوں کو دیا ہے۔ آپ اس کا کوئی معقول جواب نہ دے سکے۔ کہا تو صرف یہ کہا ہے کہ مرزا کی عبارات انکار ختم نبوت اور دعوائے نبوت میں صریح ناقابل تاویل و توجیہ ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحذیر الناس کی عبارات بھی ایسی ہی صریح ہیں جن میں کوئی تاویل، توجیہ نہیں ہو سکتی اور جو تاویلیں آپ نے اب تک کی ہیں ان کو رد کر چکا۔ پس مرزا قادیانی اور آپ کے نانوتوی صاحب دونوں ایک درجہ میں ہیں۔ آپ بار بار

کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے ختم زمانی کا انکار نہیں کیا بلکہ اس کو حضور کے لئے ثابت کیا ہے۔ میں نے پہلے یہ میں کہا تھا اور اب پھر کہتا ہوں کہ۔

"قاسم نانوتوی نے خود لکھا ہے کہ ختم نبوت زمانی شایانِ شان اقدس نہیں تو ختم نبوت زمانی حضور کے لئے ثابت کرنا بقول نانوتوی صاحب حضور کی توہین ہے"

پھر وہ اس کو کیوں حضور کے لئے ثابت کرنے لگے۔ اور اگر ایسا کریں گے تو اپنے خیال کے مطابق حضور کی توہین کرکے خود کافر ہو جائیں گے۔

"تینوں عبارتوں کی میں توضیح کر چکا ہوں کہ ہر ایک عبارت میں ایک مستقل کفر ہے"

آپ نے اس مرتبہ پھر یہ راگ گایا ہے کہ تحذیر الناس کے فقروں کی ترتیب بدلنے سے کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ یہ تو آپ جب کہتے جب کہ ہم تینوں فقروں کو ملا کر کفر ثابت کرتے۔ ہمارا دعوے تو یہ ہے کہ ان میں سے ہر ہر فقرہ میں ایک ایک مستقل کفر ہے۔ خواہ وہ کسی ترتیب سے لکھے جائیں۔ آپ میری باتوں کا جواب دیجئے بار بار یہ رٹنے سے کہ، ترتیب بدلنے سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔ نانوتوی صاحب کا اسلام ثابت نہیں ہو سکتا۔

آپ نے کہا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ کے فقرے میں نانوتوی صاحبؒ نے ختم زمانی کو نہیں بلکہ مفہوم خاتمیت کو اسی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے۔ اس کا جواب میں نے یہ دیا کہ حصر پر امت کا اجماع ہے تو نانوتوی صاحب نے چونکہ اس سے اختلاف کیا اور اس کو خیالِ عوام بتلایا لہذا وہ کافر ہو گئے۔ اس کے جواب میں آپ نے مولوی عبد الحیؒ صاحب کے رسالہ کا حوالہ دیا ہے کہ وہ حصر کے قائل نہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ مولوی عبد الحی حصر کے قائل ہوں یا نہ ہوں ساری امت حصر کی قائل ہے۔ دیکھئے۔ آپ کے مدرسہ دیوبند کے مفتی مولوی شفیع صاحب اپنے رسالہ ختم نبوت فی الآثار کے صفحہ ۸ پر امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی شفا شریف سے یہ عبارت نقل کرتے ہیں۔

واجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلا شك في كفر من لزم الطوائف كلها قطعا اجماعًا وسمعًا۔

اور پھر آپ کے یہ مفتی صاحب ہی اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔

" اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے جو اس کا انکار کریں۔ اور قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے "

دیکھا مولوی صاحب یہ ہے حق کا معجزہ۔ آپ اجماع کے انکار میں مولوی عبدالحی صاحب کی آڑ لیتے ہیں۔ میں نے خود آپ کے دیوبندی مفتی صاحب کی عبارت سے ثابت کر دیا کہ " خاتم النبیین " کا مفہوم ختم زمانی ہی میں منحصر ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

اس " ختم النبوت فی الآثار " میں اور بھی متعدد عبارتیں اس قسم کی ہیں جو اگر ضرورت ہوئی تو پھر پیش کر دوں گا۔ بہرحال میں نے لکھا ہے۔

" مولوی عبدالحی صاحب اجماع مانیں یا نہ مانیں مگر آپ کے مفتی دیوبند نے تو اپنی متعدد عبارات میں اسی حصر پر اجماع بتایا ہے تو مفتی دیوبند کے فتوے سے آپ یقیناً کافر ہیں "

آپ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ نانوتوی صاحب نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم عوام میں داخل نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت بحث تحذیر الناس کی ہے مکتوبات کی نہیں۔

" مکتوبات میں نانوتوی نے انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کو عوام سے نکالا ہوگا مگر تحذیر الناس میں تو ان کو عوام بتا دیا "

" مثنوی شریف کے شعر تو آپ نے لکھ دیئے مگر ان کا ترجمہ لکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مثنوی شریف میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصف کریم " خاتم النبیین " کے یہ معنی ہیں کہ حضورؐ بالذات نبی ہیں[1]۔ تحذیر الناس کا مثنوی شریف پر قیاس۔ کفر کا ایمان پر قیاس ہے "

---

[1] یہ خط کشیدہ فقرہ مولوی حشمت علی صاحب کی دستخطی اور ان کے قلم کی لکھی ہوئی تحریر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے یا تو یہ استفہام انکاری ہے اور یا حرف نفی رہ گیا ہے۔ مولوی حشمت علی صاحب اگر اس کے متعلق کوئی اطلاع دیں گے تو تصریح کر دی جائے گی۔ ۱۲

" میں بتا چکا کہ ختم نبوت کے معنی بدلنے میں قادیانیوں کا قدوہ نانوتوی صاحب کے سوا کوئی نہیں۔ آپ اس کا جواب نہیں دے سکے "

" آپ نے مجھ پر بد زبانی کا الزام لگایا ہے حالانکہ میں نے اپنی طرف سے ایک لفظ نہیں کہا بلکہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی کی عبارت پڑھ دی تھی۔ اگر اس کا نام بد زبانی ہے تو یہ مولوی دربھنگی صاحب کی بد زبانی ہے "

آپ نے اس مرتبہ " خاتم النبیین " کی مثال " خاتم الاطباء " سے دی ہے اس کا جواب سنئے !

" طب پر نبوت کا قیاس، اور طبیب پر نبی کا قیاس باطل ہے۔ طب کسبی چیز ہے، مگر نبوت میں کسب کو مطلق دخل نہیں "

آپ نے طب کی یہ مثال دے کر نبی اور نبوت دونوں کی توہین کی یہ آپ کا ایک اور نیا کفر ہے۔ دیکھئے مولوی صاحب ! میں پھر آپ سے کہتا ہوں آپ کفر کی حمایت سے باز آجایئے۔ جو کفر کی حمایت کرتا ہے وہ خود بھی کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آپ نانوتوی کے کفر کی حمایت کرنے کھڑے ہوئے تھے مگر دیکھئے اب تک کتنے کفریہ کلمے خود آپ سے صادر ہوئے۔ یہ کفر کی حمایت ہی کا نتیجہ ہے اس سے باز آجایئے اور مسلمان ہو کر ہمارے بھائی بن جایئے۔

آپ کے نانوتوی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کو بالذات کہتے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو بالعرض۔ اور آپ بھی اپنی تقریروں میں بار بار اس کو واضح کر چکے ہیں حالانکہ یہ محض الحاد ہے۔ اور خود آپ کے دیوبندی مفتی مولوی شفیع صاحب نے بھی اس کو باطل لکھا ہے۔

" ختم نبوت فی الآثار صفحہ ۹۴ پر ہے کہ نبوت کی تقسیم بالذات و بالعرض کی طرف باطل ہے اسی کتاب کے صفحہ ۸ پر ہے کہ لفظ " خاتم النبیین " بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے "

کہئے اب تو مدرسہ دیوبند ہی کے مفتی صاحب نے آپ کے اور آپ کے پیشوا نانوتوی صاحب کے خلاف فتویٰ دے دیا۔ ع اس گھر کو آگ لگ گئی اپنے چراغ سے۔

آپ نے ایک عجیب بات اس دفعہ یہ کہی ہے کہ اگر تحذیر الناس کے ہر فقرہ میں مستقل کفر پایا جائے گا تو الحذر

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بھی کافر کہنا پڑے گا۔ کیونکہ صفحہ ۱۴ کے فقرہ میں صرف حضور کے زمانۂ اقدس میں اور انبیاء کے وجود کو حضور کی خاتمیت کے لئے غیر مخل کہا گیا ہے۔

حضور پر نور اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ بھی حضور کے عہد مقدس میں چار اور پیغمبروں کے وجود کے قائل ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں آپ نے ملفوظات مبارکہ کی عبارت پیش کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

" صفحہ ۱۴ کی عبارت سے پہلے ہی موجود ہے " اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور۔ تو یہ عبارت بھی کفر ہے "

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور پر نور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چار نبیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ ابھی تک موجود ہیں۔ وہ سب وہ ہیں جن کو نبوت حضور سے پہلے مل چکی ہے۔ اور نانوتوی نے نئے پیغمبروں کی آمد کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ پس تحذیر الناس کو ملفوظات مقدسہ پر قیاس کرنا کفر کو اسلام پر قیاس کرنا ہے۔

آپ نے اپنی کسی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ قادیانی دوسرے بزرگان دین شیخ اکبر، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے اقوال مبارکہ سے بھی استناد کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ۔

" بزرگان دین سے قادیانیوں کا استناد باطل ہے ورنہ آپ بتائیے کس نے ختم نبوت کے معنی بدلے "

ختم نبوت کے معنی سب سے پہلے نانوتوی نے بدلے اور نبوت کا دروازہ کھولنے کے لئے غلط، باطل اور رذیل روایتوں اور کہانیوں سے سند پکڑی۔ بھائیو! نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں یہ روایت لکھی ہے کہ۔

" جیسی یہ زمین ہے ایسی ہی چھ زمینیں اور بھی ہیں۔ اور جس طرح یہاں مخلوق آباد ہے ویسی ہی مخلوق ہر زمین میں آباد ہے۔ اور جیسے یہاں نبی آتے ہیں ویسے ہی وہاں بھی انبیاء مبعوث ہوتے ہیں حتیٰ کہ جس طرح یہاں آدم و نوح، موسیٰ و عیسیٰ وغیرہم علیہ الصلوٰۃ والسلام گزرے ہیں اسی طرح وہاں بھی ہوتے ہیں۔ اور جس طرح ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایسے ہی ان زمینوں میں بھی آپ کے مثل نبی آتے ہیں "

مسلمانو! تم نے اپنے باپ دادوں سے کبھی یہ حدیث سنی ہے؟ کبھی نہ سنی ہوگی۔ مگر مولوی منظور صاحب

اور سارے دیو بندیوں کے پیشوا نانوتوی صاحب نے یہ جھوٹی حدیث اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھدی اور حضور کے مقابلہ میں چھ نبی دوسری زمینوں میں اور بنا ڈالے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ

| | |
|---|---|
| یکون فی آخر الزمان دجالون | آخیر زمانہ میں کچھ ایسے دجال اور کذاب آئیں |
| کذابون یاتونکم من الاحادیث | گے جو تمہارے پاس ایسی ایسی حدیثیں لائیں |
| بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم | گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ، |
| وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم۔ | دادوں نے، تم ان سے دور رہنا وہ تم کو گمراہ |
| | نہ کردیں اور فتنوں میں نہ ڈال دیں۔ |

اس حدیث پاک کی رو سے نانوتوی صاحب بھی انہی دجالوں، کذابوں میں سے ہیں جن کی خبر خدا کے محبوب مطلع علی الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر دی تھی۔

مولوی منظور صاحب! آپ کے نانوتوی صاحب پر یہ حضرت رسالت کا فتویٰ ہے جس میں ان کو کذاب و دجال بتلایا گیا ہے۔ آپ کہاں تک ان کی حمایت کریں گے؟ مولوی صاحب! اب بھی کفر کی حمایت سے باز آجائیے۔ اور کافروں کا ساتھ چھوڑ دیجئے۔ ہمارا آپ کا سارا جھگڑا ابھی ختم ہو جائے گا۔

اچھا اور سنئے!

آپ کے نانوتوی صاحب نے تو نئے نبیوں کے آنے کو خاتمیت کے لئے غیر مخل ہی بتلایا تھا۔ مگر آپ کے دوسرے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے تو مریدوں سے اپنا کلمہ پڑھوانا اور اپنے کو نبی منوانا شروع کر دیا ان کے ایک مرید نے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھا اور انہوں نے اس کو اس سے نہیں روکا بلکہ اور اس کو تسلی دی۔ اس نے ان پر درود پڑھا اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولٰنا اشرف علی کا وظیفہ جپا۔ اس پر بھی تھانوی صاحب اس سے راضی رہے۔ مگن ہونے کہ اوہو ہم نبی ہوگئے، ہم پر درود پڑھا جانے لگا۔ اور اس ناپاک واقعہ کو اپنے رسالہ "الامداد" میں چھاپ بھی دیا اور اس پر اپنی رائے لکھی کہ۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے"

اس کا مطلب یہی ہوا کہ تھانوی کے جس مرید کو ان کے متبع سنت ہونے کی تسلی حاصل کرنی ہو وہ "اشرف علی رسول اللہ" کا وظیفہ پڑھے۔ تھانوی صاحب پر درود پڑھے۔ مسلمان، ایمانی کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر غور کریں کیا کسی ایمان والے کی زبان سے ایسی باتیں کسی حال میں بھی نکل سکتی ہیں؟ کیا جن لوگوں کا یہ حال ہو ان کا ایمان حضورؐ کی ختم نبوت پر ہو سکتا ہے؟

مسلمانو! نانوتوی صاحب نے نبوت کا دروازہ کھولا۔ مرزا قادیانی کو موقع ملا، اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مولوی اشرف علی صاحب نے جب دیکھا کہ میدان صاف ہے تو انہوں نے بھی اپنا کلمہ پڑھوانا اور اپنے کو نبی اور رسول کہلوانا شروع کر دیا۔ غرض یہ سب کچھ نانوتوی صاحب ہی کا طفیل ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے "خاتم النبیین" کے معنی بدلے اور لوگوں کو بتلایا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارکہ میں اور اس کے بعد بھی اور نبی ہو سکتے ہیں۔ اس سے آپ کی ختم نبوت میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔

مولوی صاحب آپ کتنی ہی تاویلیں توجیہیں کریں۔ جو لوگ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا انکار کر کے ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کو عوام یعنی ناسمجھ اور بے وقوف لوگوں کا خیال بتلا کے کافر مرتد ہو چکے ان کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ از مرتب:- مولوی حشمت علی صاحب کی یہ عجیب و غریب اور معجون مرکب تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ آپ نے اپنے ایک ساتھی سے پوچھا۔ کیا میرا وقت ابھی باقی ہے؟ جواب ملا ابھی کافی وقت ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس طرح تقریر فرمائی۔

سنی بھائیو! مولوی منظور صاحب نے نانوتوی کی کفریہ عبارات میں اب تک جتنی تاویلیں کیں آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے ان سب کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور مولوی منظور صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہ دے سکے۔

اے مولوی صاحب! آپ یہاں جواب دیں یا نہ دیں، آپ کو خدا کے یہاں جواب دینا پڑے گا۔ لیجئے اسی سلسلہ میں چند باتیں اور کہتا ہوں غور سے سنئے اور ہو سکے تو جواب دیجئے۔

آپ نے تحذیر الناس صفحہ ۳ کے فقرہ کی بابت یہ کہا تھا کہ اس میں حصر کو عوام کا خیال کہا گیا ہے۔ میں نے

اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ حصر پر تمام امت کا اجماع ہے اور دلیل میں آپ کے مدرسہ دیوبند کے مفتی اعظم کی کتاب ختم النبوت فی الآثار کا حوالہ بھی میں دے چکا ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ جن لوگوں کے کلام میں حصر ہے وہ حصر اضافی ہے، بتلایئے! اس کا کیا ثبوت ہے۔؟

اس وقت ایک عبارت ختم النبوۃ فی الآثار کی میں اور پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے اس کے صفحہ ۹۰ پر ہے۔

"خود متکلم جل مجدہٗ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے۔ اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں۔ اور پھر اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابۂ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے۔ نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص"

اس عبارت میں مفتی دیوبند نے صاف لکھا ہے کہ اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور سارے علمائے سلف نے "خاتم النبیین" کے یہی معنی سمجھے ہیں کہ سب سے آخری نبی اور اسی معنی میں حصر کیا ہے۔ تو نانوتوی صاحب نے جب حصر کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتلایا تو گویا حق جل مجدہٗ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اور سب علماء سلف کو نا سمجھ اور بے وقوف کہا اور یہ کفر ہے تو نانوتوی خود مفتی دیوبند کے فتوے سے کافر ہو گئے۔

تحذیر الناس صفحہ ۳ و صفحہ ۲۸ کے فقروں کے جواب میں آپ نے بار بار یہی کہا ہے کہ ان میں ختم نبوت زمانی کا ذکر نہیں ہے بلکہ ختم ذاتی کا ذکر ہے اور اسی کے متعلق یہ لکھا گیا ہے۔ کہ اگر حضور کے زمانہ میں کوئی اور نبی ہو، یا آپ کے بعد کوئی اور نبی آئے تو اس میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ تو یہ تو آپ نے تسلیم کر لیا کہ ان دونوں صورتوں میں خاتمیت زمانی باقی نہیں رہے گی۔ اور آپ کے نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس ہی میں یہ بھی جابجا لکھا ہے کہ ختم زمانی ختم ذاتی کے لئے لازم ہے اور ختم ذاتی ملزوم۔ تو جب حضورؐ کے زمانہ مبارکہ میں یا اس کے بعد نئے نبی کے آنے سے حضورؐ کی خاتمیت زمانیہ جاتی رہے گی جیسا کہ آپ کو تسلیم ہے اور نانوتوی صاحب نے لکھا ہے تو خاتمیت ذاتی بھی باقی نہیں رہے گی۔ کیوں کہ لازم کا انتفاء ملزوم کے انتفاء کو مستلزم ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ نانوتوی صاحب

کی تحقیق پر نہ حضورؐ خاتم ذاتی رہے نہ خاتم زمانی۔

مولوی منظور صاحب! آپ کو بڑا علمیت کا دعویٰ ہے ذرا سب دیوبندی مولویوں سے مشورہ لے کر ہی اس کا جواب دے دیجئے۔

مولوی صاحب! آپ نے تحذیر الناس کی عبارات پر کبھی مجھ سے مناظرہ نہیں کیا تھا ورنہ میرے سامنے کبھی آپ تحذیر الناس کا نام بھی نہ لیتے۔ اچھا اور سنئے آپ بھی کیا یاد کریں گے کسی سے پالا پڑا تھا۔

صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے فقروں میں آپ کی یہ تاویل جب چل سکتی تھی کہ وصف نبوت میں بالذات اور بالعرض ہونے کی صلاحیت ہوتی۔ حالانکہ نبوت ایسی چیز ہی نہیں جو ذاتی اور عرضی کی طرف منقسم ہو سکے۔ وہ ہر نبی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا کسی واسطہ کے ملی ہے۔ میری بات تو آپ کیا مانیں گے۔ اس لئے میں اس کے ثبوت میں بھی مفتی دیوبند کا ہی فتویٰ پیش کرتا ہوں۔ دیکھئے اسی ختم النبوت فی الآثار کے صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں۔

"نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے انسان کو عطا کر دے۔ یا ایک نبی (خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بلند مرتبہ رکھتے ہوں) دوسرے کو نبی بنا دیں۔ بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے"

مفتی دیوبند کی اس عبارت نے بالکل ہی فیصلہ کر دیا اور نانوتوی صاحب کی تحریفات اور آپ کی تاویلات کا قلع قمع ہو گیا۔ مولوی صاحب یہ ہے صداقت کا کرشمہ کہ مدرسہ دیوبند کا مفتی اعظم بھی وہی کہتا ہے جو ہم کہتے ہیں ؎

کیا خوب کہ غیر پردہ کھولے
جادو ہے جو سر پہ چڑھ کے بولے

❖

نوٹ از مرتب :-

مولوی حشمت علی صاحب کی اس عجیب و غریب تقریر کا مضمون جہاں تک ہو سکا ہے انہی کے الفاظ اور انہیں کے مخصوص انداز میں ہم نے پیش کر دیا ہے لیکن اس تقریر کے وقت خود مولوی حشمت علی صاحب کی جو کیفیت تھی۔ افسوس ہے کہ اس کا فوٹو پیش کرنے سے ہم قاصر ہیں۔

اس کے بعد حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی باری آئی۔ آپ نے اپنا مختصر تحریری جواب (جو مولوی حشمت علی صاحب کی اس تقریر کے دوران میں لکھ دیا تھا) دستخط فرما کر مولوی حشمت علی صاحب کے حوالہ کیا۔ اور اپنے پُر از متانت و وقار انداز میں اس طرح تقریر شروع کی۔

اس تحریر میں بھی ہم تحریر کا حصہ حسب التزام سابق حاشیتین چھوڑ کر ہی نقل کریں گے۔

٭

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا چوتھا جوابی بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد

محترم سامعین ! فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کی عجیب وغریب تقریر آپ حضرات نے سنی۔

چونکہ تحذیر الناس کی بحث میں مولوی صاحب کا سارا اندوختہ ملتم ہو چکا ہے اس لئے اس مرتبہ آپ نے اصل بحث سے گریز کرکے ایک دوسری مستقل بحث چھیڑ دی ہے۔ مگر مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں بعون اللہ تعالیٰ بغیر خلط مبحث کئے ہی اس کا بھی جواب دوں گا اور انشاء اللہ العزیز اس بحث میں بھی بالآخر آپ لاجواب ہوں گے۔

پہلے میں آپ کے بیان تحریری کے جواب میں اپنا تحریری بیان مع توضیح کے پیش کرتا ہوں لیکن اس مرتبہ پھر آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت میں جو عوام کا لفظ ہے (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین اور تمام ائمہ مفسرین مراد ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ کو بار بار اس قدر لغو اور مہمل بات کہنے کی کیوں جرأت ہوتی ہے۔

اس لفظ "عوام" کے متعلق خود مولانا نانوتوی مرحوم کی تصریح میں ان کے مکتوبات کے حوالہ سے پیش کر چکا ہوں اور اب پھر میں نے عرض کیا ہے کہ۔

"مصنف تحذیر الناس نے لفظ عوام کے معنی خود بیان کر دیئے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اور راسخین فی العلم کے علاوہ اور سب عوام ہیں"

الغرض "عوام" کے لفظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین وغیرہم ائمہ امت کو مراد لینا صرف آپ کی ذہانت اور مزاج والا کی لطافت ہے حضرت نانوتوی مرحوم نے اپنی مراد خود بیان کر دی ہے ہاں ناحق کی تہمت کا

البتہ کچھ علاج نہیں۔

"اشد العذاب" کی عبارت کا آپ نے پھر ذکر کیا ہے میں اس کا شافی جواب پہلے دے چکا ہوں جس کا رد آپ سے اب تک نہیں ہو سکا ہے۔ میرے دلائل کا جواب دیئے بغیر صرف زبان سے یہ دعویٰ کر دینا کہ تحذیر الناس کی عبارات بھی انکار ختم نبوت میں ایسی ہی صریح ہیں جیسی کہ مرزا قادیانی کی عبارات، ایسا ہی ہے جیسا کہ قادیانی صاحبان حضرت ملا علی قاریؒ و شیخ اکبرؒ وغیرہ کی عبارات کے متعلق دعوے کرتے ہیں کہ ان سے ختم نبوت کا صراحتاً انکار نکلتا ہے (معاذ اللہ)۔

اس مرتبہ پھر آپ نے یہ کہا ہے کہ "مولانا نانوتوی مرحوم کے نزدیک ختم نبوت زمانی شایان شان اقدس نہیں" میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہ آپ کا خالص افترا ہے جس میں ذرہ برابر صداقت کا شائبہ نہیں۔ یہی جواب میرا اب بھی ہے۔ اس مرتبہ آپ نے پھر یہ دعویٰ کیا ہے کہ "تحذیر الناس کی ہر ایک عبارت میں ایک مستقل کفر ہے اور چونکہ تینوں فقرے بالکل مستقل جملے ہیں اس لئے ترتیب کے بدلنے سے ان کے مطلب میں کوئی تغیر نہیں ہوا" اس کے جواب میں میں نے صرف یہ عرض کیا ہے۔

"تینوں عبارتوں کی تشریح میں کر چکا آپ میری تحریر کو دیکھ کر جواب دیجئے"

میں اپنے پہلے بیانات میں اس کو نہایت مدلل اور مفصل طور پر عرض کر چکا ہوں کہ تحذیر الناس کے فقروں کو ترتیب بدل کر لکھنے سے ان کے مطلب میں زمین و آسمان اور کفر و ایمان کا فرق ہو گیا۔ ورنہ اگر ان میں سے ہر فقرہ بجائے خود دیکھا جائے تو اپنے مضمون کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلہ میں اب تک جو دلائل میں نے پیش کئے ہیں آپ ان کا کوئی جواب نہیں دے سکے ہیں۔ بلکہ جو مطلب میں نے ان تینوں فقروں کا بیان کیا ہے تا حال آپ نے اس سے انکار بھی نہیں کیا ہے بلکہ صفحہ ۳ کے فقرے کا جو مطلب میں نے بیان کیا تھا کہ "اس میں حصر کا انکار ہے اور اسی کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے" سو اس کو تو آپ نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اب میرا آپ کا اختلاف صرف یہی رہ جاتا ہے کہ کیا مفہوم خاتمیت کو ختم زمانی ہی میں منحصر کرنا اور اس سے زیادہ کچھ مراد دلینا یہ بھی اجماعی اور قطعی مسئلہ ہے کہ اس کا منکر کافر ہو آپ کا یہی دعویٰ ہے اور دلیل میں آپ نے ختم النبوت فی الآثار کے حوالہ سے صرف شفاء قاضی عیاضؒ کی عبارت پیش کی ہے جو ہرگز اس کے ثبوت کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس عبارت کا

مفاد صرف یہ ہے کہ فلاسفہ وغیرہ ملحدین سلسلۂ نبوت کا بقا ثابت کرنے کے لئے جو تاویل یا تخصیص نص خاتم النبیین میں کرتے ہیں وہ سب مردود ہے اور اس کا ظاہری مفہوم بلا کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ الغرض شفاء کی یہ عبارت ان ملحدین کے مخالف ہے جو ختم نبوت زمانی کا انکار کرنے کے لئے نص خاتم النبیین میں بے جا تاویلات کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس کے سیاق سباق سے ظاہر ہے۔ اور مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ خود ختم نبوت زمانی کے پرزور حامی ہیں بلکہ اس کے منکر کو کافر اور خارج از اسلام کہتے ہیں۔ البتہ لفظ خاتم النبیین سے خاتمیت زمانی کے ساتھ وہ خاتمیت مرتبی بھی ثابت کرتے ہیں۔ اور شفاء کی عبارت ہرگز اس کے خلاف نہیں۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اس میں حصر بالنسبۃ الی تاویل الملاحدہ ہے جیسا کہ میں اپنے پہلے کسی بیان میں عرض بھی کر چکا ہوں۔ چنانچہ اپنے تحریری بیان میں اسی کا حوالہ دیتے ہوئے میں نے لکھا ہے:

کہ "ختم النبوت فی الآثار کا جواب پہلے عرض کر چکا ہوں آپ غور فرمائیے"

بہر حال آپ حصر پر ہرگز اجماع نہیں ثابت کر سکتے اور جب کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ ہر آیت قرآنی کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی۔ تو پھر کسی آیت کے متعلق کوئی بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس آیت کے بس یہی ایک معنی ہیں۔ نیز میں نے عرض کیا تھا کہ علامہ بحر العلوم لکھنوی رح نے اپنے رسالہ فتح الرحمٰن میں اس حصر کے خلاف تصریح کی ہے۔ آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اسی سلسلہ میں میں نے مثنوی شریف کے دو شعر بھی پیش کئے تھے جن میں ختم زمانی کے علاوہ خاتم کی ایک اور بھی تفسیر کی گئی ہے۔ آپ نے ان کے متعلق صرف یہ کہا ہے کہ ان کا ترجمہ نہیں لکھا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ۔

"مثنوی شریف کا ترجمہ آپ نے نہ سمجھا ہو تو میں عرض کر دوں"

لیکن آپ اس کا اقرار کریں کہ میں ان شعروں کا ترجمہ اور مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میں عرض کر چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ عارف رومی رح نے اپنے ان شعروں میں خاتم کا جو مطلب بیان کیا ہے وہ قریباً وہی ہے جو حضرت مولانا نانوتوی رحوم نے تحذیر الناس میں لکھا ہے اور جس کا نام ان کی اصطلاح میں ختم ذاتی ہے۔ اس مرتبہ پھر آپ نے قادیانیوں کے امام اور مقتدی ہونے کا ذکر کیا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ۔

"قادیانیوں کا قدوہ کون ہے اس کا جواب عرض کر چکا ہوں کہ تحذیر الناس سے ختم نبوت کا انکار پہلے آپ کے اعلیٰ حضرت نے نکالا اور انہیں کے اتباع میں قادیانیوں نے"

آپ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ "حسام الحرمین" کی تالیف و اشاعت سے پہلے کسی قادیانی نے تحذیر الناس کی عبارت سے ختم نبوت کا انکار لکھا ہو۔ بہرحال اس سلسلہ میں قادیانی جو کچھ کہتے ہیں وہ آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب سے سیکھ کر کہتے ہیں۔ پس اس خاص معاملہ میں قادیانیوں کے استاد اور پیشرو صرف آپ کے اعلیٰ حضرت ہیں۔ رہا آپ کا یہ خیال کہ خاتم النبیین کے معنی میں مرزائیوں نے مولانا نانوتوی رح کی اقتدا کی ہے یہ بالکل غلط ہے مولانا مرحوم کی تحقیق کی بنا پر تو قادیانیت بالکل ہی فنا ہو جاتی ہے جیسا کہ تحذیر الناس صفحہ ۹ و ۱۰ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ اور اگر آپ کا یہ مطلب ہے کہ قادیانی صاحبان عبارات تحذیر الناس سے سند پکڑتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ۔

"خاتم النبیین کے معنی میں قادیانیوں کا استدلال پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ اور اکابر علماء اسلام مثلاً حضرت ملا علی قاریؒ و شیخ اکبرؒ و امام عبدالوہاب شعرانی رح وغیرہ کے اقوال سے ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مولانا نانوتوی مرحوم کی عبارت سے بھی استدلال کیا ہے"

بہرحال اگر قادیانیوں کا کسی بزرگ کے کلام سے صحیح یا غلط استناد کرنا آپ کے نزدیک ان بزرگ کو قادیانیوں کا استاد بنا دیتا ہے تو کیا آپ کے نزدیک یہ سب بزرگان دین قادیانیوں کے استاد ہیں؟"

تحذیر الناس کی عبارات قادیانیوں کے لئے جب مفید ہو سکتی تھیں جب کہ ان میں ختم زمانی سے انکار کیا گیا ہوتا اور خاتم النبیین کی تفسیر صرف خاتم مرتبی سے کی جاتی۔ حالانکہ میں بہ تفصیل عرض کر چکا ہوں کہ مصنف تحذیر الناس کے نزدیک خاتم النبیین کی دلالت ختم ذاتی اور زمانی دونوں پر ہے۔ اور ان کی تحقیق یہ ہے کہ اسی ایک لفظ خاتم النبیین سے حضور کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے جس کی مثال بھی میں نے اپنی پچھلی تقریر میں خاتم الاطبا سے دی تھی جس پر آپ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ طب پر نبوت کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ تمثیل اور قیاس کا فرق بھی نہیں سمجھتے۔ پھر آپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بڑے زور کے ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ اس مثال سے نبی اور نبوت کی توہین ہوتی ہے معاذ اللہ مجھے آپ کی اس بے جا جرأت پر رہ رہ کے حیرت ہوتی ہے۔ سنئے۔

انبیاء علیہم السلام روحانی طبیب ہیں اور ان کی پاک تعلیمات روحانی امراض کے لئے خدا کے بتلائے ہوئے معالجات

ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں خدا کی وحی کو شفا فرمایا گیا ہے و ننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ اور اس کے مقابلہ میں کفر اور نفاق کو مرض بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ منافقین کے متعلق ارشاد ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ بہرحال نبوت کی تمثیل طب سے اور انبیاء علیہم السلام کی اطباء سے بالکل صحیح ہے۔ اس پر اعتراض کرنا قرآن کریم اور علوم شرعیہ سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ آپ نے اس مرتبہ ختم النبوۃ فی الآثار کے صفحہ ۹۴ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی طرف باطل قرار دی گئی ہے میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

ختم النبوت فی الآثار میں مرزائی عقیدہ کی تردید کی گئی ہے نہ کہ تحذیر الناس کے مضمون کی

اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے"

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ تحذیر الناس میں جو آنحضرتؐ کی نبوت کو بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو بالعرض کہا گیا ہے تو اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے کمالات نبوت براہ راست عطا فرمائے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو روح محمدیؐ کے واسطے سے۔

گویا کمالات نبوت ان کو بھی حق تعالیٰ ہی کی طرف سے ملے ہوئے اور اللہ سبحانہٗ ہی نے ان کو بھی نبی بنایا لیکن اس افاضہ میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو واسطہ بنایا گیا۔ جس طرح کہ حق تعالیٰ نے آفتاب کو براہ راست منور فرمایا اور دوسرے ستاروں کو اس کے واسطہ سے، لیکن ایسا نہیں ہے کہ دوسرے ستاروں کو خود آفتاب نے نور بخش دیا ہو۔ غرض نور ان کو بھی حق تعالیٰ ہی سے ملا مگر آفتاب کے توسط سے۔ بلاشبہ ایسے ہی کمالات نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ کی طرف سے براہ راست عطا ہوئے کہ اس میں کسی مخلوق کا توسط نہ تھا۔ اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضور پرنور کی توسط سے، مگر دینے والا ان کو بھی حق تعالیٰ ہی ہے حضورؐ کو محض واسطہ فی الافاضہ بنایا گیا ہے ورنہ اس عطا میں آپ کو کوئی دخل نہیں۔ بس یہی خلاصہ ہے مصنف تحذیر الناس کی تحقیق کا۔ اور ختم النبوت فی الآثار میں اس کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں۔ اور اسکے صفحہ ۹۴ کی جس عبارت کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس میں صرف اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ کوئی نبی کسی دوسرے کو بااختیار خود نبی بنا سکتا ہو۔ اور منصب نبوت دے سکتا ہو۔ اور یہ بے شک باطل ہے اس سے کسی کو انکار نہیں۔ اور میں کہتا ہوں کہ مصنف تحذیر الناس کی

تحقیق کا خود آپ بھی انکار نہیں کر سکتے ، آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بھی اپنی متعدد تصانیف میں اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ کائنات عالم میں جس کو بھی کوئی نعمت اور کوئی کمال اور کوئی منصب عطا ہوا ہے وہ حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے توسط سے عطا ہوا ہے ۔ میں یہاں ان کی صرف ایک کتاب "جزاء اللہ عدوہ" کی عبارت پیش کرتا ہوں ۔ فرماتے ہیں ۔

" نصوص متواترۂ اولیاء کرام و آئمہ عظام و علماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر ، صغیر یا کبیر ، جسمانی یا روحانی ، دینی یا دنیوی ، ظاہری یا باطنی روز اول سے اب تک اب سے قیامت تک ، قیامت سے آخرت ، آخرت سے ابد تک ، مومن یا کافر ، مطیع یا فاجر ، ملک یا انسان ، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی ۔ اس کی کلی انہی کے صبائے کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی ۔ انہی کے ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے ، اور بٹے گی ۔ یہ سر الوجود واصل الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم دولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم "

جزاء اللہ عدوہ ، ص ۲۳ ۔

اس عبارت میں صاف تصریح ہے کہ ہر نعمت چھوٹی ہو یا بڑی ، روحانی ہو یا جسمانی ، خواہ کسی مخلوق کو عطا فرمائی گئی ہو ، یا عطا فرمائی جائے ۔ بہر حال وہ حضورؐ ہی کے واسطے سے عطا ہوتی ہے اور عطا ہوگی ۔ اور چونکہ نبوت بھی حق تعالیٰ کی بہت بڑی دینی اور روحانی نعمت ہے ۔ لہذا وہ بھی جس کسی کو عطا ہوئی ہے آپ کے اعلیٰ حضرت کے اس اصول کی بنا پر حضورؐ ہی کے واسطے سے عطا ہوئی ہے ۔ اور یہی بعینہٖ مصنف تحذیر الناس کی تحقیق ہے ۔ خواہ اپنی اصطلاح میں آپ اس کا نام بالذات و بالعرض نہ رکھیں کچھ اور رکھ لیں ۔ لیکن مضمون اور عقیدہ ایک ہی ہے اس میں کوئی فرق نہیں ۔ اور بحث عقیدہ کی ہے نہ کہ عنوان اصطلاحی کی ۔

ختم النبوت فی الآثار صفحہ ۸ کی عبارت کا مفصل جواب پہلے عرض کیا جا چکا ہے ۔ مکرر عرض ہے کہ ۔

" مرزائی چونکہ ظاہری معنی میں ختم زمانی کے قطعی منکر ہیں اس لئے ختم النبوت فی الآثار میں ان کی ملحدانہ تاویلات و تخصیصات کا رد کیا گیا ہے "

٭

بہرحال اس عبارت میں حصر بالنظر الی تاویلات الملاحدہ ہے اس کی نظیریں تصانیف علماء میں شائع ذائع ہیں۔

آپ نے اپنے بیانات میں بار بار اس چیز کا اظہار کیا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۳، و ۱۴، و ۲۸، سے جو فقرے حسام الحرمین میں نقل کئے گئے ہیں وہ بجائے خود مستقل مستقل جملے ہیں جن کا صحیح مطلب سمجھنے کے لئے اول و آخر کی عبارات دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی کے ساتھ آپ نے یہ بھی دعوٰی کیا کہ ان میں سے ہر فقرے کا مضمون بجائے خود مستقل طور پر موجب کفر ہے۔

میں نے اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ اگر آپ کی یہ بات صحیح مان لی جائے تو آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بھی کافر ٹھہریں گے۔ کیونکہ تحذیر الناس صفحہ ۱۴، کا جو فقرہ حسام الحرمین میں انہوں نے نقل کیا ہے اس کے وہ خود بھی قائل ہیں اس فقرے کے الفاظ صرف یہ ہیں۔

---

لہ یہاں ہم نظرین کی علمیت کے لئے خود مولوی احمد رضا خان صاحب کے کلام سے اس کی ایک نظیر پیش کرتے ہیں، فاضل موصوف۔ جزاء السعدہ ص ۲۲۰ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ "علامہ حنفی اور میرک نے حضور کے فضائل کے بیان میں لکھا تھا کہ آپ کی امت کی توبہ صرف استغفار سے قبول ہو جاتی ہے" (ملخصاً) اس پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے جمع الوسائل میں اعتراض کیا کہ اس کا قائل علماء میں سے کوئی بھی نہیں ہوا ہے اور لکھا کہ توبہ کے تین رکن ہیں۔ ایک ندامت گزشتہ معصیت پر، اور ترک فی الحال، اور آئندہ اس گناہ سے باز رہنے کا پختہ ارادہ۔ فاضل بریلوی ملا علی قاریؒ کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اخیر میں لکھتے ہیں کہ المقصود الحصر بالنسبۃ الی ما کان علی الامم السابقۃ من الامر یعنی علامہ اور میرک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بس قبولیت توبہ کے لئے صرف استغفار ہی کی ضرورت ہے ندامت وغیرہ ارکان توبہ ضروری نہیں۔ بلکہ یہ حصر ان تکالیف شاقہ کے لحاظ سے ہے جو اگلی امتوں کو قبولیت توبہ کے لئے اٹھانی پڑتی تھیں گویا علامہ حنفی اور میرک کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ امت محمدیہ کی توبہ کی قبولیت کے لئے استغفار کافی ہے [illegible] وغیرہ امور شاقہ کی ضرورت نہیں پس جس طرح حنفی اور میرک کے حصر کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے حصر اضافی بالنسبۃ الی ما کان علی الامم السابقۃ قرار دیا ہے اسی طرح [illegible] اور ختم النبوت فی الآثار کی عبارات سے جو حصر مفہوم ہوتا ہے وہ بھی حصر اضافی بالنسبۃ الی تاویلات الملاحدہ ہے۔ م ۱۲

" بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے "

میں عرض کر چکا ہوں کہ اس اتنے فقرہ کا ظاہری مطلب یہی ہے کہ حضور کے زمانۂ اقدس میں کسی نبی کا کسی جگہ ہونا آپ کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ اور میں بتلا چکا ہوں کہ یہ بات آپ کے اعلیٰ حضرت کو بھی تسلیم ہے۔ بلکہ مولانا نانوتوی مرحوم نے تو " بالفرض " ہی کر کے لکھا ہے۔ مگر آپ کے اعلیٰ حضرت کے ملفوظات میں تصریح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کے علاوہ چار پیغمبر آج بھی موجود ہیں جن پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی۔ حضرت ادریسؑ و حضرت عیسیٰؑ آسمان پر اور حضرت الیاسؑ و حضرت خضرؑ زمین پر علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ بہرحال میں نے عرض کیا تھا کہ اگر تحذیر الناس کے ہر فقرہ کو بجائے خود بالکل مستقل طور پر موجب کفر کہا جائے گا تو صفحہ ۱۴ کے منقولہ بالا فقرہ کی ہمنوائی کی وجہ سے آپ کے اعلیٰ حضرت بھی کافر ٹھہریں گے اس کا جواب آپ نے یہ دیا ہے کہ صفحہ ۱۴ کی اس عبارت سے پہلے تحذیر الناس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ۔

" اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور "

میرا جواب یہ ہے کہ بحث صرف ان الفاظ میں ہے جو حسام الحرمین میں نقل ہوئے۔ اور ان کے متعلق آپ بار بار یہ فرما چکے ہیں کہ ان میں کا ہر فقرہ بجائے خود موجب کفر ہے اب اعلیٰ حضرت کو کفر کی زد سے بچانے کے لئے یہ کہنا کہ صفحہ ۱۴ کے فقرہ سے پہلے یہ ہے اور پیچھے یہ ہے۔ میری بات تسلیم کر لینا اور اپنی زبان سے خود اپنے دعوے کی تردید کر دینا ہے۔ میرا تو دعویٰ ہی شروع سے یہ ہے کہ تحذیر الناس کی جو عبارات بھی قطع برید کر کے اور ترتیب بدل کے حسام الحرمین میں نقل کی گئی ہیں وہ ناقص اور ناتمام ہیں اور جب تک کہ ہر عبارت کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس کا اوّل و آخر نہ دیکھا جائے اس کا صحیح مطلب نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ اس پر کوئی شرعی حکم لگایا جا سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ صفحہ ۱۴ کی عبارت میں خود آپ نے بھی یہ تسلیم کر لیا کہ اس کا مطلب سمجھنے کے لئے اس سے پہلی عبارت دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

" تحذیر صفحہ ۱۴ کا جو فقرہ حسام الحرمین میں نقل کیا گیا ہے اس میں جدید نبی کا کوئی ذکر نہیں ہے "

پس صفحہ ۱۴ کا منقولہ فقرہ اگر بقول آپ کے مستقل طور پر موجب کفر مانا جائے تو اس کی ہمنوائی کی وجہ سے

آپ کے اعلیٰ حضرت بھی ضرور کافر ٹھہریں گے ۔ آپ نے اس مرتبہ یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت شیخ اکبرؒ و علامہ علی قاریؒ وغیرہ بزرگان دین سے قادیانیوں کا استناد باطل ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا ہے کہ۔

" جس طرح قادیانیوں کا استدلال (ان) بزرگان دین کے اقوال سے باطل ہے ٹھیک اسی طرح عبارات تحذیر الناس سے بھی "

ہم قادیانیوں کو ان بزرگان دین کی طرف سے بھی جواب دیتے ہیں اور مصنف تحذیر الناس کی طرف سے بھی ۔ آپ نے فرمایا ہے کہ " مجھ پر اشتعال دلانے کا الزام اس لئے لگایا جا رہا ہے کہ افسران پولیس خطرہ محسوس کر کے مناظرہ بند کرادیں ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ۔

" اشتعال کا الزام لگایا گیا یا حقیقت کا اظہار کیا گیا یہ چیز سب کے مشاہدہ میں ہے "

لیکن اسی کے ساتھ میں افسران پولیس کو پوری ذمہ داری کے ساتھ اطمینان دلاتا ہوں کہ میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب خواہ کتنی ہی اشتعال انگیزی سے کام لیں مگر انشاء اللہ نہ میں خود مشتعل ہوں گا اور نہ اپنے اصحاب کو مشتعل ہونے دوں گا ۔ بہرحال فریق مقابل کی انتہائی اشتعال انگیزیوں کے باوجود انشاء اللہ مناظرہ پورے امن و امان سے جاری رہے گا ۔ ساتھ ہی مولوی حشمت علی صاحب سے بھی گزارش ہے کہ وہ افسران پولیس کو جس راستہ پر لاکر مناظرہ بند کرانا چاہتے ہیں انشاء اللہ وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکیں گے وہ مطمئن رہیں کہ میں ان کی کسی گالی کا جواب گالی سے نہ دوں گا بلکہ ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا ؎

تم شوق سے کوسو مجھے میں تم کو دعا دوں
جو میرا بُرا چاہے خدا اس کا بھلا ہو

آپ نے اپنی اس تقریر میں انبیاء طبقات والی حدیث کا بھی ذکر فرمایا ہے اور بڑی دلیری کے ساتھ اس کو غلط باطل اور زنّال کہا ہے اور اس کے باطل اور جھوٹ ہونے کی بڑی زبردست دلیل یہ پیش کی ہے کہ آپ کے وہ عامی معتقدین و متبعین جو اس جلسہ میں حاضر ہیں انہوں نے کبھی یہ حدیث اپنے باپ دادا سے نہیں سنی ۔ اگر حدیثوں کے جعلی اور باطل ثابت ہونے کے لئے آپ کی یہی دلیل تسلیم کرلی جائے تو پھر سارے ذخیرۂ حدیث کا خدا ہی حافظ ہے ۔ فن حدیث کے بڑے بڑے دفتروں کو چھوڑ کر صرف صحاح متداولہ میں دس ہزار سے زیادہ حدیثیں ہیں جن میں سے

سو بھی ایسی نہ ہوں گی جو آپ کے ان بھائیوں نے اپنے باپ دادا سے سنی ہوں۔ تو کیا آپ اسی زبردست برہان سے صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ صحاح کی ان ہزارہا حدیثوں کو غلط باطل اور جھوٹ کہہ دیں گے؟

افسوس! عشق رسول کا تو اتنا بلند دعوٰی اور احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ یہ عداوت!! کہ ایک ہی وار میں اس تمام مقدس ذخیرہ کو پار کر دیا۔ علاوہ ازیں میں کہتا ہوں کیا انبیائے طبقات کی اس حدیث کے متعلق آپ کا معلومات بھی یہی ہیں؟ اور آپ نے حدیث وتفسیر کی کتابوں میں کہیں یہ حدیث نہیں دیکھی؟ اگر ایسا ہی ہے تو آپ کی نادا قفیت قابل تعجب ہے اور حیرت ہے کہ اس لاعلمی کے باوجود آپ کیوں علمی چیزوں میں دخل دینے کی جرأت کرتے ہیں۔ اور اگر اس حدیث کے متعلق آپ کو صحیح معلومات حاصل ہیں اور صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے آپ نے یہ مغالطہ دینا چاہا ہے تو اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔

سنئے اور بغور سنئے! اس حدیث سے آپ اور آپ کے باپ دادا اگر فی الواقع ناواقف ہیں تو اس وجہ سے کہ آپ کو اور ان کو کبھی مطالعہ حدیث وتفسیر کی توفیق عطا نہیں ہوئی ہوگی ورنہ اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی اور چچا زاد بھائی سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جس کی بہت سے اجلہ محدثین نے تخریج اور تصحیح بھی کی ہے۔ حدیث وتفسیر کی متداول کتابوں میں سے آپ صرف بخاری شریف کی مشہور شرح فتح الباری اور علامہ سیوطی رح کی تفسیر درمنثور کا بھی مطالعہ کرتے تو آپ کو اس حدیث کی تخریجات وتصحیحات کا حال معلوم ہو سکتا تھا۔ نیز مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض رسائل میں اس حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے۔ چنانچہ مولانا مرحوم کا رسالہ "دافع الوسواس" اس وقت میرے پاس موجود ہے اس میں انہوں نے اس اثر کی روایتی حیثیت پر نہایت شرح وبسط سے کلام کیا ہے اور محدثین کی تصریحات سے اس کا معتمد ومستند ہونا ثابت فرمایا ہے۔ سردست میں اسی کی عبارت پیش کرتا ہوں۔ دافع الوسواس صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں۔

---

(۱) اس کی تخریج کے دو طرق معتمد ومستند ہیں۔ ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس رض (بیہقی) اور حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری میں بیہقی کے قول کو نقل کرکے سکوت کیا۔

اس کے بعد اسی کی تائید میں علامہ زرقانی کے رسالہ " اجوبۃ الاسئلہ " اور سیوطی رح کی تفسیر درمنثور سے دو عبارتیں نقل کی ہیں جن میں اس اثر کی تخریج مع تصحیح کے مذکور ہے۔ میں بقصد اختصار ان روایات کو چھوڑتا ہوں اس کے بعد صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں۔

" اور مستدرک حاکم میں ہے۔ حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وادم کادمکم ونوح کنوح و ابراھیم کابراھیم وعیسی کعیسی ھذا حدیث صحیح الاسناد۔ انتھیٰ

اور ذہبی نے اس طریق پر حکم حسن کا دیا۔ چنانچہ بدالدین شبلی " آکام المرجان " میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شیخنا الذھبی اسنادہ حسن دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کر کے حکم صحت کا دیا عبارت ان کی یہ ہے۔

حدثنا عبد اللہ حدثنا ابراھیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحیٰ عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراھیم ھذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم۔ انتھیٰ

اور ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی چنانچہ شبلی لکھتے ہیں قال شیخنا الذھبی ھذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم۔ انتھیٰ ہرگاہ بتصریح بیہقی وحاکم و ذہبی وسکوت و اقرار ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہوگئی۔ اس کے قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو رہی "

(دافع الوسواس صفحہ ۵)

میں امید کرتا ہوں کہ ان تصریحات کے سننے کے بعد حاضرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ انبیائے طبقات والی حدیث صحیح ہے اور جلیل القدر محدثین نے اس کی تصحیح و توثیق کی ہے۔ اور مولوی حشمت علی صاحب یا ان کے باپ دادوں کی

اس سے ناواقفیت اپنی کم علمی کی وجہ سے ہے انہیں چاہئے کہ علمی بات میں دخل دینے سے پہلے اس کے متعلق ضروری معلومات حاصل کرلیا کریں۔

تعلم اذا کنت لست بعالم　　فان العلم عند اهل التعلم
تعلم فان العلم ازین للفتی　　من الحلة الحسناء عند المتکلم

---

نوٹ از مرتب :- حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ مولوی حشمت علی صاحب نے دوران تقریر میں سوال کیا کہ مولوی عبدالحی صاحب رح کے جس رسالہ (دافع الوسواس) کی عبارت ابھی آپ نے پڑھی ہے کیا اس کے تمام مضامین کو آپ صحیح سمجھتے ہیں ؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ اس کے جس حصے کا حوالہ میں نے دیا ہے وہ تو یقیناً صحیح ہے اس کے علاوہ پورا رسالہ اگرچہ میں نے دیکھا نہیں ہے لیکن مولانا عبدالحی صاحب کے علم و تدین پر اعتماد کرکے کہہ سکتا ہوں کہ اس میں جو کچھ ہوگا ان شاء اللہ صحیح ہی ہوگا۔ اس کے بعد مولوی حشمت علی صاحب نے اس رسالہ کے درمیان سے ایک عبارت پیش کی اور فرمایا کہ یہ عبارت خالص کفر ہے کیا آپ اس کو بھی صحیح سمجھتے ہیں۔ ؟

مولانا نے فرمایا استغفر اللہ آپ اکابر اسلام کی تکفیر کے بارہ میں کس قدر جری واقع ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحی صاحب رح وہ بزرگ ہیں جن کے علم پر علمائے حجاز اور مصر و شام کو اعتماد تھا اور ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کے بعد انہیں کو یہ قابل فخر مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ ان کی تصنیفات ہندوستان کے باہر دیگر ممالک اسلامیہ میں چھاپی گئی ہیں۔ میں حیران ہوں کہ آپ کس دلیری سے مولانا کی تکفیر کر رہے ہیں۔

مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ میں ان کی اس عبارت کو موجب کفر کہہ رہا ہوں خود ان کو کافر نہیں کہتا کیوں کہ انہوں نے اس سے توبہ کر لی تھی۔

مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہ بھی آپ کا ایک خالص افترا ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں۔ اس کے بعد مولانا نے مولوی حشمت علی صاحب سے اس کی تحریر مانگی کہ مولانا عبدالحی صاحب کی وہ عبارت خالص کفر ہے۔ چنانچہ مولوی

حشمت علی صاحب نے اپنے قلم سے دافع الوسواس کی عبارت لکھ کر صاف الفاظ میں لکھ دیا کہ " یہ صریح کفر ہے "۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس تحریر کے حاصل کرنے کے بعد مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب ! آپ نے علامہ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت پر کفر کا حکم تو لگا دیا لیکن آپ کو معلوم نہیں کہ یہ عبارت قریب قریب ترجمہ ہے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موضوعات کبیر کی ایک عبارت کا۔ اور غضب یہ ہے کہ وہ عبارت اسی جگہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نقل بھی کر دی ہے جس عبارت پر آپ کفر کا حکم لگا رہے ہیں۔ اس کے بعد متصلاً ہی مولانا عبدالحی صاحب رح کی یہ عبارت ہے فرماتے ہیں۔

" چنانچہ ملا علی قاری رح رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراھیم لکان نبیا کے لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ کعیسی خضر والیاس فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یأتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ " انتہیٰ

تبلائیے ؟ مولانا عبدالحی صاحب رح کی اس عبارت اور ملا علی قاری رح کی اس عبارت میں کیا فرق ہے اور کیا اب آپ ملا علی قاری رح پر بھی کفر کا فتویٰ دیں گے ؟ نیز حضرت شیخ اکبر ابن عربی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں بھی اس کے ہم معنی عبارات موجود ہیں تو کیا اب آپ ان بزرگوں کو بھی کافر کہیں گے ؟ اور اگر ان عبارات کی آپ کوئی توجیہ کریں، تو ویسی ہی توجیہ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں بھی ہو سکتی ہے۔

نوٹ ختم

اس کے بعد مولانا محمد منظور صاحب نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرات ! آپ بھولے نہ ہوں گے کہ اصل بحث تحذیر الناس کی ان عبارات پر تھی جن کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے ناجائز قطع و برید کے ساتھ حسام الحرمین میں نقل کر کے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اصل بحث سے گریز کر کے دوسرا اعتراض مصنف تحذیر الناس پر یہ کیا کہ انہوں نے انبیاء رطبقات والی جھوٹی حدیث لکھ دی جو کبھی ہم نے اور ہمارے بزرگوں نے نہیں سنی اس کا جواب بھی میں نے دے دیا اور بحمداللہ جلیل القدر محدثین کی تصریحات سے یہ ثابت کر دکھایا کہ وہ حدیث صحیح ہے اور اس کا انکار جہالت اور گمراہی ہے۔ مولوی حشمت علی صاحب اس کے جواب

میں کچھ نہیں کہہ سکے۔ بلکہ آپ نے مولوی عبدالحی صاحب رح کی ایک عبارت پیش کرکے از خود ہی کفر کا فتویٰ اس پر دے دیا۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میرے حصہ میں اکابر اسلام کی حمایت آئی ہے۔ چنانچہ میں بعون اللہ حضرت مولانا عبدالحی صاحب کی طرف سے بھی جواب دہی کی۔

اگرچہ یہ دونوں چیزیں موضوع بحث سے بالکل خارج تھیں مگر چونکہ عبارات تحذیر الناس کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب کا سارا اندوختہ ختم ہو چکا ہے اس لئے انہوں نے یہ خارجی بحثیں چھیڑیں اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مبحث سے ایک تیسری بالکل غیر متعلق چیز حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ کے متعلق بھی چھیڑ دی حالانکہ اگر آپ کو اس پر بحث کرنی تھی تو اس کو ایک مستقل موضوع بنایا جا سکتا تھا مگر اب چونکہ آپ نے اس کو شروع کر دیا اس لئے اتماماً للحجۃ میں بھی جواب دیتا ہوں سنئے۔

اس واقعہ میں آپ نے اس قدر غلط بیانی اور ملمع کاری سے کام لیا ہے جسکی جرأت آپ ہی جیسوں کو ہو سکتی ہے۔ پہلی غلط بیانی تو آپ نے یہ فرمائی کہ جس شخص نے کلمہ شریف اور درود شریف میں حضرت مولانا تھانوی کا نام لیا وہ حضرت ممدوح کا مرید تھا۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ وہ شخص اس وقت مرید نہ تھا۔ دوسری بات یہ کہ کلمہ پڑھنے کا واقعہ خواب کا تھا آپ نے اس کو ظاہر نہیں کیا ورنہ لوگ آپ کے علم کی داد دیتے کہ آپ خواب کی بات پر بھی کفر کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ درود میں غلطی اس شخص سے خطاء لسانی کے طور پر بلاقصد و اختیار ہوئی تھی۔ وہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہتا تھا لیکن غلطی سے اس کی زبان سے حضور کے اسم گرامی کے بجائے مولانا تھانوی کا نام نکل گیا۔ گویا یہ کلمہ اس سے خطاء لسانی کے طور پر سرزد ہوا۔ مگر آپ نے اس حقیقت کو بھی چھپایا۔ الغرض اس ذرا سے واقعہ میں آپ نے یہ تین غلط بیانیاں کیں۔ اور وہ بھی میرے سامنے۔ اگر یہ دھوکے کسی اور کو آپ دیتے تو شاید وہ دھوکہ کھا جاتا مگر کو تو آپ خوب جانتے پہچانتے ہیں ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

میں آپ کے اس اتہام کا جواب دینے سے پہلے حاضرین کرام کو اصل واقعہ خود صاحب واقعہ کے الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ یہ صاحب پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے مولانا تھانوی کو ایک طویل خط لکھا ہے۔ اخیر میں

اپنے خواب کا واقعہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔

"کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ پڑھتا ہوں۔ لیکن "محمد رسول اللہ" کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں۔ اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔ دل پر توجہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ اتنے میں بندہ خواب سے بے دار ہوگیا۔ لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا۔ لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور ہی کا خیال تھا لیکن جب حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللّٰھم صل علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں۔"

حضرات! یہ ہے وہ واقعہ جس کو توڑ مروڑ کر مولوی حشمت علی صاحب نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا اس میں جس قدر حصہ خواب کا ہے اس کے متعلق مجھے کچھ زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ تو آپ میں سے ہر شخص جانتا ہوگا کہ خواب کی باتوں پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ خواب میں اگر کوئی شخص چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کٹتا، زنا کرے تو حد جاری نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ خواب میں کلمہ کفر کہنے سے کوئی مسلمان کافر نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس وقت مرفوع القلم ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب شامی میں تصریح ہے۔

| | |
|---|---|
| و تبطل عباراته من الاسلام | سونے والے کا کلام (مثلاً) اسلام لانا یا مرتد ہو جانا یا |
| و الردة و الطلاق۔ | بیوی کو طلاق دینا یہ سب لغو اور بے کار ہے یعنی اس پر اصلی |

احکام جاری نہیں ہوتے۔

پس صاحب واقعہ سے خواب میں جو غلطی ہوئی اور کلمہ شریف میں حضور کے نام کے بجائے جو دوسرا نام اس کی زبان سے نکلا اس کی وجہ سے تو اس پر کوئی حکم جاری نہیں ہوسکتا کیوں کہ وہ خواب کی بات ہے اور خواب میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔

رہی دوسری غلطی جو درود شریف میں اس سے بحالت بیداری ہوئی اور حضورؐ کے نام کے بجائے اس کی زبان سے دوسرا نام نکل گیا اس کے متعلق خود صاحب واقعہ کا بیان ہے کہ۔

"خواب سے بیدار ہونے پر بھی بدستور میرے بدن میں بے حسی اور ناطاقتی تھی۔ اسی حالت میں میں نے کلمہ شریف کی غلطی کی تلافی کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہا لیکن اس میں بھی غیر اختیاری طور پر حضورؐ کے نام کے بجائے دوسرا نام نکل گیا۔ اس وقت بے حسی اور ناطاقتی کی وجہ سے زبان میرے قابو میں نہ تھی"

بہرحال درود میں غلطی اس شخص سے خطاء لسانی کے طور پر ہوئی اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کو خطأً لسان ہی کہا جائے گا۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاوٰی قاضی خان میں ہے۔

الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ۔

خاطی اس کو کہا جاتا ہے جس کی زبان سے کوئی کلمہ بلاقصد کسی دوسرے کلمہ کے بجائے نکل جائے۔

بعینہ یہی صورت اس واقعہ میں ہوئی کہ صاحب واقعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا چاہتا تھا حضورؐ کے اسم گرامی کے بجائے بلاقصد و اختیار دوسرا نام نکل گیا۔ گویا اس کی زبان چوک گئی۔ اور فقہ حنفی کی عام کتابوں میں تصریح ہے کہ ایسی صورت میں آدمی کافر نہیں ہوتا بلکہ خواب والے کی طرح شریعت اس کو بھی معاف کر دیتی ہے۔ چنانچہ شامی جلد ۵ صفحہ ۲۸۵ پر ہے۔

ومن تکلم بھا مخطئاً او مکرھا لا یکفر عند الکل۔

جس سے کلمہ کفر خطاء سرزد ہوگیا یا کسی نے زبردستی اس سے کہلوایا، اور اس نے جان بچانے کے لئے صرف زبان سے کہدیا، تو کسی کے نزدیک بھی اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

اور فتاوٰی عالمگیری میں فتاوٰی قاضی خان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

| | |
|---|---|
| الخاطی اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر | جب کہ خطا (زبان کی چوک) سے کلمۂ کفر نکل جائے اس |
| خطأً بان کان یرید ان یتکلم بما لیس | طرح کہ کہنا ایسی بات چاہتا تھا جو کفر نہیں تھی اور |
| بکفر فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر | زبان سے نکل گیا کلمۂ کفر خطا کے طور پر تو یہ بالاتفاق |
| خطأً لم یکن ذالک کفرا عند الکل۔ | موجب کفر نہیں۔ |

فقہ حنفی کی ان تصریحات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اگر کسی کی زبان سے بلا قصد و اختیار کلمات کفریہ سرزد ہوجائیں جس طرح کہ زیر بحث واقعہ میں ہوئے تو ہرگز موجب کفر نہیں۔ پس صاحب واقعہ کو درود شریف والی غیر قصدی غلطی کی وجہ سے کافر نہیں کہا جاسکتا اور وہ شرعاً معذور سمجھا جائے گا۔ اور یہ بات خود اس کے بیان سے ظاہر ہے کہ اس کے عقیدہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی فتور نہیں آیا اور خواب و بیداری کی دونوں حالتوں میں وہ اس کو غلطی اور اور اس کلمہ کو کفر ہی سمجھتا رہا۔

حضرات یہ ہے اس واقعہ کی حقیقت جس کے متعلق مولوی حشمت علی نے محاسبۂ آخرت سے بالکل نڈر ہو کر کہا تھا کہ مولوی تھانوی صاحب نے مریدوں سے اپنا کلمہ پڑھوانا اور اپنے کو نبی رسول منوانا شروع کر دیا ہے معاذ اللہ۔ اگر اس قسم کی جھوٹی تہمت رکھنا کسی پر جائز ہوتا تو ہم بھی اس کے جواب میں آپ کے کسی بزرگ کے متعلق کہہ سکتے تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا منوانا شروع کر دیا ہے والعیاذ باللہ۔

رہا یہ سوال کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے اس کی تعبیر میں یہ کیوں لکھا کہ "اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے" سو اول تو یہ چیز بحث تکفیر سے بالکل خارج ہے علاوہ ازیں خود مولانا مدظلہ کی طرف سے اسی رسالہ "الامداد" میں اعلان ہوچکا ہے کہ مجھ کو اپنی اس تعبیر پر اصرار نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ خالص وسوسہ شیطانی ہو یا کسی مرض دماغی سے ناشی ہوا ہو۔ اور جو لوگ فن تعبیر سے کچھ مناسبت رکھتے ہوں ان کے لئے اس تعبیر کا سمجھنا مشکل بھی نہیں۔ اس فن کے ماہرین نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو خواب میں حضورؐ کی زیارت ہو لیکن ہو کسی دوسرے شخص کی شکل میں تو یہ اشارہ ہوتا ہے اس شخص کے متبع سنت ہونے کی طرف۔ پس ایسے ہی حضورؐ کے اسم گرامی کے بجائے دوسرے کے نام نکلنے سے بھی اسی طرف اشارہ ہوسکتا ہے۔ اسی لحاظ سے حضرت مولانا

نے اس شخص کے خواب کی تعبیر یہ دی اور ابھی عرض کر چکا ہوں کہ مولانا کو تو اپنی اس تعبیر پر اصرار بھی نہیں۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے حضرت مولانا کے متعلق یہ کہنا کہ معاذ اللہ وہ اپنا کلمہ پڑھواتے ہیں یا اپنے نام پر درود بھجواتے ہیں انتہائی بد دیانتی اور سخت ترین افترا پردازی ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ اور ہم سب ایسے شخص کو مرتد اور کافر سمجھتے ہیں جو بحالت صحت ہوش و حواس اپنے قصد و اختیار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے کسی شخص کو نبی و رسول مانے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے اس بیان کے بعد حاضرین کو بھی کوئی غلط فہمی نہ رہی ہوگی۔

اس کے بعد مولوی حشمت صاحب سے میرا ایک سوال ہے وہ ذرا سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

"سلطان الاولیا، حضرت خواجہ نظام الدین چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات فوائد الفواد میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا آپ نے اس کی عقیدت کے امتحان کے لئے کہا میں تم کو اس شرط پر بیعت کروں گا کہ تم لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ کہو۔ اس شخص نے اسی طرح کلمہ پڑھ دیا۔ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو بیعت کر لیا اور فرمایا کہ میں نے یہ صرف تمہارے امتحان کے لئے کہا تھا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کا ادنیٰ ترین غلام ہوں تاج نبوت صرف انہی کے لئے زیبا ہے۔

نیز اسی قسم کا ایک واقعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ کی مطبوعہ سیرت انوار خواجہ میں چھپا ہوا ہے اور تذکرہ کی بعض دوسری کتابوں میں بھی ملتا ہے۔ ان واقعات کے متعلق میرا صرف یہ سوال ہے کہ حضرت شبلی اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ یہ واقعات غلط طور پر ان کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں تو سوال یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی کتابوں میں ان واقعات کو اب سے پچاسوں برس پہلے لکھا ہے جیسے کہ خواجہ امیر حسن علا سنجری رح فوائد الفواد کے ترتیب دینے والے وغیرہ ان کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں اور جن مسلمانوں نے اب تک ان کتابوں میں یہ واقعات دیکھے اور اس کے بعد بھی حضرت شبلی رح و حضرت خواجہ اجمیری رح اور ان کتابوں کے لکھنے والے حضرات کو مسلمان سمجھا وہ لوگ آپ کے نزدیک مسلمان رہ گئے یا کافر ہو گئے؟

واضح رہے کہ میں یہ صرف آپ سے سوال کر رہا ہوں۔ اپنی کوئی رائے نہیں پیش کر رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی پوری تقریر کے جواب سے فارغ ہو چکا۔ خدا کرے کہ آپ سمجھ گئے ہوں اور قبول حق میں کوئی جذبہ مانع نہ ہو۔

٭

# مولوی حشمت علی صاحب کا چوتھا بیان

مناظرہ "دگیا" کا تیسرا اجلاس ۳۰ ذیقعدہ کی شام کو مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کے بیان پر ختم ہو گیا تھا۔ یکم ذی الحجہ کی رات کی طویل فرصت میں مولوی حشمت علی صاحب نے اپنا مندرجہ ذیل چوتھا بیان مرتب کیا اور صبح کو مناظرہ میں پیش کر دیا۔ مولانا محمد منظور صاحب نے فرمایا کہ یہ بیان آپ نے رات بھر کی محنت سے تیار فرمایا ہے اور مقررہ وقت آدھ گھنٹہ میں میں اس کو پورے طور پر دیکھ بھی نہیں سکتا لہذا اس کے تحریری جواب کے لئے مجھے کم از کم دو گھنٹہ کا وقت ملنا چاہئے۔ مگر مولوی حشمت علی صاحب کسی طرح اس کے لئے تیار نہ ہوئے۔ اور آپ نے یہ کہہ کر کہ "بس آدھ گھنٹہ ہی میں آپ کو اس کا جواب دینا ہوگا" اپنے اس تحریری بیان کی تلاوت پوری تیزی کے ساتھ شروع کر دی۔ اس تحریری بیان کی توضیح میں تقریر بالکل نہیں ہوئی۔ یہ تحریری بیان بلفظہٖ درج ذیل ہے۔

(مرتب غفرلہٗ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم ط

آپ برابر مناظرہ سے فرار کر رہے ہیں۔ آپ کے جن دلائل واہیہ پر میں اعتراض کر دیتا ہوں اس کو آپ بالکل فراموش کر جاتے ہیں۔ آپ کے اوپر جتنے سوالات اس وقت تک آپ پر نازل ہوئے اور آپ ان کے جوابوں سے عاجز و قاصر رہے ان کی فہرست مختصراً صرف اس لئے پیش کرتا ہوں تاکہ آپ ان کے جواب دیں۔ اپنے مقابل کے اعتراضات کو اس کان سن کر اس کان اڑا دینا اور اپنی ہی رٹ لگائے جانا کیا آپ کی کمزوری و عاجزی نہیں ہے۔ آپ پانی پی پی کر جس قدر چاہیں اپنے الفاظ سے پبلک پر اثر ڈالیں مگر بفضلہٖ تعالیٰ "دگیا" کی پبلک ایسی ناسمجھ اور بے وقوف نہیں ہے کہ اس کو غالب و مغلوب اور حق و باطل کے درمیان امتیاز نہ ہو سکے۔ سنئے۔

۱ :- میں نے لکھا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت میں نانوتوی صاحب نے یہ بتایا ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین سے صرف یہی معنی سمجھنا کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ اہل فہم یعنی سمجھ دار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط و باطل ہیں یہ ایک کفر ہوا۔ اس کا آپ نے کیا جواب دیا ؟

۲ :- میں نے لکھا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت میں یہ بتایا ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی مبعوث ہو جاتا تو بھی حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔ یہ دوسرا کفر ہوا، اس کا بھی آپ نے جواب نہ دیا۔

۳ :- میں نے لکھا تھا کہ تحذیر الناس صفحہ ۳ میں یہ بتایا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد بھی کوئی نبی جدید مبعوث ہو جائے تو بھی حضورؐ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ خلل نہیں پڑے گا۔ یہ تیسرا کفر ہوا، اس کا جواب بھی نہ دے سکے۔

۴ :- حسام الحرمین شریف پر آپ نے یہ اعتراض کیا تھا کہ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں بے ترتیب لکھ دینے سے کفری معنی پیدا ہو گئے۔ میں نے جواب دیا کہ تینوں عبارات میں علیحدہ علیحدہ تین مستقل کفر ہیں تو ترتیب کے ساتھ لکھی جائیں کفر ہوتے ..... بے ترتیب لکھی گئیں جب بھی تین کفر ہوئے۔ ترتیب بدل جانے سے معنی میں کیا تغیر پیدا ہو گیا ؟ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۵ :- حسام الحرمین شریف پر آپ نے اپنی توضیحی تقریر میں یہ اعتراض کیا تھا (اگرچہ اپنی تحریر میں نہیں لکھا) کہ تحذیر الناس کی عبارت یوں ہے "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" مگر اس کا عربی ترجمہ حسام الحرمین شریف میں یہ کیا گیا لا فضل فیہ اصلا یہ ترجمہ غلط ہے۔ میں نے جواب دیا۔ نانوتوی صاحب نے آگے لکھا ہے کہ "پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ پھر یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سب سے پچھلا نبی ہونا اس قابل ہی نہیں ہے کہ اس کو حضور کی مدح میں بیان کیا جائے۔ تو مطلقاً اس وصف کریم میں فضیلت

---

لہ اصل تحریر میں یوں ہی لکھا ہوا ہے شاید کوئی لفظ رہ گیا ہے۔ ۱۲ مرتب۔

ہونے ہی کا انکار کیا گیا۔ تو ثابت ہو گیا کہ عبارت تحذیر الناس کا مضمون اصل وہی ہے کہ لا فضل فیہ اصلاً اور بالذات کا لفظ فریب اور محض دھوکا تھا۔ آپ اس کا جواب بھی نہ دے سکے۔

۶ :- میں نے لکھا تھا کہ قابل مدح ہونے کے لئے کسی وصف کا بالذات ہونا ضروری نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بالعرض ہے کسی کی نبوت بالذات نہیں مگر پھر بھی ان حضرات کی یہ تعریف کرنا قطعاً صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت عطا فرمائی۔ مگر نانوتوی صاحب کے نزدیک حضورؐ کی یہ تعریف کرنا کہ سب سے پہلے نبی ہیں قطعاً غلط و باطل ہے تو معلوم ہوا کہ نانوتوی کے نزدیک سب سے پہلے نبی ہونے میں بالذات و بالعرض کسی طرح کی کچھ فضیلت نہیں تو وہی مضمون ہو گیا۔ کہ لا فضل فیہ اصلاً اور بالذات کا لفظ محض تقیہ رہ گیا۔ اس کا جواب بھی آپ نے نہ دیا۔

۷ :- میں نے لکھا تھا اصولاً منقول عنہ کا بعینہٖ نقل کرنا ضروری نہیں صرف مضمون واحد ہونا چاہئے۔ اس پر بھی آپ خاموش رہے۔

۸ :- میں نے خود نانوتوی کے اقرار سے بتایا تھا کہ جس طرح قد و قامت و شکل رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں اسی طرح حضورؐ کے سب سے پہلے نبی ہونے کو بھی نبوت و فضائل میں کچھ دخل نہیں، تو وہی مضمون ہو گیا کہ لا فضل فیہ اصلاً اس پر بھی آپ ساکت رہے۔

۹ :- میں نے کہا تھا کہ تحذیر الناس کا موضوع ہی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کچھ خاتم النبیین ثابت کئے جائیں۔ احول ایک چیز کو دو دیکھتا ہے۔ مگر نانوتوی صاحب نے ایک کے سات خاتم النبیین دیکھے۔ سات زمینوں میں سات خاتم النبیین ثابت کرنا تحذیر الناس کا مقصود اصلی ہے اسی کا سوال ہے اور یہی جواب ہے۔ چونکہ حضورؐ کے سوا کچھ خاتم النبیین ماننا حضورؐ کے سب سے پہلے نبی ہونے کے مخالف تھا اسی لئے نانوتوی صاحبؒ کو مجبور ہونا پڑا کہ خاتم النبیین کے اس معنی کو کہ حضورؐ سب سے پہلے نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا خیال بتائیں اور خاتم النبیین کے بالکل ایک نئے معنی نبی بالذات گڑھیں۔ آپ سے اس کا جواب بھی نہ ہو سکا۔

۱۰ :- آپ نے دیوبندیوں کی تکفیر پر کہا تھا کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا اس کے قتل کرنے کے برابر ہے اور خود کافر ہونا

ہے ۔ میں نے آپ سے سوال کیا کہ اگر کوئی قادیانی آپ سے سوال کرے کہ قادیانی لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں پھر دیوبندی لوگ قادیانی کو کافر کیوں کہتے ہیں ۔ اس کا جو جواب قادیانی کو دیں وہی ہماری طرف سے اپنے لئے سمجھ لیں ۔ اس کا جواب آپ سے نہ ہوا۔

۱۱ :- آپ نے حسام الحرمین شریف پر اعتراض کیا تھا کہ جملوں کی ترتیب بدل کر قرآن سے بھی کفر نکالا جا سکتا ہے جیسے کوئی بے دین کہے ان الابرار لفی جحیم و ان الفجار لفی نعیم: میں نے اس کا جواب دیا کہ اس بے دین نے پہلے جملے کی مبتدا دوسرے کی خبر سے اور دوسرے جملے کی مبتدا کو پہلے کی خبر کے ساتھ لگا دیا ۔ اس سے کفری معنی پیدا ہو گئے ۔ لیکن اگر ان دونوں جملوں کو تغیر نہ کیا جائے صرف ترتیب بدل کر یوں کہا جائے ان الفجار لفی جحیم وان الابرار لفی نعیم تو اب ہرگز کفر کی بو بھی نہیں ۔ چند مستقل جملوں کی صرف ترتیب بدل دینے سے ہرگز معنی نہیں بدل سکتے ۔ تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں تین مستقل جملے ہیں تو صرف ان کی باہمی ترتیب بدلنے سے کیوں کر معنی بدل گئے ۔ آپ اس کے جواب سے بھی صامت رہے ۔

۱۲ :- آپ نے کہا تھا نانوتوی صاحب نے لفظ خاتم النبیین کو صرف اس معنی میں حصر کرنا کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں ، اس کو عوام کا خیال بتایا ہے ۔ میں نے جواب دیا آپ کے مسلّم مقتدا مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دیوبند نے ختم نبوت فی الآثار کے صفحہ ۸ ۔ پر شفا شریف سے نقل کیا امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے ۔ تو اجماع امت سے حصر ثابت ہو گیا اور اس اجماعی مسئلہ کو نانوتوی صاحب نے نا سمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھ دار لوگوں کے نزدیک غلط بتایا تو نانوتوی کا کافر مرتد ہونا ثابت ہو گیا ۔ آپ اس کا جواب نہ دے سکے ۔

۱۳ :- میں نے کہا تھا کہ سب سے پہلے نانوتوی نے لفظ خاتم النبیین کے معنی بدل کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبوت کا دروازہ کھولا ۔ یہی سبق نانوتوی صاحب سے قادیانی نے سیکھ کر ختم نبوت کے معنی بدلے اور اپنے لئے نبوت ثابت کی ۔ نانوتوی نے بالذات نبی اس کے معنی گڑھے اور قادیانی نے افضل النبیین گڑھ لئے ۔ جو معنی ضروریات میں سے ہیں ان سے نانوتوی و قادیانی دونوں نے انکار کر دیا ۔ آپ کفر سکھانے والے استاد کو

مسلمان کہتے ہیں مگر کفر سیکھنے والے شاگرد کو کافر مرتد کہتے ہیں۔ اس کا بھی آپ نے جواب نہ دیا۔

۱۴ :- آپ نے نانوتوی صاحب کی چند عبارتیں تحذیر الناس و مناظرۂ عجیبہ وغیرہ سے پڑھیں جن میں ختم زمانی کا اقرار ہے۔ اس کے جواب میں میں نے آپ کے مقتدا مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی "در اشد العذاب صفحہ ۱۵" سے عبارت پیش کی کہ مرزائی، دیوبندی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا، نانوتوی صاحب کی پیش کرتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و عظمت کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا، نانوتوی صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے۔ ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے ان وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارات مفید نہیں جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھا دیں کہ میں نے جو فلاں معنی (یعنی افضل النبیین، نبی بالذات) ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں۔ صحیح معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا۔ یا عیسیٰ علیہ السلام، حضور علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر، تحذیر الناس صفحہ ۳ پر ناسمجھ بتا کر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوتا ہوں۔ آپ اس کا کچھ جواب نہ دے سکے۔

۱۵ :- میں نے تحذیر الناس صفحہ ۲۹ کی عبارت سے نانوتوی کا اقرار پڑھا تھا کہ مجھ سے پہلے اکابر امت میں سے کسی کی سمجھ میں خاتم النبیین کے یہ معنی نہ آئے کہ حضور بالذات نبی ہیں۔ یہ تو میں نے خود بتا کر تیر مار لیا ہے مجھ سے پہلے تمام امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عقیدہ تھا کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں تو نانوتوی کے اقرار سے اسی حصر پر اجماع امت ثابت ہو گیا۔ جس کو آپ بقول نانوتوی ناسمجھ لوگوں کا خیال اور سمجھ دار لوگوں کے نزدیک غلط بنا دیا۔ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۱۶ :- میں نے ختم النبوت فی الآثار صفحہ ۶۰ کی عبارت پڑھی تھی۔ خود متکلم جل مجدہ اپنے کلام کے ایک حقیقی معنی بیان فرماتا ہے اور پھر اس کے رسول جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنی کی انتہائی وضاحت فرماتے ہیں اور پھر اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد صحابہ کرام اور پھر تمام علمائے سلف اسی کے معنی کو بیان کرتے ہوئے تصریح کرتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول ہے نہ اس میں مجاز و مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص ہے اس عبارت میں مفتی دیوبند نے اقرار کر لیا ہے کہ اللہ عزوجل نے خود قرآن پاک میں بتا دیا کہ،

"خاتم النبیین" کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی وضاحت سے فرمادیا کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ میں سب سے پچھلا نبی ہوں۔ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم یہی سمجھتے ہے کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ تمام علماء امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ خاتم النبیینؐ کے صرف یہی معنیٰ ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں اور نانوتوی یہ سمجھے کہ خاتم النبیینؐ کے صرف یہ معنیٰ ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ وہ ناسمجھ ہے، تو نانوتوی صاحب نے ——— تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت میں تمام علمائے امت رحمہم اللہ تعالےٰ بلکہ تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ خود اللہ عزوجل کو معاذ اللہ ناسمجھ بتادیا۔ کہئے یہ کتنا سخت کفر ہوا۔ تو آپ اس کے جواب سے بھی عاجز ہے۔

۱۸ :- میں نے کہا تھا خود نانوتوی نے تحذیر الناس صفحہ ۳ پر لکھا۔

" شایان شان محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی "

تو نانوتوی کے نزدیک سب سے پچھلا نبی ہونا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس کے خلاف ہے اور جو وصف خلاف شان اقدس ہو اس کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے ثابت کرنا حضورؐ کی توہین ہے تو نانوتوی کے نزدیک ختم زمانی حضورؐ کے لئے ثابت کرنا معاذ اللہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی توہین ہے تو زمانہ کے اعتبار سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا سب سے پچھلا نبی ہونا اگر بقول آپ کے نانوتوی صاحب نے تسلیم کیا ہے تو اپنی ہی تحریر کی بنا پر حضورؐ کی توہین کی اور کافر ہوگئے۔ آپ سے اس کا بھی جواب نہ ہوسکا۔

۱۸ :- میں نے کہا تھا کہ حسام الحرمین شریف کی تصنیف سے ۵ برس پیشتر فتاویٰ الحرمین میں تحذیر الناس کی عبارات کفر کو بالترتیب بحوالہ صفحات لکھ کر علمائے حرمین محترمین سے فتوائے کفر نانوتوی کی تصدیقات حاصل کی جاچکی ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ الحرمین مطبع اہلسنت بریلی شریف صفحہ ۵۰ ، ۵۱ ۔ تو ترتیب بدل دینے کا اعتراض سرے سے بیجا منظور ہوگیا۔ آپ اس کا بھی کچھ جواب نہ دے سکے۔

۱۹ :- آپ نے کہا تھا کہ ہر آیت کے لئے ظہر و بطن و حد و مطلع ہے۔ میں نے جواب دیا لفظ خاتم النبیین کوئی ایک آیت مستقلہ ہرگز نہیں بلکہ آیت کریمہ کا ایک لفظ ہے اور تمام امت کا اجماع ہے کہ اس لفظ کے کوئی باطن معنی

نہیں جو معنی اس نے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں صرف وہی مراد ہیں جس کا ثبوت آپ کے مقتدا مفتی دیوبند کی کتاب ختم النبوت فی الآثار سے دیا جا چکا۔ اور اجماع کا منکر کافر ہے۔ آپ اس کا جواب بھی نہ دے سکے۔

۲۰ :- آپ نے کہا تھا نانوتوی نے خود تحذیر صفحہ ۱۰ پر منکر ختم زمانی کو کافر کہا ہے۔ میں نے جواب دیا یہ تو خود اپنے کافر و مرتد ہونے کا اقرار ہے۔ نانوتوی نے خود صفحہ ۳ پر اقرار کیا کہ سب سے پچھلا نبی ہونا شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے تو معلوم ہوا خود نانوتوی حضور کے آخر الانبیاء ہونے کا منکر ہے تو یہ خود اپنے اوپر کافر و مرتد ہونے کا فتوے ہوا۔ آپ اس کا جواب نہ دے سکے۔

۲۱ :- آپ نے کہا تھا "بلکہ" کا لفظ بتا رہا ہے کہ صفحہ ۱۴ و ۲۸ کی عبارتیں مستقل جملے نہیں ہیں۔ میں نے جواب دیا بلکہ کا لفظ اضراب کے لئے ہے یہاں سے مستقل جملے شروع ہوتے ہیں۔ دونوں قضیئے شرطیہ متصلہ ہیں دونوں کلامیں تام ہیں ماقبل کے جملوں کے جز نہیں۔ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۲۲ :- آپ نے میرے اعتراضوں سے مجبور ہو کر مولوی عبدالحی صاحب کا حوالہ دیا کہ انہوں نے بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتح الرحمٰن میں خاتم النبیین کے معنی سب سے پچھلے نبی نہیں لکھے بلکہ کچھ اور بتائے۔ اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ و شیخ اکبر و عبدالکریم جیلی و امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی خاتم النبیین کے معنی کچھ اور بیان کئے ہیں تو اب اس مسئلہ پر اجماع نہ رہا۔ میں نے جواب دیا کہ ان حضرات کی کتابیں تو اس وقت پیش نظر نہیں۔ فرض کر لیجئے کہ ان حضرات نے کچھ بھی لکھا ہو مگر آپ کے پیشوا تو اجماع بتا چکے کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ مفتی دیوبند کے فتوے سے تو نانوتوی صاحب کافر ہے۔ آپ نے اس کا جواب بھی نہ دیا۔

۲۳ :- آپ نے مثنوی شریف کے دو شعر پڑھ کر یہ بتایا کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خاتم النبیین کے یہ معنی بتائے ہیں کہ حضور بالذات نبی ہیں۔ میں نے کہا مثنوی شریف کے ان دونوں شعروں سے اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ خاتم النبیین کے معنی بالذات نبی ہیں تو میں اپنی شکست تسلیم کر لوں گا۔ آپ اس کا بھی جواب نہ دے سکے۔

۲۴ :- اشد العذاب کی عبارت پڑھنے پر آپ نے مجھے بدزبانی کا الزام دیا۔ میں نے جواب دیا کہ میں نے تو اپنی طرف سے ایک لفظ بھی نہیں کہا دیوبندیوں کے مشہور مہذب مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی عبارت پڑھی ہے اسی کا نام بدزبانی ہے تو یہ مولوی دربھنگی صاحب کی بدزبانی ہے۔ اس کا جواب بھی نہ دیا۔

۲۵ :- آپ نے خاتم النبیین کی مثال خاتم الاطباء سے دی اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی مثال میں طبیبوں کو پیش کیا۔ میں نے اس پر کہا کہ طب پر نبوت کا قیاس اور طبیب پر نبی کا قیاس باطل ہے طب کسبی چیز ہے مگر نبوت میں کسب کو مطلق دخل نہیں۔ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۲۶ :- میں نے ختم نبوت فی الآثار صفحہ ۹۴ کی عبارت پڑھی "نبوت ایسی چیز نہیں کہ ایک انسان دوسرے کو عطا کر دے یا ایک نبی خواہ وہ نبوت میں کتنا ہی بڑا مرتبہ رکھتے ہوں دوسرے کو نبی بنا دیں بلکہ یہ وہ منصب ہے جو بلا واسطہ خداوند قدوس کی جانب سے فائز ہوتا ہے" تو مفتی دیوبند کے نزدیک کسی نبی کی نبوت بالعرض و بالواسطہ نہیں" بتائیے۔ آپ کے نزدیک مفتی دیوبند سچے ہیں یا بانی مدرسہ دیوبند (نانوتوی صاحب)۔ آپ اس کے جواب سے بھی عاجز رہے۔

۲۷ :- آپ نے کہا تحذیر الناس صفحہ ۱۴ کی عبارت اگر مستقل کفر ہو تو اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملفوظات میں تحریر فرمایا ہے کہ چار نبی ایسے زندہ ہیں جن پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری ہی نہ ہوئی۔ خضر و الیاس زمین پر اور عیسیٰ و ادریس آسمان پر۔ علیہم الصلوۃ والسلام۔ میں نے جواب دیا صفحہ ۱۴ کی اسی عبارت سے پیشتر ہے "بخلاف اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے تجویز کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا" اس میں صاف بتا دیا کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں کہ حضور بالذات نبی ہیں جو نانوتوی صاحب نے گڑھے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام صرف انبیاء سابقین علیہم الصلوۃ والسلام ہی کے خاتم نہ ہوں گے بلکہ بعد میں مبعوث ہونے والے نبیوں کے بھی خاتم ہوں گے۔ اس کے بعد ہی اس کی توضیح کے لئے وہ جملہ لکھا "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے" تو پہلے جملے سے صاف معلوم ہو گیا کہ دوسرے جملے میں اور کوئی نبی ہو" کے یہ معنی ہیں کہ اور کوئی نبی مبعوث ہو۔ اور وہ چاروں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حضور سے پیشتر مبعوث ہو چکے تو الملفوظ شریعت کے کلام پر یہ جملہ صادق ہی نہیں آسکتا۔ آپ نے اس کا جواب بھی نہ دیا۔

۲۸ :- آپ نے کہا کہ جس طرح تحذیر الناس سے قادیانی استناد کرتے ہیں اسی طرح اگلے بزرگان دین کے کلاموں سے بھی استناد کرتے ہیں۔ (جن کے نام اوپر گزرے) تو کیا وہ حضرات اکابر بھی قادیانیوں کے استاد ہوں گے؟ میں نے

جواب دیا ان حضرات میں سے کسی نے سب سے پچھلے نبی ہونے کو خلاف شان محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں بتایا۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ معاذ اللہ سب سے پچھلے نبی ہونے کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ اور نانوتوی صاحب ان باتوں کے قائل ہیں جیسا کہ میں بتا چکا تو ان حضرات سے قادیانیوں کو کوئی واسطہ نہیں ان سے قادیانیوں کا استناد محض افتراء باطل تو قادیانیوں کے استاد صرف نانوتوی صاحب رہ گئے۔ آپ سے اس کا جواب نہ ہوا۔

۲۹ :- آپ نے لکھا ہے کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور راسخین فی العلم کے علاوہ سب عوام ہیں۔ میں نے جواب دیا اپنے مکتوبات میں انہوں نے لکھا ہوگا مگر تحذیر الناس میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تمام امت جن کا یہ عقیدہ ہے کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں۔ سب کو معاذ اللہ عوام بتا دیا۔ اور عوام کے مقابلہ میں اہل فہم کا لفظ بول کر ان کو ناسمجھ بھی کہہ دیا آپ سے اس کا بھی جواب نہ ہوا۔

۳۰ :- آپ سے بار بار اس کا مطالبہ کیا گیا کہ علمائے متقدمین و ائمہ سلف میں سے کسی نے آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے معنی بالذات نبی بتائے ہوں تو اس کا ثبوت دیجئے۔ آپ اس کا ثبوت نہ دے سکے۔

۳۱ :- میں ختم النبوت فی الآثار سے شفاء شریف کی عبارت پیش کی۔ اس پر آپ نے کہا کہ یہاں حصر اضافی مراد ہے تو یہ عبارت تحذیر الناس کے مخالف نہیں۔ میں نے کہا حصر اضافی ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ آپ نے اس کا بھی جواب نہ دیا۔

۳۲ :- میں نے کہا مفتی دیوبند نے عبارت شفاء شریف کا یہ ترجمہ کیا ہے۔

" اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر تاویل یا تخصیص کے مراد ہے "

اور نانوتوی کے گڑھے ہوئے معنی نبی بالذات ہرگز لفظ خاتم النبیین کے ظاہری معنی نہیں اور نہ خاتم النبیین کے ظاہر لفظ سے نبی بالذات کے معنی مفہوم ہوتے ہیں۔ تو آپ کے مقتدا مفتی دیوبند نے اس پر اجماع امت بتایا کہ خاتم النبیین کے معنی نبی بالذات ہرگز نہیں۔ آپ نے اس کے جواب سے بھی سکوت فرمایا۔

۳۳ :- آپ نے نانوتوی کی عبارت پڑھی۔ بناء خاتمیت اور بات پیچھے جس سے تأخر زمانی اور سد باب مذکور بخود لازم

آتا ہے " میں نے جواب دیا۔ اسی تحذیر الناس صفحہ ۸ پر ہے۔ "ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے "
ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوا کہ نانوتوی کے گڑھے ہوئے معنی نبی بالذات ہونا ملزوم ہے اور سب سے پچھلا نبی
ہونا اس کو لازم ہے اور صفحہ ۱۴ و ۲۸ پر یہ مضمون ہے کہ حضورؐ کے زمانہ میں یا حضورؐ کے بعد اگر کوئی نبی مبعوث ہو تو بھی
حضور کے خاتم ہونے میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر حضورؐ کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام سب سے پچھلے نبی ہرگز نہیں رہیں گے۔ تو لازم فنا ہو جائے گا اور لازم کے فنا ہونے سے ملزوم بھی فنا ہو جاتا
ہے۔ تو نانوتوی کی گڑھی ہوئی خاتمیت یعنی نبوت بالذات بھی باطل ہو گئی۔ تو نہ خاتمیت ذاتی رہی نہ خاتمیت زمانی۔
اور حضورؐ کے زمانے میں بلکہ حضورؐ کے بعد بھی نبی جدید کی تجویز باقی رہ گئی۔ اس کا بھی کوئی جواب آپ سے ممکن
نہ ہوا۔

یہ تو میرے وہ ۳۳ سوالات قاہرہ ہیں جو کل سے آپ پر قرض ہیں۔ آپ اپنی بقیہ باتوں پر
میرے سوالات و اعتراضات سننے کے لئے تیار ہو جائیے۔ اور ہو سکے تو ان کے جواب لائیے۔!

۳۴ :- آپ نے اپنی پہلی تقریر میں تحذیر الناس کا حاصل یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم زمانی بھی ہیں اور
خاتم ذاتی بھی۔ اور دونوں قسم کی خاتمیت لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ میں کل بتا چکا ہوں کہ نانوتوی کے
نزدیک سب سے پچھلے نبی ہونا حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس کے خلاف ہے تو کیا قرآن کریم اپنے محب
ومحبوب دانائے غیوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسا وصف ثابت فرمائے گا جو حضورؐ کے شایان شان
نہیں۔

۳۵ :- آپ نے صفحہ ۱۴ و ۲۸ کی عبارتوں کا یہ مطلب بتایا ہے کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ زمانی کا۔
مگر اس عبارت کی ابتدا یوں ہے۔ اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے۔ جیسا اس ہیچمدان نے
عرض کیا (ص ۲۰) اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا (ص ۱۴)۔ ان عبارتوں کا صاف مطلب یہ ہے
کہ خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں تو استحالے لازم آئیں گے جو صفحہ ۳، و ۸،
پر مذکور ہیں۔ البتہ اگر اس معنی کو چھوڑ کر نانوتوی کے گڑھے ہوئے معنی بالذات نبی ہونا لئے جائیں تو حضورؐ اپنے سے پہلے
تمام نبیوں کے اور حضورؐ کے بعد بھی جو بھی مبعوث ہوں ان سب کے بھی خاتم ہوں گے۔ بتائیے کیا یہ کفر ہے یا نہیں؟

۳۶ :- آپ نے تحذیر الناس سے خاتمیت زمانی کے مطلق مانا جائے۔ یعنی نانوتوی کے نزدیک خاتمیت ایک جنس ہے اور خاتمیت زمانی و ذاتی اس کی دو نوعیں ہیں۔ ذرا مہربانی فرما کر خاتمیت ذاتی و خاتمیت زمانی ان دونوں کی جنس و فصل بیان کر دیجئے اور خاتمیت کے وہ معانی عام بیان کیجئے جو ان دونوں پر صادق آتے ہوں۔

۳۷ :- آپ نے خاتمیت زمانی پر تحذیر الناس سے دوسری دلیل یہ بیان کی کہ بطور عموم مجاز لفظ خاتم کی دلالت، دونوں قسم کی خاتمیت پر مطابقی ہو۔ مگر آپ کے مقتدا مفتی دیوبند نے ختم النبوت فی الآثار صفحہ ۶۰ پر۔ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تمام علمائے سلف رحمہم اللہ تعالےٰ کا اجماع اس مسئلہ پر نقل کیا ہے۔ کہ لفظ خاتم النبیین اپنے ظاہر اور حقیقی معنی پر محمول ہے اس میں نہ کوئی مجاز ہے نہ مبالغہ نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص"۔ مفتی دیوبند اس پر اجماع بتا رہے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین میں مجاز نہیں، نانوتوی کہتے ہیں اس میں مجاز ہے۔ بتائیے دونوں میں کون سچا۔

۳۸ :- آپ نے خاتمیت زمانی پر تحذیر الناس سے تیسری دلیل قائم کی کہ دونوں میں ہے ذاتی پر دلالت مطابقی اور خاتمیت زمانی پر دلالت التزامی۔ اس پر سوال یہ ہے کہ دلالت التزامی کے لئے معنی خارج موضوع لہ کا معنی مطابقی کا لازم ہونا شرط ہے یا نہیں۔ اگر ہے اور ضرور ہے تو اس پر کیا دلیل ہے کہ نبی بالذات کے لئے سب سے پچھلا نبی ہونا لازم ہے اور یہاں لزوم کونسا معتبر ہوگا۔

۳۹ :- آپ نے خاتمیت زمانی پر تحذیر الناس کی چوتھی دلیل لکھی کہ احادیث متواترۃ المعنی سے ثابت ہے یہ تو میں پہلے بتا چکا کہ قرآن پاک میں لفظ خاتم النبیین سے سب سے پچھلا نبی مراد لینا نانوتوی کے نزدیک ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے تو سب سے پچھلے نبی ہونے کو احادیث متواترۃ المعنی سے نماز کی فرضیت ثابت ہے[1]۔ ایسا کہنے والا مسلمان ہے یا کافر۔[2]

۴۰ :- آپ نے خاتمیت زمانی پر تحذیر الناس کی پانچویں دلیل لکھی کہ اجماع امت سے ثابت ہے مگر قرآن پاک سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے پچھلے نبی ہونے سے ثبات کو ناسمجھ لوگوں کا خیال بتا کر اجماع سے اس کو ثابت

---

[1] اصل تحریر میں یہ جملہ یوں ہی لکھا ہوا ہے۔ شاید کوئی لفظ رہ گیا۔

[2] خط کشیدہ فقرہ اصل تحریر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لفظ رہ گئے۔ ۱۲ مرتب۔

ماننا کیا نانوتوی صاحب کو مسلمان بنادے گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ روزے کی فرضیت قرآن پاک سے ثابت ماننا ناسمجھ لوگوں کا خیال ہے۔ البتہ اجماع امت سے روزے کی فرضیت ضرور ثابت ہے۔ ایسا کہنے والا مسلمان ہوگا یا کافر؟

۴۱ :- آپ نے اپنی دوسری تقریر میں کہا کہ قادیانی ختم نبوت کے انکار اور نبوت مرزا کے اقرار کی وجہ سے قطعاً اجماعاً کافر ہیں۔ اسی طرح ہم بھی کہتے ہیں کہ دیوبندی بھی ختم نبوت کے انکار اور مولوی اشرف علی صاحب کو نبی و رسول کہتے ہوئے دن بھر جاگتے میں ہوش کے ساتھ اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی کو تسلی بخش جاننے کے سبب سے قطعاً اجماعاً کافر ہیں۔

آپ کی تیسری تحریر میں کوئی بات قابل جواب باقی نہیں رہی۔

۴۲ :- آپ نے چوتھی تحریر میں لکھا ہے کہ ختم النبوت فی الآثار میں مرزائی عقیدہ کی تردید کی گئی ہے نہ کہ تحذیر الناس کے مضمون کی۔ میں کہتا ہوں یہ اللہ عزوجل کا مسلمانوں پر فضل و کرم ہے کہ اس نے وکفی اللہ المومنین القتال ، کے جلوے دکھا دیئے اور آپ کے پیشوا مفتی دیوبند کے قلم سے قادیانیوں کے رد میں یہ مضمون لکھوا دینے جن سے تحذیر الناس کے ہر ایک مضمون کا قاہر رد ہوگیا۔ وللہ الحمد وللہ الحمد۔

۴۳ :- آپ نے اپنی توضیحی تقریر میں بتایا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے مرید نے جو ان کو نبی و رسول کہہ کر کلمہ و درود پڑھا تو کلمہ خواب میں تھا اور درود بے اختیاری میں۔ مگر آپ سے میں کہتا ہوں کہ خواب کے حصہ پر تو میرا اعتراض ہی نہیں۔ میرا اعتراض تو اس پر ہے کہ اس مرید نے کہا کہ یہ کہتا ہوں کہ اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بے دار ہوں خواب نہیں۔ لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں۔ اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا " دیکھئے تھانوی صاحب کا مرید تصریح کر رہا ہے کہ اس روز دن بھر ایسا ہی کچھ خیال رہا کہ اشرف علی صاحب نبی اور رسول ہیں (معاذ اللہ) کیا ایسا عذر بے اختیاری شرعاً قابل تسلیم ہے۔

۴۴ :- کیا اگر کوئی شخص دن بھر کلمات کفریہ بکتا رہے اور پھر شام کو یہ عذر کردے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی میں تو چاہتا تھا کہ میں کفر نہ بکوں مگر میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی تو کیا اس کا یہ عذر اس کو کفر سے

بچالے گا ؟

۴۵ ۔ اپنے گھر کی بھی آپ کو کچھ خبر ہے ۔ فتاوی رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۳۶ پر آپ کے مذہبی پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی شفا شریف سے نقل کرتے ہیں کہ

الوجه الثانی وهو ان یقول القائل لما قال فی حقه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم غیر قاصد للسب والازراء ولا معتقد له ولکنه تکلم بکلمة الکفر من لعنه او سبه او تکذیبه او اضافة ما لا یجوز علیه او نفی ما یجب له مما هو فی حقه علیه السلام نقیصة (للان قال) او یاتی بسفه من القول او قبح من الکلام او نوع من السب وان ظهر بدلیل حاله انه لم یعلمه ذمه ولم یقصد سبه اما لجهل او لصغر او سکر او قلة مراقبة وضبط اللسان او عجزمة او تمور فی کلامه فحکمه هذا الوجه حکم الوجه الاول۔ القتل دون تلعثم ۔

یعنی شفا شریف میں امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ قائل نے جو کلمہ حضورؐ کی شان میں بولا ۔ اس سے اس کو حضورؐ کی توہین و تنقیص مقصود نہیں لیکن اس نے کلمۂ کفر بولا یعنی معاذ اللہ حضورؐ پر لعنت کی ۔ یا حضورؐ کو گالی دی ۔ یا حضورؐ کو جھوٹا کہا ۔ یا حضورؐ کی طرف ایسی چیز منسوب کی جو حضورؐ کے شایان شان نہیں ۔ یا حضورؐ سے ایسی چیز کی نفی کی جو آپ کے لئے واجب ہے ۔ ان باتوں میں سے جو حضورؐ کے لئے عیب ہیں ۔ یا کوئی بے ہودہ بات کہی ۔ یا کوئی برا کلام بولا ۔ اگرچہ اس کے حال کی دلیل سے ظاہر ہوتا ہو کہ اس نے حضورؐ کو برا کہنے کا ارادہ نہیں کیا اور حضورؐ کی توہین کرنے کی نیت نہ کی ۔ اس نے کلمۂ کفر اپنی جہالت سے بکا ہو یا شدید مصیبت کی وجہ سے ۔ یا کسی نشہ کی وجہ سے ۔ یا زبان کی بے اختیاری کی وجہ سے ۔ یا گفتگو سے عاجز ہو کر ۔ یا کلام میں جسارت کرنے کی وجہ سے تو اس صورت کا بھی حکم وہی پہلی صورت کا حکم ہے تو وہ کافر ہو گیا ۔ اس کو بغیر توقف کے قتل کر دیا جائے ۔

آپ کے پیشوا گنگوہی صاحب تو کلمۂ کفر بکنے میں زبان کی بے اختیاری کو عذر نہیں مانتے۔ اور آپ اسی بے اختیاری کو عذر بنا کر تھانوی صاحب کے مرید کو کفر سے بچا رہے ہیں۔ بتایئے گنگوہی صاحب کے فتوے سے آپ کی تاویل باطل ہوئی یا نہیں اور آپ کفر کے حامی ہوئے یا نہیں ؟

۴۶ :۔ آپ کے نزدیک کسی پیر کا اپنے مرید کی محبت اور صادق قلبی کا امتحان لینے کے لئے اپنے آپ کو رسول کہلوا کر اس سے اپنا کلمہ پڑھوانا کفر ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں تو صاف اس کی تحریر دیجئے۔ اور اگر کفر ہے تو اب آپ ہی بتایئے کہ حضرت شبلی و حضرت محبوب الٰہی و جامع الفوائد الفؤاد رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کا کیا فتویٰ ہے ؟ ہمارے نزدیک تو یہ عبارت کسی بے دین کی لاحق کردہ ہے۔ کسی غیر نبی کو نبی کہنے والے کا کافر و مرتد ہونا ضروریات دین میں سے ہے۔ ضروریات دین کے خلاف کوئی بات مسموع نہیں ہو سکتی۔ کسی عدیم الحیا مسلوب ایمان نے یہ عبارت فوائد الفؤاد میں ملا دی اور حضرات مذکورین کا دامن ولایت یقیناً اس افترا سے پاک ہے۔ رہے وہ مسلمان جنہوں نے فوائد الفؤاد میں یہ عبارت دیکھی ان سب پر بھی ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ انہوں نے اس عبارت کو کسی بے دین کا الحاق سمجھا۔ آپ کے پاس کوئی دلیل ہرگز نہیں جس سے آپ ثابت کر سکیں کہ فوائد الفؤاد کو دیکھنے والے تمام مسلمانوں نے اس عبارت کو حق جانا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۴۷ :۔ تھانوی صاحب کے مرید نے تو اس واقعہ کو غلطی بھی خیال کیا۔ مگر پیر صاحب اس کو غلطی بھی نہیں مانتے۔ بلکہ اس بات کو کہ مرید نے جاگتے میں ہوش کے ساتھ دن بھر اللّٰھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی پڑھا۔ اس کو اس مرید کے لئے باعث تسلی بتا رہے ہیں تو پیر کی حالت مرید سے بھی بدتر ہوئی یا نہیں ؟

۴۸ :۔ اس واقعہ کو اپنے ماہوار اردو رسالہ میں چھاپ کر اپنے عام و خاص مریدوں میں شائع کر دیا تاکہ اور مرید بھی اس راستہ پر آئیں اور تھانوی صاحب کو معاذ اللہ رسول کہہ کر سوتے میں ان کا کلمہ اور جاگتے میں دن بھر ہوش کے ساتھ اپنے پیر کو نبی کہہ کر ان پر درود پڑھیں اور اس طرح اپنے پیر تھانوی کے متبع سنت ہونے کی تسلی حاصل کریں۔

۴۹ :۔ آپ نے کہا تھا کہ تھانوی صاحب نے اس تعبیر سے رجوع کر لیا ہے۔ مگر جناب وہ "الامداد" جمادی الاخریٰ

۱۳۳۶ھ صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں۔

"باقی مجھ کو اس پر اصرار نہیں۔ اگر یہ خواب وسوسۂ شیطانی ہو یا کسی مرض دماغی سے ناشی (پیدا ہوا ہو) اور اس کی یہ تعبیر نہ ہو۔ لیکن غلط تعبیر دینا ایک دجال کی غلطی ہوگی جس پر کوئی الزام نہیں ہو سکتا"

تعبیر خواب ہی کی ہوتی ہے۔ خواب پر ہمیں اعتراض نہیں۔ اصل کفر تو اس امر میں ہے کہ تھانوی صاحب کے مریدے جاگتے میں ہوش کے ساتھ دن بھر اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی پڑھا اور تھانوی صاحب نے اس واقعۂ بیداری کو غلط نہ مانا اس کو تسلی بخش بتایا۔ نہ اس سے رجوع کیا۔ ہو سکے تو اس الزام کو دفع کیجئے۔

۵۰۔ آپ نے کہا تھا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "تجزاہ اللہ عدوہ" میں لکھا کہ ہر نعمت جو تمام عالم میں ملی یا ملتی ہے یا ملے گی وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر بٹی یا بٹتی ہے یا بٹے گی۔ اس سے آپ نے نبوت کو بالذات و بالعرض کی طرف منقسم کر دیا۔ مگر آپ کو بتاتا ہوں یہاں وہی نعمتیں مراد ہیں جن میں اس بات کی قابلیت ہے کہ وہ کسی کے ہاتھ پر بٹیں۔ اور نبوت ایسی چیز ہی نہیں کہ بارگاہ الٰہی سے کسی کو بالواسطہ مل سکے۔ اس مضمون کی تصریح آپ کے مقتدا مفتی دیوبند ختم النبوۃ فی الآثار کے صفحہ ۹۴ پر لکھ چکے ہیں۔

یہ تحریر میں نے املا تین چار صاحبوں سے لکھوائی ہے اور تنگی وقت کی وجہ سے نظر نہیں ڈال سکا لہٰذا اگر کوئی لفظی کمزوری رہ گئی ہو تو اس کی اصلاح کا حق محفوظ ہے۔ اس تحریر میں بوجہ اختصار جہاں کہیں نانوتوی آیا ہو وہاں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی۔ اور گنگوہی کے بدلے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور تھانوی کی جگہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سمجھا جائے۔

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

٭

## نوٹ از مرتب

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مولوی حشمت علی صاحب رات کے پورے وقت میں یہ بیان لکھ کر لائے تھے اور نقل بھی ساتھ ہی تیار کرکے لائے تھے جو آتے ہی انہوں نے مولانا محمد منظور صاحب کے حوالہ کر دی تھی۔ مولانا نے ان سے کہا کہ جو بیان آپ نے رات بھر کی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے تیار کیا ہے اس کا جواب مقررہ وقت آدھ گھنٹہ میں نہیں دیا جاسکتا۔ لہٰذا کم از کم دو گھنٹہ کا وقت اس کے جواب کی تحریر کے لئے مجھے ملنا چاہئے۔ لیکن مولوی حشمت علی صاحب (جو کبھی کسی معقول بات کو ماننے کے لئے تیار ہوا ہی نہیں کرتے) اس کے لئے راضی نہیں ہوئے۔ اور آپ نے صاف کہہ دیا کہ آپ کو جو جواب دینا ہو بس آدھ گھنٹہ کے اندر ہی اندر دے دیں وقت مقررہ سے ایک منٹ زیادہ بھی آپ کو نہیں دیا جاسکتا۔ اور یہ کہہ کر مندرجہ بالا بیان تحریری کی تلاوت شروع کر دی۔

مولانا محمد منظور صاحب نے وقت کی تنگی کا لحاظ رکھتے ہوئے مولوی حشمت علی صاحب کی اس تلاوت کے دوران ہی میں مختصر تحریری جواب تیار کرایا۔ جس میں صرف اجمالی اشارات پر اکتفا کیا اور اپنی نوبت کے پورے آدھ گھنٹہ میں اس کی تفصیل و توضیح میں تقریر فرمائی۔

ناظرین کرام حضرت مولانا کا یہ تحریری بیان مع توضیحی تقریر کے آگے ملاحظہ فرمائیں۔ ہم امتیاز کے لئے تحریری حصہ حسب سابق حاشیتین چھوڑ کر درج کریں گے۔

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ

# کا پانچواں جوابی بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ اللہ العلی العظیم ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اولی القدر العظیم امابعد۔

محترم حضرات! آپ دیکھ رہے ہیں کہ فریق مخاطب مولوی حشمت علی صاحب رات کی وسیع فرصت میں جو طویل و عریض بیان لکھ کر لائے ہیں جس کو وہ بمشکل آدھ گھنٹہ میں پڑھ سکے ہیں اس کے تحریری و تقریری جواب کے لئے وہ مجھے آدھ گھنٹے سے ایک منٹ بھی زیادہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے تحریر میں بہت زیادہ اجمال اور اختصار سے کام لیا ہے۔ آپ حضرات پوری توجہ سے سنیں، میں تحریر کے اس اجمال کی تفصیل تقریر میں پیش کروں گا۔

مولوی حشمت علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "تم مناظرہ سے فرار کر رہے ہو الخ"

میں نے اس کے جواب میں یہ عرض کیا ہے کہ۔

۱۔ "فرار کون کر رہا ہے اس کی زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں دیکھنے والے خود فیصلہ کر رہے ہیں اور کریں گے"

آپ نے اپنی تحریر کے ابتدائی چند نمبروں میں تحذیر الناس کی زیر بحث عبارتوں کے متعلق اپنے ان ہی اعتراضات کو دہرایا ہے جو آپ نے اپنی پہلی تحریر میں پیش کئے تھے۔ اور جن کا مفصل جواب میں کئی بار دے چکا ہوں۔ اور جو تحریریں میری آپ کے پاس محفوظ ہیں ان میں وہ جوابات موجود ہیں۔ لیکن بایں ہمہ بڑی جرأت سے آپ نے لکھا ہے کہ ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں ہوا۔ مولوی حشمت! یہ صرف آپ ہی کی خصوصیت نہیں۔ ہر ہٹ دھرم اور ناحق کوش کا یہی وطیرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی باتوں کا سو دفعہ جواب پانے کے بعد بھی یہی کہتا ہے کہ جواب نہیں ہوا۔ بہرحال چونکہ آپ کے ان اعتراضات کا مفصل اور مسکت جواب میں کئی بار دے چکا ہوں اس لئے اب ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسی لئے میں نے آپ کے ان تمام نمبروں کے جواب میں صرف یہ عرض کیا ہے کہ

ـــــ ۲ :- " آپ میری تحریروں کو بغور دیکھئے آپ کی ہر ہر چیز کا کافی وشافی جواب دیا جا چکا ہے "

آپ نے اپنی تحریر کے متعدد نمبروں میں اپنے اس اعتراض کا پھر اعادہ کیا ہے کہ مصنف تحذیر الناس کے نزدیک معاذ اللہ ختم زمانی میں کوئی کسی قسم کی فضیلت ہے ہی نہیں۔ حالانکہ میں اپنے بعض پہلے بیانات میں آپ کے اس خیال کی مدلل اور مفصل تردید کر چکا ہوں۔ نیز تحذیر الناس صفحہ ۳ کی جس عبارت سے آپ نے یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے اس کی توضیح بھی میں کر چکا ہوں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مدح کے لئے اس کی ضرورت ہے کہ ممدوح کے اعلیٰ اوصاف ضرور ذکر کئے جائیں۔ اور چونکہ ختم ذاتی بہ نسبت ختم زمانی کے اعلیٰ وارفع ہے (کیونکہ اس میں فضیلت بالذات ہے اور ختم زمانی میں فضیلت بالعرض ہے) لہذا مقام مدح کا تقاضا یہ ہے کہ حضورؐ کے اس وصف خاتمیت ذاتی کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ بس یہی منشا مصنف تحذیر الناس رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ نہ یہ کہ ان کے نزدیک ختم زمانی یا نبوت بالعرض میں کوئی فضیلت ہی نہیں ہے اور اس لئے ان میں مدح کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

اور اس سلسلہ میں قد و قامت، شکل و رنگ، حسب و نسب وغیرہ جن اوصاف کا ذکر تحذیر الناس میں کیا گیا ہے ان کا حال بھی یہی ہے کہ ان میں بالذات فضیلت نہیں ہے نہ یہ کہ وہ فضیلت سے مطلقاً خالی ہیں۔ بہر حال چونکہ میں پہلے بیانوں میں اس پر پوری روشنی ڈال چکا ہوں اور آپ ابھی تک اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے ہیں اس لئے یہاں میں نے مختصر اشارہ کے طور پر صرف اتنا عرض کیا ہے کہ۔

ـــــ ۳ :- " نبوت بالذات بہ نسبت نبوت بالعرض کے یقیناً زیادہ قابل مدح ہے، مطلق فضیلت کی بحث نہیں "

اسی بحث میں مولوی احمد رضا خان صاحب پر ایک یہ بھی جرم عائد ہوتا ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کی عبارت کے عربی ترجمہ میں بھی سخت خیانت کی۔ تحذیر الناس کی عبارت اس طرح تھی کہ " تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں "

اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس کا ترجمہ عربی میں یہ کیا کہ " مع انہ لا فضل فیہ اصلاً " (یعنی حضورؐ کے آخری نبی ہونے میں آپ کی بالکل فضیلت نہیں)۔ میں اپنے پہلے بیانات میں اس مضمون کو مدلل اور مفصل طور پر عرض کر چکا ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں پھر یہ لکھا ہے کہ " اصولاً منقول عنہ کا بعینہٖ نقل کرنا ضروری نہیں صرف مضمون واحد ہونا چاہیئے "

میں نے اس کے جواب میں یہاں صرف یہ عرض کیا ہے کہ۔

ـــــ ۴ :- " مولوی احمد رضا خان صاحب نے بعینہٖ مضمون نقل نہیں کیا، بلکہ فضیلت ذاتیہ کی نفی کو مطلق فضیلت کی نفی قرار دیا ہے۔ اور یہ تحریف و خیانت ہے "

میں چونکہ اس بحث کی پوری تفصیل پہلے کر چکا ہوں اس لئے اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ تحذیر الناس کا موضوع ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قسم کی خاتمیت (ذاتی، زمانی، مکانی) کی حفاظت ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس کا موضوع یہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا چھ خاتم النبیین ثابت کرنا اس کا موضوع ہے۔ اس کے جواب میں میں نے عرض کیا ہے کہ۔

——۵ ۔ " تحذیر الناس کا موضوع وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ طبقات الارض والی حدیث سے مسئلہ خاتمیت پر جو شبہ ہوتا تھا اس کو حل کر کے تین حیثیتوں سے حضورؐ کو خاتم ثابت کیا گیا ہے "

آپ نے علماء دیوبند کی تکفیر کو جائز ثابت کرنے کے لئے پھر قادیانیوں کی تکفیر کا ذکر کیا ہے حالانکہ میں اس کا بہت مفصل جواب پہلے دے چکا ہوں۔ اور بتلا چکا ہوں کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اب بھی میرا یہی جواب ہے کہ۔

——۶ ۔ " قادیانیوں پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ جس کی تفصیل پہلے کی جا چکی ہے "

حاضر کمیٹی کو یاد ہوگا میں اپنے کل کے بیانات میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں کہ قادیانی ادعاء اسلام کے باوجود کیوں قطعی تکفیر کے مستحق ہیں بخلاف علماء دیوبند کو کافر کہنے والے کیوں خدا کے مجرم اور شریعت کے باغی ہیں۔ اب میں اس تمام بحث کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔

آپ نے پھر اس چیز کو دہرایا ہے کہ چونکہ تحذیر الناس کے وہ تینوں فقرے جو حسام الحرمین میں نقل کئے گئے ہیں مستقل جملے ہیں۔ اس لئے ان کی ترتیب بدل جانے سے مطلب پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ میں اس کا مفصل جواب پہلے عرض کر چکا ہوں کہ خان صاحب کے ترتیب بدل دینے سے مضمون میں کس قدر اور کیوں کر تبدیلی ہوگئی۔ چنانچہ اب بھی میں نے اسی کا حوالہ دیتے ہوئے عرض کیا ہے کہ۔

——۷ ۔ " میں ثابت کر چکا ہوں کہ تحذیر الناس کے صفحہ ۳ و ۴ کے فقروں کا ابتدائی حصہ جو ان سے خاص تعلق رکھتا تھا وہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے نقل کرنے سے چھوڑ دیا جس کی وجہ سے یقیناً معنی بدل گئے "

بہرحال یہ بات تو بالکل بدیہی ہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کے جو فقرے ترتیب پلٹ کر لکھے گئے ہیں ان کے معنی میں غیر معمولی تبدیلی ہوگئی۔ اور اس کا فیصلہ تو بڑی آسانی سے حکم کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ کسی صاحب فہم کے سامنے حسام الحرمین اور تحذیر الناس رکھ دی جائے وہ فیصلہ کر دے گا کہ حسام الحرمین میں جس طرح ترتیب بدل کر تحذیر الناس کی عبارات

نقل کی گئی ہیں اس سے معنی میں تبدیلی ہوئی یا نہیں ؟ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کسی غیر جانبدار حکم پر ہرگز راضی نہ ہوں گے کیوں کہ آپ خود جانتے ہیں کہ فیصلہ آپ کے خلاف اور میرے حق میں ہوگا۔ کیونکہ بحمداللہ میں ہی حق پر ہوں۔

آپ نے پھر اس کو دہرایا ہے کہ مفہوم خاتمیت کو ختم زمانی ہی میں محصور کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ اور پھر آپ نے شفاء کی اس عبارت کا حوالہ دیا ہے جو ختم النبوت فی الآثار صفحہ ۸ پر منقول ہے۔ میں آپ کے اس خیال کا مفصل اور مدلل رد کر چکا ہوں۔ اور بتلا چکا ہوں کہ شفاء کی عبارت میں فی الحقیقت ملحدین کی تاویلات و تخصیصات کی نفی مقصود ہے۔ نہ کہ وہ حصر جس کے آپ مدعی ہیں جیسا کہ اس عبارت کا سیاق و سباق شاہد ہے۔ آپ ابھی تک میرے اس جواب پر کوئی نقض نہیں کر سکے اور پھر اسی چیز کو دہرا رہے ہیں۔ میں نے یہاں پھر جواب میں وہی عرض کیا ہے۔ کہ۔

——— ۸ :۔ " میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ حصر پر ہرگز اجماع نہیں، ختم النبوت فی الآثار کی عبارت کو بغور دیکھئے اس میں ملحدین کی تاویلات و تخصیصات کا انکار کیا گیا ہے "

اور فیصلہ کی ایک آسان صورت یہ بھی ہے کہ ختم النبوت فی الآثار کے مصنف بحمداللہ زندہ ہیں ان سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ نے شفاء کی عبارت کیا سمجھ کر نقل کی ہے۔ مگر یقین ہے کہ آپ اس پر بھی آمادہ نہ ہوں گے کیوں کہ خود آپ کو اپنی کمزوری کا یقین ہے۔

قادیانی کی استادی شاگردی کا پھر آپ نے تذکرہ کیا ہے حالانکہ شروع سے اب تک قریباً ہر بیان میں میں نے آپ کو اس کا جواب دیا ہے اور میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ تحذیر الناس سے انکار ختم نبوت زمانی نکالنے کا سبق مرزائیوں نے آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ہی سے سیکھا ہے۔ پس اس باب میں مرزائیوں کے استاد فاضل بریلوی ہی ہیں نہ کوئی اور۔

نیز میں اپنے گزشتہ بیانوں میں یہ بھی واضح کر چکا ہوں کہ مصنف تحذیر الناس رح کے عقیدے اور تحذیر الناس کی تصریحات کی رو سے مرزا قادیانی اور سارے مرزائی کافر ٹھہرتے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ آپ برابر یہی کہے جا رہے ہیں کہ اس بارے میں قادیانی مصنف تحذیر الناس کے شاگرد ہیں۔ بہرحال اس کے جواب میں، میں نے صرف یہ عرض کیا ہے کہ۔

——— ۹ :۔ " استادی شاگردی کا جواب بھی آپ پا چکے ہیں، مجھے بار بار دہرانے کی ضرورت نہیں "

آپ نے پھر اس مرتبہ " اشد العذاب صفحہ ۱۵ " کی عبارت لکھی ہے حالانکہ میں پوری تفصیل کے ساتھ اس پر کلام کر چکا ہوں کہ ہمارے آپ کے موجودہ مقدمہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں بمشکت جواب پانے کے بعد بھی پھر اسی کا ذکر کرنا اور جواب الجواب سے خاموش

رہنا عاجزی کی دلیل ہے۔ اس لئے میں نے اس کے جواب میں صرف یہی عرض کیا ہے کہ۔

"مولانا مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ کی عبارت کا آپ کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر بار بار اسی کا ذکر کرنا عاجزی کی دلیل ہے"

چونکہ میں پہلے یہ بحث تفصیل سے کر چکا ہوں اس لئے یہاں اسی اجمالی جواب پر اکتفا کرتا ہوں۔

آپ نے تحذیر الناس صفحہ ۲۹ کی عبارت کا پھر حوالہ دیا ہے اور بڑی دیدہ دلیری سے پہلوں کے متعلق یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس میں خود مصنف تحذیر الناس نے اقرار کیا ہے کہ مجھ سے پہلے تمام امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عقیدہ تھا کہ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضورؐ سب سے پچھلے نبی ہیں" الخ ——— اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ افتراء اور بہتان کے باب میں نہایت بیباک اور بڑے بہادر ہیں۔ میں اپنے کل کے بعض بیانات میں تحذیر الناس صفحہ ۲۹ کی پوری عبارت پڑھ کر آپ کو اور تمام حاضرین کو دکھلا چکا ہوں کہ وہاں اس مضمون کا نام و نشان بھی نہیں جس کے آپ مدعی ہیں۔ بلکہ وہاں تو سرے سے "خاتم النبیین" کی تفسیر ہی میں بحث نہیں، وہ سارا کلام تو اثر ابن عباسؓ کی تاویلات پر ہے، اس جواب کے پا جانے، اور افتراء و بہتان کا پردہ چاک ہو جانے کے بعد بھی اسی چیز کو پھر زبان پر لانا فی الحقیقت بڑی دیدہ دلیری ہے۔ بخدا اگر میری زبان سے ایسی غلط بات نکل جاتی تو مجھ کو تو کبھی مدت العمر اس کے زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوتی، لیکن آپ ماشاء اللہ اس باب میں بڑے بہادر ہیں۔ کہ خواہ کیسی ہی کمزوری اور قابل شرم بات منہ سے نکل جائے اور اس کی کمزوری اور لغویت معلوم بھی ہو جائے مگر اس کے دہرانے سے آپ کو ذرا ندامت لاحق نہیں ہوتی۔ سچ ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

بہرحال اس کے جواب میں میں نے صرف اتنا عرض کیا ہے کہ۔

——— "بہ صفحہ ۲۹ والی عبارت کا جواب اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ میری پہلی تحریریں دیکھئے"

آپ نے ختم النبوت فی الآثار صفحہ ۹۰ کی ایک عبارت کا بھی حوالہ دیا ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور صحابہ کرام و تابعین عظام و علماء اعلام سب ہی نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ "خاتم النبیین" کا مفہوم صرف "عدم زمانی" میں منحصر ہے" ——— حالانکہ اُس عبارت میں اس چیز کا خفیف نشان بھی نہیں، وہاں تو صرف یہ بیان کیا جا رہا ہے جبکہ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، آثار صحابہؓ، ارشادات تابعینؒ اور تصریحات علماء سلفؒ سے یہ چیز پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی

کہ "خاتم النبیین" کے معنی "آخر النبیین" ہیں تو پھر کسی کو حق نہیں کہ وہ ان معروف معنی کو چھوڑ کر "خاتم المحدثین" اور خاتم المفسرین" وغیرہ پر قیاس کرکے مجازی معنی لے ـــــ اور یہ بیشک صحیح ہے۔ لیکن مصنف تحذیر الناس نے نہ ان مشہور معنی کو چھوڑا ہے نہ حقیقت کا انکار کرکے کسی مجاز کو اختیار کیا ہے۔ بلکہ ان کا مدعا تو یہ ہے کہ ختم زمانی کے ساتھ ختم مرتبی بھی اس کا مدلول ہے۔ اور اسی ایک لفظ خاتم النبیین سے حضورؐ کے لئے دونوں قسم کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے اور اس کے خلاف نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں، نہ آثار صحابہؓ میں، نہ ارشادات تابعین میں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا ہے کہ۔

ـــــ ۱۲ :- " قرآن مجید اور احادیث کریمہ اور اقوال صحابہ وتابعین وارشادات علماء راسخین میں کہیں مذکور نہیں کہ حضورؐ کی خاتمیت صرف ختم زمانی میں منحصر ہے "

بلکہ میں تو صریح حدیث پیش کرچکا ہوں کہ ہر آیت کے لئے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی" نیز حضرت ابو الدرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بھی الدولۃ المکیہ کے حوالے سے نقل کرچکا ہوں کہ "کوئی شخص اسوقت تک کامل فقیہ نہیں نہیں ہوتا جب تک کہ آیات قرآن کے لئے متعدد محامل نہ نکال سکے" پس کسی ایک آیت کے متعلق بھی یہ دعوی درست نہیں ہو سکتا کہ اس کے بس یہی ایک معنی ہیں۔

اس مرتبہ آپ نے پھر اس افسوسناک بہتان کا اعادہ کیا ہے کہ مصنف تحذیر الناس کے نزدیک خاتمیت زمانی حضورؐ علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس کے خلاف ہے اور اس واسطے اس کا ثابت کرنا حضورؐ کی توہین ہے (معاذ اللہ)۔ میں پہلے ہی آپ کے اس بہتان کا رد کرچکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ اس میں ذرہ برابر بھی صداقت نہیں۔ اور تحذیر صفحہ کے جس ناتمام فقرہ پر آپ اس بہتان کی بنیاد رکھ رہے ہیں میں اس کا صحیح مطلب بھی پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرچکا ہوں اور ثابت کرچکا ہوں کہ اس فقرہ کا مطلب بیان کرنے میں آپ افسوسناک خیانت اور شرمناک تحریف سے کام لے رہے ہیں۔ بہرحال چونکہ ان چیزوں پر میں اپنے پہلے بیانات میں کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔ لہذا اب اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اس لئے یہاں اس کے جواب میں میں نے صرف یہ عرض کیا ہے کہ۔

ـــ ۱۳ :- تحذیر صفحہ ۸ کی عبارت میں آپ سخت خیانت سے کام لے رہے ہیں۔ اس جگہ تو صاف مذکور ہے کہ حضورؐ کی خاتمیت ذاتی وزمانی دونوں قسم کو حاوی ہے۔ پھر اس عبارت کے خاتمہ پر صفحہ ۱ والی عبارت آپ میری تحریر میں ملاحظہ فرمایئے جس میں ختم نبوت زمانی کے منکر کو بدلائل قاہرہ کافر ثابت کیا گیا ہے "

بہر حال چونکہ صفحہ ۸ کی وہ پوری عبارت اور اس کا صحیح مطلب میں کل آپ کے اور تمام حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کر چکا ہوں اور دلائل کی روشنی میں آپ کی غلط گوئی اور بہتان طرازی ثابت کر چکا ہوں اس لئے یہاں اسی مختصر جواب پر اکتفا کرتا ہوں۔

آپ نے اس مرتبہ پھر " فتاوٰی الحرمین " کا ذکر کیا ہے اور پھر یہ دعوٰی کیا ہے کہ اس میں تحذیر الناس کی عبارات کو بالترتیب بحوالہ صفحات لکھ کر کفر کا حکم لگایا گیا ہے اور علماء حرمین نے اس سے اتفاق کیا ہے۔ میں اس کے جواب میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت بحث حسام الحرمین کی ہے اور اسی کے متعلق میرا دعوٰی ہے کہ اس میں تحذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں خیانت اور تحریف سے کام لیا گیا ہے۔ فتاوٰی الحرمین کے متعلق میری بحث نہیں ہے۔ الغرض اب بھی میرا یہی جواب ہے۔ چنانچہ میں نے عرض کیا ہے۔

۱۴۔ " آپ حسام الحرمین کی خیانت تسلیم کر لیجئے، پھر فتاوٰی الحرمین کا بھی نہایت مسکت جواب پیش کر دیا جائے گا "

اور انشاء اللہ ثابت کر دیا جائے گا کہ اس میں حسام الحرمین سے بھی زیادہ سنگین تحریف اور افسوسناک خیانت ہے۔

آپ نے اس مرتبہ پھر یہ لغو بات کہی ہے کہ " چونکہ " خاتم النبیین " مستقل آیت نہیں ہے بلکہ آیت کا ایک لفظ ہے اس لئے وہ حدیث " لکل آیۃ منھا ظھر و بطن " کے تحت میں نہیں آتا " میں اس کے جواب میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ کسی آیت کے باطنی معنی اسی طرح لئے جا سکیں گے کہ اس کے مفردات کے بھی باطنی معنی لئے جائیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ مفردات تو سب ظاہری معنوں پر محمول ہوں اور آیت کے معنی باطنی بن جائیں۔

علاوہ ازیں میں نے اپنے پہلے کسی بیان میں آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتاب " الدولۃ المکیۃ " کی عبارت پیش کی تھی جس میں تصریح ہے کہ کامل تفصیل یہی ہے ..... کہ قرآن کریم کے ایک لفظ کو متعدد معانی پر محمول کیا جائے چنانچہ یہاں بھی میں نے اسی جواب پر اقتصار کیا ہے اور عرض کیا ہے کہ۔

۱۵۔ " الدولۃ المکیۃ صفحہ ۴۳ کی عبارت میں یہ لفظ موجود ہیں۔ " قد فسرہ بعضھم بان المراد ان یروی اللفظ الواحد یحتمل معانی متعددۃ فیحمل علیھا اذا کانت غیر متضادۃ۔ الخ " لہٰذا صرف لفظ خاتم النبیین سے دونوں معنی (ختم ذاتی و زمانی)

نکالنا کمال تعصب ہے۔"

اور یہ کہنا کہ لفظ خاتم النبیین کے مفہوم ختم زمانی میں منحصر ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے محض ادعاء باطل ہے جس کا بار بار رد کیا جا چکا ہے۔

میں نے اپنے کسی بیان میں تحذیر الناس صفحہ ۱۰ کی عبارت پیش کی تھی جس میں مصنف تحذیر الناس رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ختم نبوت زمانی ثابت کر کے اس کے منکر کو صریح الفاظ میں کافر لکھا ہے ـــــ آپ نے اس کے متعلق پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر کہا ہے کہ ـــــ "یہ تو خود اپنے کافر و مرتد ہونے کا اقرار ہے" شوق تکفیر کی اس سے زیادہ افسوسناک مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ کسی کتاب کے مختلف صفحات کے مختلف فقروں کو آگے پیچھے کر کے ایک مسلسل عبارت بنا کر اس سے زبردستی ختم نبوت زمانی کا انکار نکالا جائے۔

اور اسی کتاب میں جہاں صراحۃً ختم نبوت زمانی کا اثبات بلکہ اس کے منکر کی تکفیر بھی مذکور ہو جس سے مصنف کتاب کا مسلک اس بارہ میں واضح ہوتا ہو اس کو کفر و ارتداد کا اقرار کہا جائے یا للعجب! بہرحال یہاں اس کے جواب میں میں نے صرف اتنا عرض کیا ہے کہ۔

ـــــ ۱۴ ۱۰ "مولانا صفحہ ۱۰ کی عبارت ان کے مسلک کو واضح کر رہی ہے اس کو اقرار کفر قرار دینا انتہائی دیدہ دلیری ہے"

آپ نے اس چیز کا اعادہ کیا ہے کہ صفحہ ۱۴ و ۲۰ کے فقروں میں "بلکہ" کا لفظ چونکہ اضراب کے لئے ہے اس لئے وہاں سے مستقل جملے شروع ہوتے ہیں۔ اور دونوں قضیے شرطیہ متصلہ ہیں جن کا ماقبل سے کوئی خاص تعلق نہیں۔ میں پہلے بتفصیل بتا چکا ہوں کہ یہ دونوں جملے محل جزا میں ہیں اور ان کی شرط اوپر مذکور ہے جس کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے نقل کرنے سے چھوڑ دیا ہے اور "بلکہ" کا لفظ عاطف ہے اور اسی کے ذریعہ سے اس کا مابعد ماقبل سے ربط کھا رہا ہے۔ بہرحال چونکہ میں اپنے پہلے بیانات میں اس مضمون پر تفصیلی روشنی ڈال چکا ہوں اس لیے یہاں میں نے صرف اتنا ہی عرض کیا ہے کہ

ـــــ ۱۷ ۱۰ "بلکہ کا لفظ خود اس پر دال ہے کہ لاحق کا سابق سے خاص تعلق ہے"

اگر آپ کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہو تو کسی اچھے اردو دان کے سامنے دونوں عبارتیں صفحہ ۱۴ و ۲۰ کی رکھ دیجئے اور اس سے فیصلہ کرا لیجئے کہ ان میں "بلکہ" تک مابعد کو ماقبل سے خاص ربط ہے یا نہیں اور "بلکہ" سے پہلی عبارت چھوڑ دینے سے مضمون خبط

ہوجاتا ہے یا نہیں ؟

میں نے آپ نے اس دعوے کے ابطال کے لئے کہ "معنی خاتم النبیین" ختم زمانی میں منحصر ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے۔ حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "دافع الوسواس" سے علامہ بحرالعلوم رح کی کتاب "فتح الرحمٰن" کا حوالہ دیا تھا کہ اس میں اس حصر کے خلاف تصریح موجود ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ خواہ انہوں نے کچھ لکھا ہو مگر، ختم النبوۃ فی الآثار میں تو اس حصر پر اجماع تسلیم کرلیا گیا ہے۔ لہٰذا اس کے مصنف (مولانا محمد شفیع صاحب) کے فتوے سے تو مصنف تحذیر الناس کافر ہو ہی گئے :: مجھے آپ کی اس جرأت پر رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے۔ میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ جس حصر کے آپ مدعی ہیں ختم النبوت فی الآثار میں اس کا نام و نشان بھی نہیں اور نہ کوئی اور ہی اس اجماع کا ثبوت ہے۔ مگر آپ وہی سبق رٹے جاتے ہیں۔ بہرحال میں نے یہاں پھر عرض کیا ہے کہ۔

——۱۸-۱۰ "دعوائے اجماع کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے آپ قیامت تک حصر پر اجماع کا ثبوت پیش نہیں کرسکتے"

میں نے آپ کے اسی دعوائے اجماع کے ابطال کے لئے مولانا رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی سے دو شعر بھی پیش کئے تھے اور اپنے پہلے کسی بیان میں ان کے مطلب پر بھی روشنی ڈالی تھی اور بتلایا تھا کہ ان اشعار میں حضورؐ کی خاتمیت کی جو تفسیر کی گئی ہے وہ معنی معروف (ختم زمانی) کے علاوہ ہے۔ اور قریب قریب وہی ہے جس کا نام مصنف تحذیر الناس کی اصطلاح میں ختم ذاتی ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ ان شعروں میں "خاتم النبیین" کے معنی نبی بالذات لئے گئے ہیں تو میں اپنی شکست تسلیم کرلوں گا۔ ان اشعار کو میں نے اپنے جس دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے وہ صرف یہ ہے کہ "خاتم النبیین کے معنی خاتم زمانی کے معنی میں منحصر نہیں اور میرے اس مدعا کا ثبوت ان شعروں سے بالکل واضح ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ عارف رومی رح نے ان اشعار میں "خاتم" کی جو تفسیر کی ہے وہ مولانا نانوتوی مرحوم کی تحقیق سے بہت قریب ہے۔ جس کی تفسیر مثنوی کی شروح میں دیکھی جاسکتی ہے[1]۔ لیکن آپ کا حال یہ ہے کہ میں کوئی بدیہی سے بدیہی چیز بھی کہوں تو آپ اس کے انکار پر تیار ہیں۔ لہٰذا اس کا فیصلہ کہ مثنوی کے اشعار سے میرا مدعا پورا ہوتا ہے یا نہیں

---

[1] شروح مثنوی کی وہ عبارات رسالہ ہذا کے حصہ پہ درج ہوچکی ہیں۔

حکم ہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے اور میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں چنانچہ میں نے عرض کیا ہے کہ۔

——— ۱۹ :- " مثنوی شریف کے دونوں شعروں سے میرا مدعا یقیناً ثابت ہے۔ شارحین مثنوی کا کلام دیکھئے اور کسی کو حکم بنا کر فیصلہ کر لیجئے "

میں نے خاتم النبیین کی تفسیر کے بارہ میں مصنف تحذیر الناس حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کو آسان کر کے سمجھانے کے لئے " خاتم للاطباء " کی مثال دی تھی، آپ نے از راہ خوش فہمی اس مثال کو قیاس سمجھا اور اپنے پہلے کسی بیان میں کہا کہ اس قیاس سے نبی اور نبوت کی توہین ہوتی لہٰذا یہ کفر ہو گیا۔ میں نے اسی وقت جواب دیا تھا کہ یہ آپ کی خوش فہمی ہے اور کفر دوستی کہ آپ مثال کو قیاس سمجھ رہے ہیں اور اس پر زور شور سے کفر کا حکم لگا رہے ہیں ورنہ مثال اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے۔ چونکہ اس پر بھی میں پہلے کافی روشنی ڈال چکا ہوں اور آپ کے اس مغالطہ کی اچھی طرح قلعی کھول چکا ہوں۔ اس لئے یہاں اس کے جواب میں صرف اتنا ہی عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ۔

——— ۲۰ :- " میری مثال بالکل واضح ہے فہم عالی کا قصور ہے "

آپ نے پہلے بھی کہا اور اب بھی کہا ہے کہ نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی طرف باطل ہے اور اس کے ثبوت میں ختم النبوت فی الآثار کی ایک عبارت پیش کی تھی۔ میں پہلے ہی اس کا مفصل جواب عرض کر چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ یہ بھی سراسر آپ کی خوش فہمی کا کرشمہ ہے ورنہ ختم النبوت فی الآثار اور تحذیر الناس کے مضمون میں کوئی تضاد اور تناقض نہیں۔ ختم النبوت میں جس مرزائی عقیدہ کا ابطال کیا گیا ہے اس کا تحذیر الناس میں نام و نشان بھی نہیں۔ اور تحذیر الناس میں جو تحقیق کی گئی ہے اس سے ختم النبوت میں کہیں تعرض نہیں۔ اصل یہ ہے کہ ابھی تک آپ نے نبوت بالذات اور نبوت بالعرض کے معنی ہی نہیں سمجھے ہیں۔ چنانچہ میں نے یہاں صرف یہی عرض کیا ہے کہ۔

——— ۲۱ :- " آپ نے نبوت بالذات اور بالعرض کو شاید ابھی سمجھا ہی نہیں تحذیر الناس دیکھئے اور سمجھئے "

اور ہاں میں تو اپنے بیان میں یہ بھی بتلا چکا ہوں کہ اس بارے میں مولانا نانوتوی مرحوم کی جو تحقیق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت بالذات ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کی بالعرض۔ اس سے خود آپ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے اس چیز کو تسلیم کیا ہے۔ اور میں " جزاء اللہ عدوہ " کے حوالہ سے ان کی وہ عبارت بھی کل پڑھ کر سنا چکا ہوں۔ اللہ کی شان ہے آپ کہتے تھے کہ اس تقسیم کو مولوی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے غلط اور باطل

قرار دیا ہے ۔ اور میں نے ثابت کیا کہ آپ کے اعلیٰ حضرت خود اس عقیق سے متفق ہیں ۔ بجز اللہ عدوہ کی عبارت کے متعلق آپ کا یہ ادعا کہ اس میں نبوت کے علاوہ دوسری نعمتوں کا ذکر ہے ۔ محض باطل ہے ، اس میں تو صاف یہ الفاظ ہیں ۔

" ہر نعمت قلیل ہو یا کثیر ، صغیر ہو یا کبیر ، جسمانی ہو یا روحانی ، دینی ہو یا دنیوی الخ "

ان عمومات در عمومات کے بعد کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس میں نبوت داخل نہیں ہے ۔ ؟

آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں بار بار اس چیز پر زور دیا تھا کہ تحذیر الناس کے جو متفرق فقرے حسام الحرمین میں نقل کئے گئے ہیں وہ بالکل مستقل جملے ہیں ، جن کا مطلب سمجھنے کے لئے ماقبل و مابعد کی عبارت دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور ان میں سے ہر فقرہ مستقل طور پر موجب کفر ہے ۔ اس کے جواب میں میں نے ایک بات یہ بھی کہی تھی کہ اگر آپ کی یہ چیز صحیح تسلیم کر لی جائے تو آپ کے اعلیٰ حضرت بھی کافر ٹھہریں گے ۔ کیوں کہ تحذیر الناس صفحہ ۱۴ کا جو فقرہ حسام الحرمین میں منقول ہے اس کے مضمون کے وہ خود بھی قائل ہیں ۔ اور اس کے ثبوت میں میں نے ان کے ملفوظات کا حوالہ پیش کیا تھا ۔ اس کے جواب میں آپ نے پہلے بھی کہا تھا اور اس مرتبہ بھی اسی کو دہرایا ہے ۔ کہ صفحہ ۱۴ کے اس فقرے سے پہلے یہ عبارت ہے کہ " آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا الخ " ——— تو اس پہلے جملے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے جملے میں " نبی ہونے " سے جدید نبی کا مبعوث ہونا مراد ہے " اور ملفوظات میں جن چار نبیوں کا وجود اس دور میں بھی تسلیم کیا گیا ہے وہ سب حضورؐ سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں ۔ اس لئے ملفوظ کے کلام اور تحذیر الناس کے مضمون میں فرق ہو گیا ۔

میں آپ کی اس بات کا جواب پہلے ہی دے چکا ہوں کہ یہ تو جواب نہیں ہوا بلکہ میرے دعوے کو تسلیم کر لیا گیا ، میرا دعویٰ تو شروع ہی سے یہ ہے کہ حسام الحرمین میں جو فقرے تحذیر الناس کے نقل کئے گئے ہیں وہ ناتمام ہیں اور جب تک کہ ان کا ماقبل و مابعد نہ دیکھ لیا جائے ان کا پورا مطلب سمجھ میں نہیں آ سکتا اور نہ ان پر کوئی حکم لگایا جا سکتا ہے ——— اب آپ نے اپنے اعلیٰ حضرت کو کفر سے بچانے کے لئے خود ہی تسلیم کر لیا کہ ہاں صفحہ ۱۴ کے فقرے کا صحیح مطلب معلوم ہونا اس سے پہلی عبارت کے دیکھنے پر موقوف ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جتنا فقرہ حسام الحرمین میں نقل کیا گیا ہے اس میں نبی کے ساتھ جدید یا قدیم کی کوئی قید نہیں ۔ پس اگر اس کو ماقبل سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے اور اسی پر حکم کفر لگایا جائے ۔ تو آپ کے اعلیٰ حضرت ضرور کافر ٹھہریں گے اسی لئے میں نے جواب میں عرض کیا ہے کہ ۔

۲۲ :- " جیسا کہ عرض کر چکا ہوں صفحہ ۱۴ کا جو فقرہ حسام میں نقل کیا گیا ہے اس کی رو سے مولوی احمد رضا خان صاحب

ضرور کافر ٹھہریں گے "

آپ نے کہا تھا کہ قادیانی بقاء نبوت پر تحذیر الناس کی عبارات سے استدلال کرتے ہیں، میں نے اس کا جواب دیا کہ ہاں وہ مخذولین جس طرح قرآن و حدیث اور بہت سے اکابر امت (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی و امام عبدالوہاب شعرانی و حضرت شیخ اکبر و ملا علی قاری و حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم) کے کلام سے غلط طور پر اجراء نبوت پر استدلال کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کے اعلیٰ حضرت سے سیکھ کر تحذیر الناس کی عبارات سے بھی وہ بقاء نبوت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ ان حضرات اکابر سے ان کا استدلال محض افتراء باطل ہے۔ میں نے پہلے بھی کہا اور پھر کہتا ہوں کہ ایسے ہی تحذیر الناس کی عبارات سے بھی ان کا استدلال محض افتراء باطل ہے کیوں کہ ان کا استدلال ان ہی عبارات سے ہے جن پر میری آپ کی بحث ہو رہی ہے اور میں بعون اللہ بدلائل قاہرہ ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں انکار ختم نبوت کی بو بھی نہیں ہے بہرحال مرزائیوں کے استدلال کے متعلق میرا جواب پھر یہی ہے کہ

——— ۱۲۳ء " قادیانیوں کا استدلال تحذیر الناس سے پہلے اور بزرگان دین کے اقوال سے ہے "

آپ قادیانی لٹریچر کو دیکھیں اس میں جہاں کہیں اس بحث پر کلام ہوگا۔ وہاں پہلے آیات قرآنی، احادیث نبوی، آثار صحابہ، اقوال سلف سے استدلال کیا گیا ہوگا اور سب سے آخر میں تحذیر الناس کا ذکر ہوگا۔

" اس کے علاوہ جو چیزیں آپ نے فرمائی ہیں بحمداللہ ان سب کا جواب میری تحریروں میں موجود ہے "

میں وقت کی تنگی کی وجہ سے فرداً فرداً ہر ایک کے متعلق اپنی اس تحریر میں مختصر اشارات بھی نہ کر سکا۔ اور زبانی تفصیل کے لئے بھی وقت کم رہ گیا ہے اس لئے محض سرسری طور پر آپ کے بیان کے باقی اجزاء کے متعلق کچھ اشارات کرتا ہوں۔ تحذیر کے لفظ عوام کا مصداق میں خود مصنف کی تصریح کی روشنی میں متعین کر چکا ہوں اور اس سلسلہ میں آپ کے جو شبہات تھے ان کا مفصل جواب اپنے گزشتہ بیانات میں دے چکا ہوں البتہ ہٹ دھرمی کا کوئی علاج نہیں۔

میں عارف رومی کے وہ اشعار پیش کر چکا ہوں جن میں انہوں نے خاتم کے معنی قریب قریب وہی کئے ہیں جس کو تحذیر الناس میں " نبی بالذات " کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے آپ مثنوی کی شروح دیکھ کر اطمینان کر سکتے ہیں۔ میں ختم النبوۃ فی الآثار اور شفاء کی عبارات پر مفصل کلام کر چکا ہوں اور مدلل طور پر بتلا چکا ہوں کہ ان میں وہ حصر نہیں جس کے آپ مدعی ہیں شفاء کی عبارت کا سیاق و سباق اس پر شاہد ہے اور ختم النبوت کے مصنف زندہ ہیں ان سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

نبوت بالذات کے لئے ختم زمانی کے لزوم پر آپ نے جو اعتراض کیا ہے وہ بالکل مہمل ہے۔ آپ بتلائیں کہ کیا آپ کو یہ لزوم تسلیم نہیں ہے ؟ ـــــ ہاں بے شک تحذیر الناس میں یہی کہا گیا ہے کہ اگر خاتم النبیین کے معنی صرف خاتم زمانی لئے جائیں گے اور اس کو اسی پر منحصر کیا جائے گا تو وہ خرابیاں لازم آئیں گی جو تحذیر میں مفصلاً مذکور ہیں۔ لیکن اگر اس کو ختم زمانی اور نبوت بالذات سے عام رکھا جائے گا (جیسا کہ مصنف تحذیر کا مدعا ہے) تو ان میں سے کوئی خرابی بھی لازم نہیں آئے گی۔ نہ معلوم اس میں کیا بات قابل اعتراض آپ کو نظر آتی ہے۔

ختم کے جو معنی لغت میں ہیں یعنی " انتہاء " وہ جس طرح ختم زمانی پر صادق آتے ہیں اسی طرح موصوف بالذات پر بھی۔ کیوں کہ ہر ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر منتہی ہوتا ہے۔ پس خاتم دونوں سے عام ہوگا۔ اور یہ دونوں اس کے تحت میں مندرج ہوں گے۔ اور تحذیر الناس کی عبارت میں جو نوع کا لفظ آیا ہے اس سے اسی قدر مراد ہے۔

ختم النبوت میں مجاز کی نفی کی گئی نہ کہ اس عموم مجاز کی جو حقیقی معنی پر بھی حاوی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں عموم مجاز کی صورت کو صرف بطور احتمال نقل کیا گیا ہے نہ یہ کہ وہ مصنف تحذیر الناس کا مختار ہے۔ ایسے ہی دلالت التزامی کی صورت بھی احتمال ہی کے طور پر لکھی گئی ہے اور لزوم کی تقریر خود تحذیر ہی میں موجود ہے وہیں دیکھ لیجئے۔ اور سمجھ میں نہ آئے تو دریافت کر لیجئے۔ دلالت التزامی میں جو لزوم معتبر ہے وہ کتب فن میں بتلا دیا گیا ہے اگر آپ یہ اقرار کریں کہ مجھے معلوم نہیں تو میں ہی بتلا دوں گا۔

آپ نے نماز روزہ کی جو مثالیں سوال کی شکل میں پیش کی ہیں۔ ان کو مسئلہ زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ان کی بنیاد اس پر ہے کہ نماز روزے کی فرضیت کے قرآن سے ثابت ہونے کا انکار کیا جائے۔ اور تحذیر الناس میں ختم زمانی کے قرآن سے ثابت ہونے کا انکار نہیں کیا گیا، بلکہ اس کو چند طریقوں سے قرآن سے ثابت ملتے ہوئے تواتر اور اجماع سے بھی ثابت کیا گیا ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ یہ واقعی حقیقت اور عین ایمان ہے۔

اب تحذیر الناس کی بحث کے متعلق آپ کے بیان کا کوئی جز ایسا باقی نہیں رہا جس کا جواب نہ ہو چکا ہو۔ اگرچہ مجھے اس کا افسوس ہے کہ وقت کی تنگی کی وجہ سے بعض چیزوں کی ضروری تفصیل بھی رہ گئی لیکن اگر ضرورت داعی ہوئی تو انشاء اللہ کسی آئندہ نوبت میں ان کی بھی تفصیل کر دی جائے گی۔

جواب والی بحث اصل موضوع سے خارج ہے۔ تاہم میں اس کا کافی جواب اپنی پہلی تقریر میں دے چکا ہوں اور ضرورت پڑی تو آئندہ اس کے متعلق کچھ اور عرض کروں گا۔ اس وقت تو صرف یہی عرض ہے کہ۔

"وہ بحث خارج از بحث ہے تاہم اس کا جواب سیف یمانی کے صفحات میں ملاحظہ فرمالیجئے"

اس میں اس بحث کی کافی سے زیادہ تفصیل کر دی گئی ہے جس کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔

"پھر آخر میں بطور تلخیص مدعا عرض ہے کہ تحذیر الناس کے زیر بحث تینوں فقروں میں سے کسی ایک سے بھی ختم نبوت کا انکار ہرگز نہیں نکلتا ـــــ صفحہ ۳ کے فقرے میں مصنف تحذیر الناس رحمۃ اللہ علیہ نے حضورؐ کی خاتمیت زمانی میں حصر کرنے کو عوام کا خیال بتلایا ہے ورنہ خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی خود ان کے نزدیک آیت "خاتم النبیین" کا مدلول ہے۔ جیسا کہ تحذیر الناس صفحہ ۸ و ۹ پر پورے شرح وبسط کے ساتھ مذکور ہے، نیز میں نے اپنے سب سے پہلے بیان میں تحذیر صفحہ ۱۰ سے جو عبارت نقل کی ہے اس کے ان الفاظ پر غور فرمایئے ـــــ "ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی اوکما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ "خاتم النبیین" سے ماخوذ ہے۔ اس باب میں کافی ہے ـــــ اس عبارت سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف تحذیر الناس کے نزدیک ختم نبوت زمانی بھی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہے۔ پس صرف شوق تکفیر پورا کرنے کے لئے خود مصنف کی تصریحات کے خلاف اس کی عبارت کا مطلب بیان کرنا سخت ظلم و بددیانتی ہے"

اور آپ کے اعلیٰ حضرت نے حسام الحرمین میں اس فقرے سے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ مصنف تحذیر الناس خاتمیت زمانی یعنی حضورؐ کے آخری نبی ہونے کے بالکل منکر ہیں اور انکے نزدیک محض ناسمجھ عوام کا خیال ہے اور اسی پر انہوں نے تکفیر کی بنیاد رکھی ہے۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ آپ نے یہ تسلیم کر لیا کہ صفحہ ۳ کی اس عبارت میں حصر ہی کا انکار ہے اور اسی کو عوام کا خیال بتلایا گیا ہے رہا آپ کا یہ ادعا کہ حصر کا انکار کفر ہے، یہ محض غلط اور باطل ہے جس کو میں پہلے بہ تفصیل عرض کر چکا ہوں۔

"علیٰ ہذا صفحہ ۱۴ و ۲۰ کے دونوں فقروں کا تعلق صرف خاتمیت ذاتیہ سے ہے اور ان کا مطلب بس یہی ہے کہ اگر بالفرض حضورؐ کے زمانہ اقدس میں کہیں اور کوئی نبی ہو تو آپ کی خاتمیت ذاتیہ علیٰ حالہا باقی رہے گی۔ اور زمانہ نبوی میں یا اس کے بعد کسی اور نبی کا ہونا آپ کی شان خاتمیت ذاتیہ کے منافی ہے یا نہیں؟ تو اگر خدا نے نظر انصاف دی ہو، اس کا جواب بھی ان ہی فقروں کے ان حصوں سے معلوم ہو سکتا ہے جن کو مولوی احمد رضا خان صاحب نے ازراہ خیانت حذف کر دیا ہے۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم

ہو جائے گا کہ خود مصنف تحذیر الناس کے نزدیک بھی یہ چیز ختم نبوت زمانی کے منافی ہے۔ اور اگر کوئی بدبخت اس کا قائل ہو تو وہ مصنف تحذیر الناس کی تصریحات کے مطابق یقیناً کافر اور خارج از اسلام ہے"

تحذیر الناس صفحہ ۱۰ کی عبارت میں اپنے پہلے بیانات میں پیش کر چکا ہوں وہ میرے اس دعوے کے لئے شاہد عدل ہے۔ "اور کیا اس تحذیر الناس میں جابجا سد باب مدعیان نبوت کے الفاظ آپ کو نظر نہیں آتے؟"

اور پھر تحذیر الناس ہی کی خصوصیت نہیں۔ مولانا مرحوم کی دوسری تصنیفات میں بھی ختم نبوت زمانی کا اقرار و اثبات اور اس کے منکروں کا اکفار صراحت سے موجود ہے۔

چنانچہ آپ کی مشہور کتاب مناظرہ عجیبہ کی سب سے پہلی سطر یہ ہے، حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلم ہے کہ آپ اول مخلوقات ہیں" نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر فرماتے ہیں۔ خاتمیت زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق کی تہمت کا البتہ کوئی علاج نہیں، سو اگر ایسی باتیں جائز ہوں تو ہمارے منہ میں بھی زبان ہے" پھر اسی کے صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں۔ ہاں یہ مسلم کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے" پھر اسی کے صفحہ ۱۰۳ پر ہے" بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں جو اس میں تامل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں"

کیا ان کھلی اور واضح تصریحات کے ہوتے ہوئے کسی کا یہ کہنا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی نبی کا آنا مصنف تحذیر الناس جائز سمجھتے ہیں نہایت افسوسناک بہتان نہیں ہے؟ بہرحال تحذیر الناس کے تینوں فقرے بالکل بے غبار ہیں اور مصنف تحذیر الناس مرحوم ختم زمانی کے منکر کو کافر سمجھتے ہیں لیکن خدا کا خوف اور نظر انصاف چاہئے۔ ع

ہنر بچشم عداوت ــــ بزرگ تر عیب است

ہاں مصنف تحذیر الناس کا جرم صرف اس قدر ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاتمیت زمانی کے ساتھ خاتمیت ذاتی بھی ثابت کرتے ہیں۔ لیکن یہ جرم تنہا ان کا نہیں بلکہ بہت سے اکابر امت ان سے پہلے اس کی تصریحات فرما چکے ہیں۔ علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ علامہ بحر العلوم کے رسالہ "فتح الرحمن" سے ناقل ہیں کہ "مقتضائے ختم رسالت دو چیز است، یکے آنکہ بعد وے رسول نباشد، دیگر آنکہ شرع آں عام باشد"

(دافع الوسواس صفحہ ۴۲)

نیز حضورؐ کا اوّل مخلوقات ہونا بھی اسی کی طرف مشیر ہے۔ اور جمع الفوائد میں ہے۔

عن العرباض بن ساریۃؓ رفعہ انی عند اللہ لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینتہ الخ۔

حدیث کے معنی جب ہی صحیح ہو سکتے ہیں جب کہ آپ کے لئے خاتمیت ذاتیہ بھی تسلیم کی جائے۔

چونکہ وقت ختم ہو گیا اس لئے اسی قدر پر اکتفا کرتا ہوں۔ اس کی توضیح و تائید میں جو کچھ عرض کرنا تھا وہ انشاء اللہ آئندہ عرض کروں گا۔

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہٗ

# مولوی حشمت علی صاحب کا پانچواں بیان

مولوی صاحب موصوف نے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہٗ کی تقریر کے دوران ہی میں اپنا یہ تحریری بیان تیار کرلیا تھا جو تقریر شروع کرنے سے پہلے ہی حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے حوالہ کردیا لیکن اس مرتبہ اس کی توضیح میں کوئی تقریر نہیں کی۔ حتیٰ کہ اس کو خود پڑھ کر سنایا بھی نہیں بلکہ اس سے الگ اور آزاد ہو کر تقریر کی۔ تحریری بیان بعینہٖ درج ذیل ہے۔ (از مرتب غفرلہٗ)

○

۶۸۶/۹۲ ۔ ۱ : کا جواب مجمع کے قلوب دے رہے ہیں، آپ میرے سوالات کے نمبروار جواب دیجئے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ ۲ : کا رد قاہر میں نے کردیا۔ ۳ : کا رد بھی میری تحریر میں موجود ہے۔ ۴ : کے پرخچے بھی میں نے اڑا دیئے۔ ۵ : کا جواب بھی لاجواب ہو چکا۔ ۶ : کا جواب بھی لاجواب رہا۔ ۷ : کی دھجیاں بھی میں نے اڑادیں۔ ۸ : اجماع کا ثبوت آپ کے مقتدا مفتی دیوبند کی کتاب سے دے چکا۔ ۹ : کا رد بھی میں نے کردیا۔ الحمدللہ۔ ۱۰ : میں میرا ایک اعتراض آپ نے تسلیم کرلیا۔ ۱۱ : کا زمان شکن جواب دیا جا چکا۔ ۱۲ : کا جواب ختم النبوت فی الآثار ص ۱۰ سے دیا گیا۔ ۱۳ : کا رد قاہر بھی کردیا گیا۔ ۱۴ : کا مسکت جواب ہو چکا فتاویٰ الحرمین پر ایک لفظ بولنے کی آپ کو ہمت نہ ہوئی۔ ۱۵ : کا جواب یہ ہے کہ اللفظ الواحد میں استغراق نہیں چونکہ ضروریات دین میں سے ہے کہ آیت کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں تو یہ لفظ مبارک اس مضمون سے مستثنیٰ رہے گا۔ ۱۶ : کا جواب میرے اعتراضات میں ہو چکا۔ ۱۷ : کا جواب بھی ہو چکا کہ "بلکہ" اضراب کے لئے ہے۔ ۱۸ : کا جواب ہو چکا میں نے آپ کے گھر سے اجماع ثابت کردیا۔ ۱۹ : مثنوی شریف سے اپنا مدعائے باطل ثابت

کرنے سے اپنی عاجزی محسوس کرکے حکمیت پر ٹال دیا ۔ ۲۰ ، آپ کی مثال میں نے باطل کردی آپ ابطال کا جواب نہ دے سکے ۔ ۲۱ ، نبوت کی بالذات و بالواسطہ کی طرف تقسیم کو مفتی دیوبند ختم النبوت فی الآثار پر باطل کر چکے ۔ ۲۲ ، کا جواب میں لکھ چکا ہوسکے تو جواب دیجئے ۔ ۲۳ ، کا جواب میں لکھ چکا اس کا رد کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے ۔ سیف یمانی کا رد کتاب رد سیف یمانی موجود ہے "

اس کے بعد آپ نے جو کچھ اپنے مدعا کی توضیح میں لکھا اس سب کا رد قاہر میرے سوالات میں موجود ہے ہوسکے تو جواب لائیے ۔ حدیث شریف میں ہرگز خاتم النبیین کے معنی بنی بالذات نہیں بتائے ۔

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

الامداد کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا ہے اس کا رد میں اپنے سوالات میں کر چکا "

مولوی حشمت علی صاحب نے یہ بیان تحریری حضرت مولانا محمد منظور صاحب کے پاس بھیج دیا اور اس کے متعلق درج ذیل تقریر کی ۔ (از مرتب غفرلہٗ)

حضرات گرامی ! میں نے اپنے پہلے بیان میں مولوی منظور صاحب پر پچاس سوالات قاہرہ نازل کئے تھے ۔ مولوی صاحب نے ان میں سے صرف ۲۲ - ۲۳ نمبروں کا جواب دیا ہے اور وہ جواب بھی ایسا ہے جس کا جواب الجواب بھی میں اپنے اسی بیان میں لکھ چکا ہوں ۔ اور باقی نمبروں کو مولوی صاحب نے چھوا تک نہیں ، اور تھانوی صاحب کے کفر کے متعلق تو آپ ایک لفظ بھی نہ کہہ سکے نہ لکھ سکے اور کہہ بھی کیا سکتے ہیں ۔ میں نے ان کا کفر سارے دیوبندیوں کے پیشوا مولوی گنگوہی صاحب کے فتوے سے ثابت کیا ہے ۔ میں پھر اس چیز کو تفصیل کے ساتھ پیش کرتا ہوں ۔

آپ حضرات بھولے نہ ہوں گے میں نے بتلایا تھا کہ تھانوی صاحب کے ایک مرید نے خواب میں ان کا کلمہ پڑھا اور پھر بیداری کی حالت میں تھانوی صاحب پر درود پڑھی جس میں تھانوی صاحب کو نبی و رسول کہا ، اس نے یہ واقعہ تھانوی صاحب کو لکھ کر بھیجا انہوں نے اس خالص کفر واقعہ کو تسلی بخش بتایا جس کی وجہ سے وہ کافر ہوگئے کیوں کہ رضا بالکفر بھی کفر ہے ۔

مولوی منظور صاحب نے اپنی کسی پہلی تقریر میں اس کے جواب میں کہا تھا کہ اس شخص نے کلمہ شریف چونکہ بحالت

خواب پڑھا تھا۔ اس لئے اس پر کوئی حکم جاری نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ خواب میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں لیکن میرا اعتراض خواب والی غلطی پر نہیں ہے بلکہ حالت بیداری میں اس نے تھانوی صاحب کو نبی کہہ کر ان پر درود پڑھی اور دن بھر پڑھتا رہا۔ اس پر میرا اعتراض ہے اور میں کہتا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ ضرور کافر ہو گیا۔ مولوی منظور صاحب نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ وہ شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا چاہتا تھا مگر بلا قصد اور بے اختیاری کے طور پر اس کی زبان سے حضورؐ کے اسم گرامی کی بجائے مولوی اشرف علی صاحب کا نام نکل گیا تو چونکہ یہ غلطی اس سے بے اختیاری طور پر ہو گئی اس لئے وہ کافر نہیں ہوا۔

اس کے جواب میں میں نے سارے دیوبندیوں کے پیشوا مولوی گنگوہی صاحب کا فتوے پیش کیا جس میں انہوں نے شفا شریف کے حوالہ سے صاف لکھا ہے کہ کلمہ کفر بکنے میں زبان کی بے اختیاری کا عذر مسموع نہیں بلکہ وہ شخص کافر ٹھہرایا جائے گا۔ اور بلا تامل قتل کیا جائے گا۔ اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں شفا شریف کی وہ عبارت پھر فتاوی رشیدیہ سے پڑھ کر سناتا ہوں۔

(اس کے بعد مولوی حشمت علی صاحب نے کتاب الشفاء کی وہ عبارت فتاوی رشیدیہ سے پڑھ کر سنائی جو ان کے پہلے بیان کے ذیل میں درج ہو چکی ہے اور اس کی توضیح و تشریح میں دیر تک تقریر کی اور اس بات پر بہت زور دیا کہ اس میں کلمات کفر کے متعلق بے اختیاری کے عذر کو ناقابل قبول لکھا ہے لہذا تھانوی صاحب کے اس مرید کا یہ عذر کہ میں حضور اقدس علیہ السلام پر درود شریف پڑھنا چاہتا تھا میری زبان سے بلا قصد و اختیار حضور اقدس کے اسم گرامی کے بجائے مولوی اشرف علی صاحب کا نام نکل گیا " قابل پذیرائی نہیں بلکہ وہ اس کی وجہ سے ضرور کافر ہو گیا۔ اس کے بعد مولوی حشمت علی صاحب نے اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل دو چیزیں اور کہیں)۔ (مرتب غفرلہٗ)

میں نے آپ سے سوال کیا تھا کہ اگر کوئی شخص دن بھر کلمات کفر بکتا رہے اور پھر شام کو یہ عذر کر دے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی میں تو چاہتا تھا کہ میں کفر نہ بکوں مگر میری زبان میرے بس میں نہ تھی تو کیا اس کا یہ عذر اس کو کفر سے بچا لے گا آپ نے اس کے جواب میں بھی کچھ نہیں کہا۔

اچھا اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے بلکہ دن بھر طلاق دیتا رہے اور پھر کہے کہ میری زبان سے بلا اختیار طلاق کا لفظ نکل گیا ہے میرا قصد طلاق دینے کا نہ تھا تو کیا اس کی بیوی پر آپ کے نزدیک طلاق نہ

پڑے گی ۔؟

اچھا ایک سوال اور سنئے ۔ فرض کیجئے کہ کوئی شخص دن بھر آپ کے مولوی تھانوی صاحب کو گالیاں بکتا رہے ان کو ۔۔۔ ..... کہتا رہے اور شام کو یہ عذر کرے کہ میں تو آپ کی تعریف کرنا چاہتا تھا مگر بے اختیار میرے منہ سے گالیاں نکلا گیں ۔ تو کیا آپ کے تھانوی صاحب اس کے عذر کو مان لیں گے ۔ اور کیا آپ بھی اس کو معاف کردیں گے میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ حضرات کبھی بھی اس کو معاف نہیں کریں گے تو کیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عزت تھانوی صاحب سے بھی سستی ہوگئی؟

مولوی صاحب ! میری ان تمام باتوں کا جواب آپ کے ذمہ قرض ہے بے کار باتوں میں وقت ضائع نہ کیجئے ۔ میرے ان سوالات قاہرہ کا جواب دیجئے یا کفر سے توبہ کرکے مسلمان ہوجایئے ۔

نوٹ از مرتب غفرلہٗ ——— مولوی حشمت علی صاحب اس تقریر میں نہایت جھنجلائے ہوئے معلوم ہوتے تھے طرز بیان نہایت دل آزار تھا ۔ نیز حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہٗ اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی زید فضلہٗ کے متعلق اس تقریر میں آپ نے نہایت اشتعال انگیز اور دل خراش سوقیانہ کلمات بکثرت اور بے حساب استعمال کئے جس سے اہلسنت کے مجمع میں بار بار برہمی پیدا ہوتی تھی اور امن وامان قائم رکھنے کے لئے ذمہ داران امن اور زعمائے اہلسنت کو غیر معمولی جد وجہد کرنی پڑتی تھی ——— ہم نے بالقصد مولوی حشمت علی صاحب کے ان دل آزار اور جگر خراش الفاظ کو یہاں نقل نہیں کیا ہے ۔ کہ ناظرین کو ان سے سوائے تکدر کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ اس گالی بازی اور اشتعال انگیزی سے ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ کسی طرح مناظرہ کی بلا ان کے سر سے ٹل جائے اور اس میں شک نہیں کہ کسی حد تک وہ اس ارادہ میں کامیاب بھی ہوگئے ۔

مولوی حشمت علی صاحب کی اس تقریر کے ختم پر حضرت مولانا محمد منظور صاحب نے اپنا مندرجہ ذیل تحریری جواب مولوی حشمت علی صاحب کے حوالہ کیا اور اس کے بعد تقریر کا جواب تقریر میں دیا ۔

مرتب غفرلہٗ

# حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا
# چھٹا جوابی بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ نے اپنی اس تحریر میں انہیں باتوں کو دہرایا ہے جن کا جواب نہایت کافی وشافی دیا جا چکا ہے زبانی باتوں کا جواب زبانی سنئے گا۔

آپ تحذیر الناس کی بحث چھوڑ چکے الحمد للہ حق واضح ہوگیا۔ ہر دیکھنے اور سننے والا دیکھتا اور سنتا ہے، اب سارا زور آپ کا صرف خواب والے قصہ پر صرف ہو رہا ہے۔ حالانکہ اوّلاً اس کو تحذیر الناس کی بحث سے تعلق نہیں، اور اگر آپ کے خیال کے مطابق کوئی تعلق بھی ہو (حالانکہ یہ غلط ہے) تو بھی اس پر سارا وقت صرف کرنا اور اصل موضوع کی نسبت کچھ دکھنا ایسی کھلی ہوئی عاجزی ہے جس میں اشتباہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

اپنی اس تحریر میں آپ کا یہ لکھنا کہ حدیث میں ہرگز "خاتم النبیین" کے معنی بالذات نہیں بتانے آپ کے کمال خوش فہمی کی بین دلیل ہے۔ جناب عالی! پوری حدیث پڑھ کر کچھ لکھا کیجئے۔ اگر خاتم النبیین کے معنی خاتم بالذات نہیں ہیں تو اس حدیث کا صحیح مفہوم لکھئے۔

نیز فتح الرحمٰن کی عبارت پر کچھ توجہ کیجئے۔ کیا علامہ بحر العلوم بھی آپ کے نزدیک کافر ہیں؟ عالمگیری وغیرہ کتب فقہ میں خاتمی کی تکفیر سے جو منع کیا گیا ہے وہ آپ کے نزدیک صحیح ہے یا نہیں؟

محمد منظور النعمانی عفا اللہ عنہ

مولوی حشمت علی صاحب کے تحریری بیان کے جواب میں حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے مندرجہ بالا مختصر تحریری بیان پیش کرنے کے بعد ذیل کی تقریر فرمائی۔ مرتب غفرلہ۔

حاضرین کرام ! مولوی حشمت علی صاحب نے مجھے اور میرے احباب کو مشتعل کرنے کے لئے جو سخت اور دل آزار کلمات استعمال کئے ہیں میں ان پر کوئی نوٹس لینا نہیں چاہتا اور اپنے دوستوں سے بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ بھی صبر و تحمل سے کام لیں تو قرآن پاک میں ان کے لئے بشارت عظمیٰ ہے

| | |
|---|---|
| وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ | اور بے شک تم اہل کتاب اور مشرکین سے بڑی اذیت کی باتیں |
| وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ | سنو گے ۔ اور اگر تم نے صبر و تقوے سے کام لیا تو یہ بڑے |
| تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ | اہم کاموں میں سے ہے (آل عمران ۳ ، ۱۸۶) |

اس لئے میں اپنے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کی گالیوں کے جواب میں یہاں سے ان کو گالیاں نہیں دی جائیں گی زبان کے کسی بزرگ کو برا کہا جائے گا ۔

و قل للئیم انت شتمت سراتنا
فلسنا بشتامین للمتشتم

بہرحال ان کی یہ توقع غلط ہے کہ وہ اس گالی بازی اور اشتعال انگیزی سے مناظرہ کو درہم برہم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے وہ (اور ان کے اساتذہ بھی) مجھے بارہا آزما چکے ہیں کہ میں ان کی گالیوں کا کبھی ترکی بہ ترکی جواب نہیں دیا کرتا بلکہ ان کے لئے ہدایت اور شرافت و انسانیت کی دعا کیا کرتا ہوں ۔ اس لئے اب بھی صرف یہی عرض کرتا ہوں ۔

تم شوق سے کوسو مجھے میں تو دعا دوں
جو میرا برا چاہے خدا ! اس کا بھلا کر

اس ضروری گزارش کے بعد میں اصل مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہوں سنئے :

آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ میں نے پچاس سوال کئے تھے جن میں سے صرف ۲۲ ، ۲۳ کا جواب دیا گیا ہے آپ کو اس بارے میں سخت غلط فہمی ہوئی میرے گزشتہ تحریری بیان میں اگرچہ صرف ۲۳ نمبر ہیں ۔ لیکن ان ہی میں آپ کے تمام ان پہلے سوالات کا جواب آگیا ہے جن کا تعلق اصل موضوع سے تھا ۔ کیوں کہ اس کے بعض نمبروں میں آپ کے کئی کئی سوالوں کا جواب دے دیا گیا ہے ۔ مثلاً اس کے دوسرے نمبر میں آپ کے ابتدائی تین چار نمبروں کا جواب دیا گیا ہے ۔ ایسے ہی تیسرے نمبر میں بھی آپ کے تین نمبروں کا جواب دے دیا گیا ہے ۔ علیٰ ہذا القیاس بعد کے بعض نمبروں میں بھی آپ کے کئی کئی نمبروں کا جواب جمع

کر دیا گیا ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ تحریر میں جواب کی پوری تفصیل نہیں کی جا سکی اور نہ کی جا سکتی تھی کیوں کہ آپ نے اپنا بیان تحریری بیس گھنٹے کی فرصت میں تیار کیا تھا اور مجھے اس کے جواب کے لئے آپ نے ایک گھنٹہ کا وقت بھی نہیں دیا۔ اس لئے میں تحریر میں صرف اجمالی اشارات کر سکا لیکن پھر بھی اپنی توضیحی تقریر میں بقدر ضرورت میں نے ہر چیز کی تفصیل کر دی تھی اور آپ کی تحریر کے جن چند آخری نمبروں کا اجمالی جواب بھی تنگی وقت کی وجہ سے تحریر میں نہیں آ سکا تھا ان کا جواب بھی میں تقریر میں دے چکا ہوں آپ ذرا غور کر کے بتلائیں کہ آپ کی کون سی بات جواب سے باقی ہے۔ میں انشاء اللہ آپ کو بتلا دوں گا کہ اس کا میں یہ جواب دے چکا ہوں ——— بہرحال اصل موضوع بحث (مبحث تحذیر الناس) کے متعلق آپ کی کسی بات کا جواب میرے ذمہ باقی نہیں رہا۔ اور الحمد للہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ مصنف تحذیر الناس رحمۃ اللہ علیہ پر آپ کے اعلیٰ حضرت کا فتوائے کفر محض غلط اور سراسر باطل ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔

ہاں یہ صحیح ہے کہ خواب والے قصہ کے متعلق اپنی پچھلی تقریر میں وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے میں کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔ اور اس سلسلہ کے آپ کے سوالات باقی رہ گئے تھے۔ میں نے آئندہ اس پر بھی روشنی ڈالنے کا وعدہ کیا تھا۔ اچھا ہوا کہ اس مبحث پر آپ جو کچھ کہہ سکتے تھے وہ سب اس مرتبہ کہہ چکے۔ اب جواب سنئے! حاضرین کرام بھی بغور سنیں۔ میں واقعہ صحیح نوعیت پہلے بہ تفصیل بتلا چکا ہوں اور اس بارے میں خود صاحب واقعہ کا بیان پیش کر چکا ہوں جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ۔

---

"وہ شخص سو رہا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا چاہتا ہے مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی بجائے اس کی زبان سے مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کا نام نکل جاتا ہے۔ اس کو خواب ہی میں اس سنگین غلطی کا احساس ہوا اور اس نے اس کی تلافی کے لئے پھر صحیح کلمہ شریف پڑھنا چاہا۔ مگر پھر مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ ہی کا نام نکلا۔ چند بار خواب ہی میں ایسا ہوا۔ اس کے بعد خواب ہی میں ایسا محسوس ہوا کہ اس پر ایک خاص قسم کی رقت طاری ہوئی اور نہایت زور سے اس کی ایک چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر گیا۔ اور اس کو محسوس ہوا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی۔ (یہاں تک یہ سب کچھ حالت خواب ہی میں ہوا) اس کے بعد اسی حال میں وہ خواب سے بیدار ہوا لیکن بدن میں بے حسی اور ناطاقتی کا اثر بدستور تھا۔ (جیسے کہ اس قسم کے وحشت انگیز اور پریشان کن خواب کے بعد کچھ دیر تک نیم خوابی کیفیت رہا کرتی ہے) اسی حالت میں اس کو کلمہ شریف کی خواب والی غلطی کا خیال آیا تو اس نے تدارک

کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ لیکن اس میں بھی یہی غلطی ہوئی کہ حضور اقدس کے اسم گرامی کے بجائے زبان سے اشرف علی نکل گیا۔ لیکن یہ غلطی بھی اس سے بلا ارادہ اضطراری طور پر اسی حالت میں ہوئی جب کہ اس پر بے حسی اور ناطاقتی کی کیفیت طاری تھی۔ وہ خواب کی کلمہ والی غلطی کے تدارک کے لئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا چاہتا تھا لیکن اس بے خودی کے عالم میں اس کی زبان سے اضطراری طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی بجائے "اشرف علی" نکل گیا۔"

کلمہ شریف میں اس سے جو غلطی بحالت خواب ہوئی اس کے متعلق میں پہلے مدلل طور پر عرض کر چکا ہوں کہ وہ شریعت میں بالکل معاف ہے۔ کیوں کہ خواب کی حالت میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے اور خواب کی کسی بات پر بھی شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔ خواب میں زنا کرنے والے کو سزا نہیں دی جاتی۔ خواب میں چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ خواب میں طلاق دینے سے بیوی مطلقہ نہیں ہو جاتی وغیرہ وغیرہ۔

بہر حال اس بارے میں جو دلائل میں نے پیش کئے تھے الحمد للہ انہوں نے آپ کو بالکل مجبور کر دیا اور آپ کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ کلمہ شریف کی غلطی پر ہم کو اعتراض نہیں ہے۔ وللہ الحمد ولہ الحجۃ السامیۃ۔

درود شریف والی دوسری غلطی جو خواب سے بیدار ہونے کے بعد اسی بے حسی اور ناطاقتی کی حالت میں اس سے بلا قصد غیر اختیاری طور پر ہوئی، اس کے متعلق بھی میں نے آپ کو بتفصیل بتلایا تھا کہ اصطلاح فقہا میں اس کو "خطا" کہا جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں فتاوی قاضی خان کی یہ عبارت بھی میں پہلے پیش کر چکا ہوں۔

"الخاطی من یجری علی لسانہ من غیر قصد کلمۃ مکان کلمۃ"

اور یہ بھی میں آپ کو بتلا چکا ہوں کہ اس طرح بلا قصد خطا، لسانی کے طور پر اگر کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکل جائے تو وہ موجب کفر نہیں۔ اور اس کے ثبوت میں شامی، فتاوی عالمگیری، فتاوی قاضی خان کی واضح تصریحات میں پیش کر چکا ہوں جن کے جواب میں آپ ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکے اور نہ آئندہ کہہ سکتے ہیں۔ اب ایک عبارت اور پیش کرتا ہوں، اصول امام فخر الاسلام کی شرح "کشف الاسرار" میں ہے۔

| | |
|---|---|
| بالتکلم بکلمۃ الکفر فی حالۃ | نشہ کی حالت میں کلمہ کفر نکل جانے کی وجہ سے مرتد ہونے کا |
| السکر لا یحکم بالردۃ کما لا یحکم | حکم نہیں دیا جائے گا جس طرح کہ خطا اور جنون کی حالت میں ارتداد |

بھا فی الخطاء و الجنون کا حکم نہیں دیا جاتا ۔

اور اسی پر کیا منحصر فقہ حنفی کی تمام مبسوط کتابوں میں یہ مسئلہ مصرّح ہے کہ اگر کسی کی زبان سے بلا قصد و اختیار "خطاء لسانی" کے طور پر کوئی کلمۂ کفر نکل جائے تو اس کی وجہ سے وہ شخص کافر نہیں ہوگا ۔ اگر آپ کو اس سے انکار ہے تو فقہ حنفی کی کسی ایک ہی معتبر کتاب میں آپ اس کے خلاف دکھلا دیجئے ۔ مگر میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ آپ ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے ۔

آپ نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس موقع پر "فتاوی رشیدیہ" سے کتاب الشفا ۔ کی جو عبارت پڑھی ہے اس میں خطا والی صورت سرے سے مذکور ہی نہیں آپ نے اُس کے الفاظ "وقلة مراقبة وضبط للسانه" سے شاید "خطاء لسانی" والی صورت کو سمجھ لیا ہے حالانکہ اس سے مراد "لاپروائی اور بے باکی" ہے اور اس میں اور اصطلاحی "خطا" میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔

آپ نے مجھ سے ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ اگر کوئی شخص دن بھر کلماتِ کفر بکتا رہے اور شام کو بے اختیاری کا عذر کرے تو اس کا یہ عذر مسموع و مقبول ہوگا یا نہیں ؟

اس سوال کا زیر بحث واقعہ سے کوئی تعلق نہیں کیوں کہ یہاں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ دورہ والی غلطی اس شخص سے ایک دفعہ سے زیادہ ہوئی ہو بلکہ یہ غلطی اس سے صرف ایک ہی دفعہ ہوئی تھی ۔ اور ایک دو دفعہ خطاء لسانی کے طور پر ایسی غلطی کا ہو جانا اور وہ بھی کسی وحشت انگیز خواب سے آنکھ کھلنے کے بعد کی بے خودی اور بے حسی کی حالت میں عادۃً کچھ مستبعد نہیں ـــــ لیکن دن بھر کسی کی زبان کا یونہی بہکنا عادۃً مستبعد ہے البتہ اگر اس پر کسی خاص مرض کا حملہ ہو اور اس کی وجہ سے وہ بہکی بہکی باتیں کرے اور اسی حالت میں اس کی زبان سے کلماتِ کفر بھی نکلیں تو بے شک وہ کافر نہ ہوگا لیکن اس کو خاطی نہیں کہا جائے گا بلکہ وہ "معتوہ" اور "مجنون" قرار دیا جائے گا ۔

آپ نے طلاق کے متعلق بھی مجھ سے سوال کیا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ طلاق اور کلماتِ کفر کے احکام میں بہت فرق ہے ، طلاق "مکرہ" کی بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن وہ کافر کسی کے نزدیک بھی نہیں ہوتا ۔ بس ایسے ہی سمجھئے کہ طلاق اگرچہ خاطی کی بھی واقع ہو جاتی ہے لیکن ---------- وہ کافر نہیں قرار دیا جاتا ۔ مجھے تعجب ہے کہ لوگ آپ کے نام کے ساتھ "مفتی" بھی لکھتے ہیں لیکن آپ ان معمولی معمولی چیزوں سے بھی ناواقف ہیں

جو عام کتبِ فقہ میں صراحۃً مذکور ہیں۔

آپ نے ایک بات یہ بھی دریافت کی ہے کہ اگر کوئی شخص تم کو گالیاں دے اور پھر زبان کی بے اختیاری کا عذر کرے تو کیا اس کو تم معاف کر دو گے ؟

میں عرض کرتا ہوں کہ بے شک اگر قرائن اس کے عذر کی تکذیب نہ کریں گے تو ضرور ہم اس کو معاف کر دیں گے مثلاً کوئی شخص نیند سے اٹھایا جائے اور وہ اسی نیم خوابی کی حالت میں ہم کو گالیاں دے اور بعد میں یہ عذر کرے کہ میں خواب میں دیکھ رہا تھا کہ آپ سے میری لڑائی ہو رہی ہے اور میں آپ کو گالیاں دے رہا ہوں اور اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور بالکل بلا قصد میری زبان سے گالی نکل گئی اور اب میں بہت پشیماں ہوں۔ تو بے شک ہم اس کا عذر قبول کر لیں گے اور اگر وہ جھوٹا نہیں ہے تو اللہ کے نزدیک بھی اس کا یہ عذر ضرور مقبول ہوگا۔

لیجئے اس بحث میں بھی اب آپ کی کوئی بات قابلِ جواب باقی نہیں رہی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس کے بعد میں اصل موضوع (مبحث تحذیر الناس) کی طرف پھر متوجہ ہوتا ہوں۔

معزز حاضرین ! کل سے اس وقت تک عبارات تحذیر الناس کے متعلق جو بحث ہوئی ہے۔ اس میں مولوی حشمت علی صاحب نے بے کار اور غیر متعلق باتوں میں بحث کو الجھانے کی بہت زیادہ کوشش کی ہے اور مجھے بھی ان کی باتوں کا جواب دینا پڑا۔ اس لئے بہت ممکن ہے کہ بعض سامعین کو اس سے الجھن پیدا ہو گئی ہو اور اصل مبحث ان کے ذہن میں نہ رہا ہو۔ اس واسطے میں پھر اب تک کی ساری بحث کا خلاصہ منقح کر کے پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حاضرینِ کرام غلط مبحث میں مبتلا نہ ہوں۔

اصل بحث یہ تھی کہ "حسام الحرمین" میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مصنف تحذیر الناس حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نور اللہ مرقدہٗ پر جو کفر کا فتویٰ دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ؟ ——— میرا دعویٰ تھا کہ وہ محض غلط اور سراسر باطل ہے کیونکہ اس کی بنیاد اس پر ہے کہ مصنف تحذیر الناس نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے۔ اور یہ خالص بہتان اور محض افترا ہے اور اس کے ثبوت کے لئے انہوں نے جو چند سطر کی ایک عبارت تحذیر الناس کے حوالہ سے نقل کی ہے وہ اس طرح تحذیر الناس میں کہیں موجود نہیں ہے بلکہ وہ فاضل بریلوی کی مجرمانہ تحریف کا نتیجہ ہے۔ میں اپنے پہلے بیانات میں اس چیز کو بہ تفصیل اور الحمد للہ نہایت واضح دلائل کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں کہ اس پوری عبارت کو تحذیر الناس کی طرف منسوب کرنا اور

اس کی بنا پر اس کے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو ختم نبوت زمانی کا منکر قرار دینا محض فریب ہے ـــــ فی الحقیقت وہ عبارت تحذیر الناس کے مختلف صفحات کے متفرق فقروں میں قطع و برید کر کے اور ان کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ جوڑ کر بنائی گئی ہے اس طرح کہ پہلا فقرہ اس میں صفحہ ۱۴ کا لیا گیا ہے۔ دوسرا فقرہ صفحہ ۲۸ کا۔ پھر تیسرا فقرہ صفحہ ۳ کا۔ اور اس کا اس میں کوئی خفیف سا بھی اشارہ نہیں کیا کہ یہ عبارت اس طرح مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو آگے پیچھے کر کے بنائی گئی ہے بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ان سب کو ملا کر ایک مسلسل عبارت بنا دی گئی ہے ـــــ اور اس میں شک نہیں کہ اس طور پر جو شخص سرسری نظر سے اس عبارت کو دیکھے گا وہ یہی سمجھے گا۔ کہ اس کا لکھنے والا ختم نبوت زمانی کا قائل نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اُن فقرات کو علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھے تو اس کو اس کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔

میں بہ تفصیل ان فقروں کا علیحدہ علیحدہ صحیح مطلب سیاق و سباق کی روشنی میں عرض کر چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ ان میں سے پہلے اور دوسرے فقروں (یعنی صفحہ ۱۴ و ۲۸ کے فقروں) کا تعلق حضور اقدس علیہ السلام کی خاتمیت ذاتیہ سے ہے اور ان کا مطلب صرف یہ ہے کہ ختم ذاتی حضور کا ایسا وصف ہے کہ آپ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد بھی کسی نبی کا ہونا اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ان دونوں فقروں کا ختم زمانی سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اور تیسرا فقرہ جو صفحہ ۳ کا ہے اس کا منشا صرف یہ ہے کہ قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو خاتم النبیین کا لفظ آیا ہے اس سے عوام صرف ایک قسم کی خاتمیت یعنی ختم زمانی ہی مراد لیتے ہیں اور اس سے حضور کی ذات فضیلت نہیں نکلتی، حالانکہ مقام مدح کا مقتضا یہ ہے کہ فضائل ذاتیہ ضرور بیان ہوں ـــــ اس چیز کو مفصل اور مدلل لکھنے کے بعد حضرت مولانا مرحوم نے اپنے خاص ذوق کے مطابق آیت خاتم النبیین کی تفسیر کی ہے اور بتلایا ہے کہ اسی ایک لفظ خاتم النبیین سے حضور علیہ السلام کے لئے خاتمیت ذاتیہ بھی ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانیہ بھی (جیسا کہ اس تمام مضمون کی تفصیل میں اپنے پہلے بیانات میں پیش کر چکا ہوں)۔

الغرض صفحہ ۳ والے اس فقرے میں بھی ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں ہے بلکہ عوام کے حصر کا انکار ہے۔ بہرحال تحذیر الناس کے یہ تینوں فقرے اگر اپنی اپنی جگہ پر سیاق و سباق کی روشنی میں دیکھے جائیں تو ان میں ختم زمانی کے انکار کے وہم کی بھی گنجائش نہیں اور مولوی احمد رضا خان صاحب نے ان کو جس طرح آگے پیچھے کر کے ایک مسلسل عبارت بنا کر "حسام الحرمین" میں لکھا ہے اس سے ضرور ظاہری نظر میں ختم نبوت زمانی کا انکار نکلتا ہے۔ لیکن عرض کیا جا چکا ہے کہ وہ صرف موصوف ہی کی تحریف اور قلم کاری کا نتیجہ ہے جس سے مصنف تحذیر الناس مرحوم کا دامن بالکل پاک ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب نے میری اس بحث کے جواب میں ایک بات تو یہ کہی تھی کہ " تحذیر الناس کے تینوں فقرے چونکہ مستقل مستقل جملے ہیں اس لئے ان کی ترتیب بدل دینے سے مطلب نہیں بدلا " ان کی اس بات کا مفصل جواب میں دے چکا ہوں اور اپنی پچھلی تقریر میں میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کا فیصلہ بہت آسانی کے ساتھ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی تعلیم یافتہ اور معاملہ فہم صاحب کو حکم بنا لیا جائے اور تحذیر الناس اور حسام الحرمین ان کے سامنے رکھ دی جائیں اور ان سے فیصلہ کرا لیا جائے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے جس طرح ترتیب بدل کر تحذیر الناس کی عبارت لکھی ہے آیا اس سے مطلب بدل گیا یا نہیں ؟ مگر آپ اس کے لئے ابھی تک تیار نہیں ہوتے اور نہ انشاء اللہ تیار ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ خود آپ کو ضرور اپنی ہٹ دھرمی کا یقین ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ہر منصف کا فیصلہ آپ کے خلاف اور میرے موافق ہوگا۔

ایک بات آپ نے اس سلسلہ میں یہ بھی کہی تھی کہ " فتاوی الحرمین " میں ان فقروں کو علیحدہ علیحدہ بالترتیب لکھ کر بھی علماء حرمین سے فتوائے کفر لیا جا چکا ہے۔ میں نے اس کے جواب میں عرض کیا تھا کہ اسوقت بحث " حسام الحرمین " کی ہے۔ آپ اس کی خیانت اور غلطی تسلیم کر لیجئے اس کے بعد انشاء اللہ " فتاوی الحرمین " کے متعلق بھی ثابت کر دیا جائے گا کہ اس میں آپ کے اعلیٰ حضرت مجدد ملت نے اس سے بھی زیادہ شرمناک خیانت اور افتراء پردازی سے کام لیا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت آپ کو یہ خیال ہے کہ " فتاوی الحرمین " میں تحذیر الناس کی عبارات ٹھیک ٹھیک بلا کسی خیانت و تحریف کے نقل کی گئی ہیں تو آپ " حسام الحرمین " کی بحث کو یہیں ختم کر کے " فتاوی الحرمین " پر مستقل طور پر بحث کر لیجئے انشاء اللہ ابھی آپ کو اور سارے حاضرین کو حقیقت حال معلوم ہو جائے گی مگر مجھے یقین ہے کہ آپ کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ کیوں کہ آپ خود جانتے ہیں کہ " فتاوی الحرمین " میں کیسی افسوسناک خیانت اور شرمناک افتراء پردازی سے کام لیا گیا ہے[1]۔

---

[1] الحمد للہ مولانا کی یہ حقانی پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی اور اس کے بعد کی تقریر میں مولوی حشمت علی صاحب نے " فتاوی الحرمین " کا نام تک نہیں لیا اور اسی لئے اس کی تحریف و خیانت کا راز اس مناظرہ میں دکھل سکا لہذا ہم اب ناظرین کے سامنے اس کی حقیقت بھی کھولتے ہیں، تحذیر الناس کا مضمون ہمارے ناظرین کے ذہن نشین ہو چکا ہوگا۔ اب ذرا دیکھئے کہ فاضل بریلوی " فتاوی الحرمین " میں کیسا سفید جھوٹ بول رہے ہیں آپ اس کے صفحہ ۹۲ پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اسی سلسلہ میں آپ نے ایک بات یہ بھی کہی تھی کہ ان تینوں فقروں میں سے ہر فقرہ بجائے خود موجب کفر ہے اس کا بھی میں اپنی پہلی تقریروں میں پورا پورا رد کرچکا ہوں، اور تمام فقروں کا مطلب علیحدہ علیحدہ بیان کرکے ثابت کرچکا ہوں کہ ان میں

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) لکھتے ہیں۔

صنف رسالة فی تجدید معنی ختم النبوة ابطل فیها معنی کون الخاتم اخر الانبیاء وزعم انه من مخیلات العوام وان لیست فیه فضیلة للنبی صلی الله علیه وسلم فان التقدم والتاخر الزمانی لیس من الفضل فی شیئ فکیف یصح المدح به فی قوله تعالی ولکن رسول الله وخاتم النبیین ۔ وانما معناه ان نبینا صلی الله تعالی علیه وسلم نبی بالذات وسائر الانبیاء بالعرض وسلسلة ما بالعرض انما تنتهی علی ما بالذات قال فعلی هذا المعنی لا تختص خاتمیته صلی الله علیه وسلم بالنسبة الی الانبیاء السابقین بل ان کان فرضا فی زمنه صلی الله تعالی علیه وسلم نبی اخر فی موضع مالکانت خاتمیته بحالها قال بل انه ولد بعده صلی الله علیه وسلم نبی فرضا لم یخل ذالك بالخاتمیة المحمدیة اصلا فکیف

اس (مولوی محمد قاسم نانوتوی) نے ایک رسالہ معنی ختم نبوت کی تجدید میں تصنیف کیا جس میں خاتم کے معنی آخر الانبیاء ہونے کو باطل کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ عوام کے مخیلات میں سے ہے اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی فضیلت نہیں ہے کیوں کہ تقدم اور تاخر زمانی کا فضیلت سے کوئی تعلق نہیں تو اللہ تعالیٰ کے قول ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں اس سے آپ کی مدح کیوں کر صحیح ہوسکتی ہے اور اس کے معنی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نبی بالذات ہیں اور باقی تمام انبیاء بالعرض، اور بالعرض کا سلسلہ ما بالذات ہی پر ختم ہوتا ہے کہا ہے کہ پس اس معنی کی بنا پر حضور کی خاتمیت انبیاء سابقین ہی کی نسبت نہ ہوگی بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی جگہ کوئی اور نبی ہو تو آپ کی خاتمیت برستور رہے گی۔ کہا ہے بلکہ اگر آپ کے بعد بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) بالفرض کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے خاتمیت محمدیہ میں بالکل بھی خلل نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے زمانہ ہی میں کوئی دوسرا نبی زمین کے کسی اور طبقہ میں مانا جائے ۔

(بقیہ حاشیہ بصفحہ آئندہ)

سے ہر فقرہ بالکل بے غبار ہے اور جہاں تک مجھے یاد ہے صفحہ ۱۴ اور ۲۸ کے دونوں فقروں کے متعلق جو کچھ میں نے کہا تھا اس کا کوئی جواب ابھی تک آپ کی طرف سے نہیں ہوا ہے۔ البتہ صفحہ ۳ والے فقرے کے متعلق آپ نے یہ تسلیم کر لینے کے بعد کہ اس میں حصر ہی کا انکار ہے اپنی کئی تقریروں میں اس پر زور دیا ہے کہ اس حصر کا انکار بھی کفر ہے اور اس کے ثبوت میں آپ نے صرف ——

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)۔ اذا جوز فی عصرہ نبی

اخر فی طبقۃ اخوی من الارض۔

ناظرین باانصاف! تحذیر الناس کی تصریحات کو پیش نظر رکھ کر غور فرمائیں کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے "فتاوی الحرمین" کی اس عبارت میں جو مضمون نقل کیا ہے کیا اس کو تحذیر الناس کا مضمون قرار دینا محض بہتان نہیں ہے؟

ناظرین کی بصیرت کے لئے ہم چند اشارات بھی کئے دیتے ہیں۔

۱:۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت میں لکھا ہے کہ "تحذیر الناس میں خاتم کے معنی آخر الانبیاء ہونے کو باطل کیا گیا ہے" حالانکہ تحذیر الناس میں عوام کے حصر کو باطل کیا ہے اور خاتم کے معنی کو ختم زمانی و ختم ذاتی دونوں کو حاوی بتلایا ہے جیسا کہ ناظرین کرام اسی روئداد میں مدلل طور پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

۲:۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت میں دعوے کیا ہے کہ مصنف تحذیر الناس نے لکھا ہے کہ "آخر الانبیاء ہونے میں کوئی فضیلت نہیں" حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ تحذیر الناس میں صرف یہ لکھا گیا ہے کہ "تقدم و تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جیسا کہ ناظرین روئداد مولانا کی سابقہ تحریروں اور تقریروں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

۳:۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے اس عبارت میں لکھا ہے کہ مصنف تحذیر الناس کے نزدیک "خاتم النبیین" کے معنی صرف یہی ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور دوسرے انبیاء بالعرض اس کے سوا کچھ اور نہیں" حالانکہ یہ بالکل افترا ہے اس بارہ میں مصنف تحذیر الناس کا مسلک یہ ہے کہ "خاتم" جنس ہے اور خاتم زمانی و مرتبی اس کی دو نوعیں ہیں اور آیت "خاتم النبیین" سے دونوں قسم کی خاتمیت بیک وقت مراد ہے۔ تحذیر الناس صفحہ ۹ و ۱۰ پر یہ مضمون پورے شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہے جس کا خلاصہ ناظرین روئداد کے گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

ختم النبوت فی الآثار ، کے حوالہ سے شفا کی ایک عبارت پیش کی ہے میں بار بار اس کا جواب دے چکا ہوں اور سیاق وسباق کے قرائن سے ثابت کر چکا ہوں کہ اس میں اس حصر کا شائبہ بھی نہیں ہے جس کے آپ مدعی ہیں۔ آپ نے ابھی تک میری اس بات کا کوئی رد نہیں کیا ہے۔ ہاں ایک آخری بات اس کے متعلق میں نے یہ بھی کہی تھی کہ ختم النبوت فی الآثار کے مصنف مولانا محمد شفیع صاحب الحمد للہ حیات ہیں ان سے دریافت کر لیا جائے کہ آپ نے شفاء کی عبارت کیا سمجھ کر نقل کی ہے، مگر آپ اس کے لئے تیار نہیں ہوتے اور نہ تیار ہو سکتے ہیں کیوں کہ اپنی ناحق کوشی کا آپ کو خود علم ہے۔ مگر تعجب ہے آپ کی اس عبارت پر کہ اب بھی آپ ختم النبوت فی الآثار کا نام لئے چلے جاتے ہیں۔ میں نے آپ کے اس ادعاء حصر کو باطل کرنے کے لئے علامہ بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت پیش کی تھی کہ۔

" مقتضاء ختم رسالت دو چیز است یکے آنکہ بعد وے رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع آں عام باشد "

اس عبارت میں صاف تصریح ہے کہ حضورؐ کی خاتمیت صرف ختم زمانی میں منحصر نہیں ہے آپ نے اس عبارت کا کوئی جواب نہیں دیا۔ کیا علامہ بحر العلوم رح بھی انکار حصر کی وجہ سے آپ کے نزدیک کافر ہیں؟

اسی سلسلہ میں میں نے عارف رومی رح کے دو شعر[1] بھی پیش کئے تھے جن میں انہوں نے حضورؐ کی خاتمیت کو قریب قریب اسی معنی پر محمول کیا ہے جس کا نام مصنف تحذیر الناس کی اصطلاح میں ختم ذاتی اور نبوت بالذات ہے آپ ابھی تک ان کا بھی کوئی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اللہ اکبر ! تحذیر الناس صفحہ ۳ کے مختصر مضمون میں اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی صاحب نے یہ تین تحریفیں کیں اور اس کو مسخ کر کے ایسا بنا دیا کہ جو شخص اب اس کو دیکھے گا ناواقفی کی وجہ سے اس کے مصنف کو ختم نبوت زمانی کا منکر سمجھے گا۔

اور پھر اسی مسخ شدہ مضمون سے بلا حوالہ صفحہ ۱۴، ۲۸ کے فقروں کو جوڑ دیا جس سے اب ہر ناظر ان کا مطلب یہ سمجھے گا کہ مصنف تحذیر الناس چونکہ معاذ اللہ ختم نبوت زمانی کے بالکل منکر ہیں اس لئے ان کے نزدیک حضور اقدس کے زمانے میں اور آپ کے زمانے کے بعد بھی اور نبی آسکتے ہیں۔ حالانکہ مصنف تحذیر الناس نے تحذیر الناس ہی میں ایسے شخص کو کافر لکھا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا منکر ہو اور آپ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کو جائز قرار دے۔ شاید ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ علمائے ربانی کو بدنام کرنے اور ان کو کافر بنانے کے لئے ہر ناجائز اور خلاف دیانت کاروائی کریں گے۔ اللھم اعذنا من شرورھم ۱۲ مرتب غفرلہ۔

[1] مثنوی مولانا رومی رح کے یہ دونوں شعر اور ان کی پوری تشریح روئداد ہذا کے صفحہ پر گزر چکی ہے ۱۲ سنہ۔

جواب نہیں دے سکے۔ کیا عارف رومیؒ بھی انکارِ حصر کی وجہ سے آپ کے نزدیک کافر ہیں ؟

اسی سلسلہ میں میں نے اپنے پہلے بیان میں "جمع الفوائد" سے یہ حدیث بھی پیش کی تھی " انی عند اللہ لخاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ " یعنی میں اللہ کے یہاں اس وقت خاتم النبیین ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کا خمیر ہی تیار ہو رہا تھا۔

میرا مقصد اس حدیث کے پیش کرنے سے یہ تھا کہ اس کا ظاہر اور متبادر مطلب یہی ہے کہ آدمؑ کی تخلیق کے وقت آپ اللہ کے یہاں " خاتم النبیین " ہو چکے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اس وقت ختم زمانی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر یہ معنی لئے جائیں کہ آپ اس وقت وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف یعنی خاتم ذاتی تھے تو بغیر کسی دشواری کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں۔

اور اگر حدیث کے معنی یہ کئے جائیں کہ آپ اس وقت علم الٰہی اور تقدیر ازلی میں " خاتم النبیین " ہو چکے تھے تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی خصوصیت خاصہ باقی نہیں رہتی کیوں کہ علم الٰہی اور تقدیر ازلی میں تو ساری ہی کائنات تھی۔ بہرحال حدیث کے معنی جب ہی درست ہوں گے جب یہ مانا جائے کہ آپ اس وقت بالفعل " خاتم النبیین " تھے اور یہ بات جب ہی راست آسکتی ہے جبکہ " خاتم النبیین " کے مفہوم کو ختم زمانی میں حصر نہ کیا جائے اور اس سے " نبوت بالذات " مراد لی جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس پر کچھ زیادہ غور کریں گے۔

آپ کے ادعاء حصر کے ابطال کے لئے میں نے ایک صریح حدیث یہ پیش کی تھی " لکل ایۃ منہا ظہر وبطن ولکل حد مطلع " یعنی قرآن کی ہر آیت کے ایک ظاہری معنی ہوتے ہیں اور ایک باطنی۔ الخ " اس کے جواب میں آپ نے کہا کہ " خاتم النبیین " کوئی مستقل آیت نہیں ہے بلکہ وہ آیت کا ایک جز ہے لہذا وہ اس حدیث کے تحت میں نہیں آتا۔ میں نے اس کا جواب دیا تھا کہ کسی آیت کے باطنی معنی جب ہی بن سکتے ہیں جب کہ اس کی مفردات کے بھی باطنی معنی لئے جائیں، آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے۔ نیز میں نے آپ کے اعلیٰ حضرت کی کتاب " الدولۃ المکیۃ " سے ایک عبارت پیش کی جس میں صراحۃً مذکور ہے کہ " فقیہ کامل وہی ہو سکتا ہے جو قرآن پاک کے ایک ایک لفظ کو چند چند معانی پر محمول کرے "

اس کے جواب میں آپ نے ایک عجیب و غریب بات یہ فرمائی ہے کہ اس عبارت میں " اللفظ الواحد " میں الف لام استغراق کا نہیں ہے۔ حالانکہ غالباً وہ عبارت آپ نے اصل کتاب میں ابھی تک دیکھی بھی نہیں ہے ورنہ آپ

ایسی لغوبات نہ کہتے ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے جس مدعا کے ثبوت کے لئے وہ عبارت نقل کی ہے وہ جب ہی ثابت ہو سکتا ہے کہ الف لام کو استغراق کے لئے مانا جائے اور یہ تسلیم کیا جائے کہ تمام کلمات قرآنی کے متعدد محامل ہو سکتے ہیں ۔

بہرحال آپ کے دعوائے حصر کے خلاف جو دلائل میں نے اب تک قائم کئے ہیں وہ بحمداللہ سب صحیح و سالم ہیں اور ان کا آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے ۔ پس حصر کا دعویٰ محض باطل اور آپ ہی جیسے عوام کا خیال خام ہے اور یہ کہنا تو ، افسوسناک جہالت اور خطرناک جسارت پر مبنی ہے کہ یہ حصر ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے لاحول و لا قوۃ الا باللہ ۔

میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ کسی ایک معتبر دینی کتاب میں بھی یہ نہیں دکھلا سکتے کہ مفہوم خاتم النبیین کا ختم زمانی میں حصر ضروریات دین میں سے ہے ۔ معلوم نہیں آپ کو " ضروریات دین " کے معنی بھی معلوم ہیں یا نہیں ۔

معزز حاضرین ! یہ ہے کل سے آج تک کی ساری بحث کا خلاصہ اور یہی ہے اصل موضوع بحث ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان تمام باتوں کو یاد رکھیں گے اور ایمان و انصاف سے فیصلہ کریں گے ۔

٭

# مولوی حشمت علی صاحب کا چھٹا بیان اور مناظرہ کا خاتمہ

۸۶/۹۳ :- میں نے تحذیر الناس کی بحث ہرگز نہیں چھوڑی، میرے ۴۳ سوالات واعتراضات صرف تحذیر الناس پر نازل ہیں، ان سوالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ اصل بحث کو چھوڑ دیا، کتنا سفید جھوٹ ہے۔

جواب والا واقعہ تو محض استطراداً البطور تائید و توضیح پیش کیا گیا، حدیث شریف " کنت عند اللہ خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینہ " سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ میرے وصف کریم ختم نبوت کا ملکوت اعلیٰ میں اعلان ہو چکا تھا اور اسوقت تک آدم علیہ السلام کے جسم مبارک کا خمیر بھی تیار نہیں ہو چکا تھا۔

" فتح الرحمٰن " کی عبارت لکھ کر اس کے نیچے لکھ دیجئے کہ ہمارا یہی عقیدہ ہے پھر ہم جواب دیں گے ابھی تک تو آپ نے عبارت بھی نہیں پیش کی[1]۔

عالمگیری کو آپ صحیح مانتے ہیں یا فتاویٰ رشیدیہ کو ؟

فقیر ابو الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان قادری رضوی مجددی لکھنوی غفرلہٗ

دافع الوسواس آپ کے نزدیک بالکل حق و صحیح ہے تو صفحہ ۱۲ کو دیکھ کر یہ عبارت لکھ دیجئے کہ دافع الوسواس میں میں جو کچھ لکھا ہے سب حق ہے پھر ہم سے جواب لیجئے[2]۔ محمد حشمت علی خان غفرلہٗ

---

[1] " فتح الرحمٰن " کی عبارت حضرت مولانا محمد منظور صاحب اپنے پانچویں تحریری بیان میں نقل فرما چکے ہیں۔ ناظرین کرام نے بھی ملاحظہ فرمائی ہوگی۔ لیکن مولوی حشمت علی صاحب کی حواس باختگی کا یہ عالم تھا کہ حریف کی تحریر و تقریر کی بھی خبر نہ تھی!

[2] " دافع الوسواس "، صفحہ ۱۲ کی عبارت کے متعلق مولانا نعمانی صاحب کا جواب روئداد کے صفحہ ۳۸ پر گزر چکا ہے۔

فلینظر ثمہ ۴۸ مرتب غفرلہٗ

## نوٹ از مرتب غفرلہٗ

مولوی حشمت علی صاحب نے یہ تحریری بیان (جو مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی تقریر ہی کے دوران میں لکھ لیا تھا) مولانا موصوف کے حوالہ کیا اور اس کے بعد ذیل کی عجیب وغریب تقریر کی۔ مرتب

بھائیو! آپ نے دیکھ لیا کہ مولوی منظور صاحب میری باتوں کے جواب سے بالکل عاجز ہیں اور جن باتوں کا جواب میں پہلے ہی دے چکا ہوں انہیں کو رٹے جاتے ہیں۔ ارے مولوی صاحب! جو کچھ آپ نے کہا ہے اس سب کے پرخچے تو میں پہلے ہی اڑا چکا ہوں۔ آپ پر میرے پچاس سے زیادہ مطالبات سوار ہیں، پہلے ان کو اپنے اوپر سے اتار لیجئے۔ اور نانوتوی اور تھانوی کے کفر پر جو براہین قاہرہ میں نے قائم کئے ہیں ان کا جواب دیجئے۔

میں اپنے پہلے ہی بیان میں ثابت کر چکا ہوں کہ تحذیر الناس کے تینوں فقرے تین مستقل جملے ہیں اور ان میں تین مستقل کفر ہیں، اور وہ خواہ کسی ترتیب سے لکھے جائیں ان کے مطلب میں کوئی فرق نہیں آتا۔ آپ کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں نانوتوی صاحب ختم نبوت زمانی کے قائل تھے۔ یہ ان پر آپ کا افترا ہے۔ وہ تو تحذیر الناس صفحہ ۳ پر صاف لکھ چکے ہیں کہ "ختم نبوت زمانی یعنی حضورؐ کا سب سے پچھلا نبی ہونا آپ کے شایان شان ہی نہیں"[1]۔ مولوی منظور صاحب ویسے تو آپ بہت بھولے بنتے ہیں مگر آپ سے یہ جیتے جاگتے جھوٹ بولنے خوب آتے ہیں۔

تھانوی صاحب اور ان کے مرید کو کفر سے بچانے کے لئے آپ نے کہا ہے کہ تھانوی صاحب کے مرید نے بیداری میں بس یہ درود ایک ہی دو دفعہ پڑھا تھا۔ یہ بھی آپ کا سفید جھوٹ ہے وہ تو خود کہتا ہے کہ اس دن، دن بھر اس کی یہی حالت رہی اور وہ تھانوی چکر درود کا وظیفہ جپتا رہا[2]۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس سے بے ہوشی میں ہوا۔ کہیں دنیا میں آپ نے ایسی بے اختیاری دیکھی سنی ہے کہ آدمی جاگ رہا ہو، ہوش میں ہو اور وہ دن بھر ایک بات کہنی چاہے اور اس کے منہ سے نہ نکلے بلکہ

---

[1] مولوی حشمت علی صاحب کے اس صدی فی صدی افترا کا جواب مولانا منظور صاحب کی تیسری تقریر کے ضمن میں روئداد ہذا کے صفحہ ۵۳ پر گزر چکا ہے۔ ۱۲ منہ۔ [2] یہ بھی مولوی حشمت علی صاحب کا خالص جھوٹ ہے صاحب واقعہ کا بیان اس کے الفاظ میں مولانا کے چوتھے بیان کے ذیل میں روئداد ہذا کے صفحہ ۵۵ پر گزر چکا ہے اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ درود والی غلطی اس سے دن بھر ہوتی رہی بلکہ اس میں تو دوسری دفعہ کا ذکر بھی نہیں ہے ۱۲۰ مرتب غفرلہ۔

اس کی بجائے دوسری بات نکل جائے۔ کیا زبان اس کے منہ میں کوئی الگ چڑیا تھی جو بلا اختیار خود بولتی جا رہی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ اس کے دل میں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت نہیں تھی۔ بلکہ اس کے بجائے تھانوی کی محبت کا خناس بیٹھا ہوا تھا اس لئے اس کے منہ سے تھانوی ہی کا نام نکلتا تھا۔ اور تھانوی کے اسی مرید پر کیا منحصر ہے سب وہابیوں کا یہی حال ہوتا ہے، دیوبند کے مدرسہ میں پڑھایا ہی یہ جاتا ہے[1]۔ خود آپ کا یہی حال ہے کل جب ہم نے مناظرہ کے بعد حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا شروع کیا تو آپ نے شرکت نہیں کی اور اس طرح[2] کتابیں سنبھالنے لگے۔

اس موقعہ پر کتابیں سنبھالنے کی جو نقل مولوی حشمت علی صاحب نے کی تھی وہ فوٹو کھینچنے کے لائق تھی اور صحیح یہ ہے کہ اگر مولوی حشمت علی صاحب کے وطن لکھنؤ شریف کے نقال اس وقت وہاں ہوتے تو شاید وہ بھی اس نقل کی داد دیتے مولوی حشمت علی صاحب کی اس نقالانہ حرکت پر سب ہی کو ہنسی آگئی۔ یہاں تک کہ مولانا محمد منظور صاحب بھی اپنی انتہائی اور شہرہ آفاق متانت کے باوجود ضبط نہ کر سکے اور مسکراہٹ آ ہی گئی۔ اس پر مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا۔

"اے مولوی منظور! دانت کیا نکالتے ہو میری طرف دیکھو میں تمہارا خصم ہوں" حاضرین اہلسنت میں سے بعض پرجوش نوجوان مولوی حشمت علی صاحب کی اس ——— کا جواب دینا چاہتے تھے اور انہوں نے حضرت مولانا نعمانی صاحب سے بہت اصرار کے ساتھ درخواست بھی کی لیکن مولانا موصوف نے ان کو بجبر روکا اور کھڑے ہو کر فرمایا کہ۔

"اس قسم کے الفاظ سے آپ کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں بھی مشتعل ہو کر اس کا ترکی بہ ترکی جواب دوں اور کہوں کہ میں آپ ہی کا نہیں بلکہ آپ کے استادوں کا بھی خصم ہوں، کیوں کہ میں نے آپ کے اساتذہ سے بھی مناظرہ کیا ہے۔ اور پھر اس کے جواب میں آپ اور سخت لفظ بولیں پھر میں اس کا اس سے زیادہ سخت جواب دوں اور عام لوگوں میں اشتعال پیدا ہو جائے

---

[1] یہ وہ بہتان عظیم ہے جس کا جواب انشاء اللہ مولوی حشمت علی صاحب کو مرنے کے بعد قبر میں اور حشر میں ملے گا قال اللہ تعالیٰ ولا تقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسؤلا۔ قرآن مجید۔ مرتب

[2] کیا مولوی حشمت علی صاحب کو یہ آیت قرآنیہ یاد ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین" یہی ہماری طرف سے اس افترا اور بہتان کا جواب ہے۔ ۱۲۔ مرتب۔

اور ذمہ داران امن خطرہ محسوس کرکے مناظرہ بند کردیں۔ لیکن یقین کیجئے کہ آپ اس ارادے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ شوق سے گالیاں دیں، سخت سے سخت لفظ بولیں مگر میں اس کے جواب میں آپ کے لئے صرف ہدایت و شرافت کی دعا کروں گا اور انشاء اللہ امن و امان قائم رہے گا اور آپ کے علی الرغم مناظرہ جاری رہے گا۔

مولوی حشمت علی صاحب نے اس کے جواب میں پھر مولانا کی شان میں ایک نہایت گرہ لفظ استعمال کیا (جس کو یہاں ہم نقل بھی نہیں کرسکتے) اور کہا کہ میں تو مناظرہ بند کرانا نہیں چاہتا لیکن آپ اپنی ان باتوں سے مناظرہ بند کروانا ضرور چاہتے ہیں ——— مولانا محمد منظور صاحب اس کا کوئی جواب نہ دینے پائے تھے کہ جناب سب انسپکٹر صاحب پولیس نے جو وہاں انتظامی ڈیوٹی پر تھے اپنی کرسی سے کھڑے ہو کر فرمایا کہ

"اب میں یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں کہ جیسے الفاظ آپ استعمال کرتے ہیں اگر آپ کے مقابل (مولانا محمد منظور صاحب) بھی ایسے ہی لفظ استعمال کریں تو ضرور ہمکو مناظرہ بند کرنا پڑے گا"

یہ سب انسپکٹر صاحب کا کھلا فیصلہ تھا جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ مناظرہ بند کرانے کی روش آپ کی ہے نہ مولانا محمد منظور صاحب کی۔ جس دن یہ واقعہ پیش آیا ہے وہ مناظرہ کا دوسرا دن تھا اور گیارہ بج چکے تھے۔ سب انسپکٹر صاحب کے اس فیصلہ پر آج کا اجلاس برخاست ہو گیا اور فریقین اپنے اپنے قیام گاہ پر چلے گئے۔

بارہ بجکے بعد ایس، ڈی، او (سٹی مجسٹریٹ صاحب) کی طرف سے فریقین کو بلایا گیا۔ اہلسنت کی طرف سے مولانا محمد منظور صاحب اور جناب انجم صاحب مدیر رسالہ "ندیم" گیا صدر مجلس مناظرہ منجانب اہلسنت تشریف لے گئے۔ ایس، ڈی، او صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ کے متعلق ہمارے پاس جو رپورٹ پہنچی ہے وہ خطرناک ہے اور نقص امن کا اندیشہ ہے اس لئے ہمارا خیال ہے کہ یہ سلسلہ بند کر دیا جائے۔ مولانا محمد منظور صاحب اور جناب انجم صاحب نے مناظرہ کی ضرورت ظاہر کرتے ہوئے حفظ امن کی طرف سے اطمینان دلایا اور فرمایا کہ ہم اس کی پوری پوری کوشش کریں گے کہ کوئی ناخوشگوار صورت پیش نہ آئے اور عمال حکومت کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ اور ہم کو قوی امید ہے کہ ہم اس کوشش میں کامیاب ہو جائیں گے۔ یہ گفتگو کچھ دیر تک رہی یہاں تک کہ ایس، ڈی، او صاحب کو حفظ امن کی طرف سے اطمینان ہو گیا۔ اور انہوں نے مناظرہ جاری رکھنے کی اجازت دے دی۔ اور یہ حضرات وہاں سے فائز المرام واپس تشریف لے آئے اور یہ کارروائی عام طور پر لوگوں کے علم میں بھی آگئی۔

ان حضرات کے بعد فریق ثانی کی طرف سے مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے بعض انصار و اعوان نے ایس ڈی او صاحب سے ملاقات کی۔ تفصیل کے ساتھ ہم کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان حضرات سے کیا گفتگو ہوئی۔ قیاس چاہتا ہے کہ ایس ڈی او صاحب نے جوابات مولانا محمد منظور صاحب اور انجم صاحب سے فرمائی تھی وہی ان حضرات سے بھی کہی ہوگی اور غالباً بلکہ یقیناً ان حضرات نے ایس ڈی او صاحب کو مطمئن کرنے کی کوشش نہیں کی (بلکہ ایسی باتیں کیں جس سے ان کا خطرہ اور زیادہ بڑھ جائے اور جس کو مناظرہ سے جان چھڑانی بھاری ہو رہی تھی اس کو چاہئے بھی یہی کرنا تھا) بہرحال یقین کے ساتھ ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہاں ان حضرات نے کیا کہا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر کے بعد افواہاً یہ سنا گیا کہ ایس ڈی او صاحب نے ان لوگوں کو مناظرہ بند کر دینے کا حکم دے دیا۔ اور ان خدا ترسوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا بھی شروع کر دیا گیا کہ مولانا منظور صاحب اور انجم صاحب نے ایس ڈی او صاحب سے کہہ کر مناظرہ بند کرا دیا ہے۔

چونکہ یہ خبر صرف افواہاً سنی گئی تھی اور اس کی باضابطہ اطلاع مولانا محمد منظور صاحب کے پاس نہیں آئی تھی اس لئے مولانا موصوف نے ایس ڈی او صاحب کو ایک چٹھی لکھی جس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

جناب عالی! جناب کے حکم کے بموجب جب میں اور انجم صاحب دوپہر جناب کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو جناب نے مناظرہ کے متعلق فرمایا تھا کہ مناظرہ جاری رہے اور حفظ امن کا خیال رکھا جائے" چنانچہ ہم لوگوں نے یہاں آکر اس کا اعلان بھی کر دیا کہ مناظرہ بدستور جاری رہے گا مگر اب شام کے وقت یہ خبر سنی گئی کہ آنجناب نے مناظرہ بند کرنے کا حکم صادر فرما دیا ہے۔ ساتھ ہی ہمارے مخالفین یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم لوگوں نے ہی آنجناب سے کہہ کر مناظرہ بند کرایا ہے۔ حالانکہ ہم کو ابھی تک پورے طور پر اس کی خبر بھی نہیں۔ پس گزارش یہ ہے کہ حقیقت حال سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے تاکہ اصل بات معلوم ہو جائے اور غلط فہمیاں پیدا نہ ہوں "

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ ۲۴/۲/۳۶

مولانا کے اس مکتوب پر ایس، ڈی، او صاحب نے بزبان انگریزی جواب لکھا کہ۔

" پولیس کی رپورٹ کی وجہ سے مناظرہ بند کر دینا پڑا "

اور قاصد کی جو گفتگو زبانی ایس ڈی او صاحب سے ہوئی اس میں جناب موصوف نے فرمایا کہ پولیس کی رپورٹ خطرناک تھی مگر چونکہ پہلے فریق (مولانا محمد منظور صاحب و انجم صاحب) نے حفظ امن کی طرف سے اطمینان دلایا اور ان کی باتوں سے مجھے

اطمینان ہو گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دے دی تھی۔ لیکن دوسرے فریق کے لوگ جب ملے تو ان کا رویہ قابل اطمینان نہ تھا اس لئے ہم کو مناظرہ روک دینا پڑا۔

بہرحال مولوی حشمت علی صاحب کی سخت کلامی اور اس پر افسر پولیس کی رپورٹ، پھر ایس ڈی او صاحب بہادر کے حکم سے اس طرح مناظرہ ناتمام ختم ہو گیا۔

مولانا محمد منظور صاحب نے ایس ڈی او صاحب کو چٹھی لکھنے کے ساتھ ایک خط مولوی حشمت علی صاحب کو بھی لکھا تھا جس کی نقل درج ذیل ہے۔

از بندہ ناچیز محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ۔

بگرامی خدمت جناب مولوی حشمت علی صاحب بعد ما ہو المسنون۔ ایک بجے کے قریب ایس ڈی او صاحب کی جانب سے آپ حضرات کی طرح میرے اور انجم صاحب کے نام بھی طلبی نامہ آیا اور ہم نے دو بجے سے پہلے ان سے ملاقات کی ان کا خیال حفظ امن کے لئے مناظرہ بند کر دینے کا تھا لیکن ہم نے ان کو یقین دلایا کہ حفظ امن کی ہم پوری پوری کوشش کریں گے تو وہ مناظرہ جاری رہنے پر راضی ہو گئے تھے اور ان کے آخری الفاظ اس بارہ میں یہ تھے کہ "آپ لوگ حفظ امن کا خیال رکھئے اور مناظرہ جاری رکھئے، اگر پھر ہم کو امن کی طرف سے خطرہ محسوس ہوگا تو ہم مناظرہ بند کر دیں گے"۔ چنانچہ ہم نے وہاں سے آکر اپنے احباب میں اعلان بھیج کر دیا، لیکن اسی وقت بعض احباب سے معلوم ہوا کہ شہر میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ ایس ڈی او صاحب نے مناظرہ بند کر دیا ہے۔ صاحب موصوف سے آپ حضرات کی ملاقات میرے بعد ہوئی تھی تو کیا آپ کو اس قسم کا کوئی حکم دیا گیا ہے۔ براہ کرم بہت جلد مطلع فرمائیے کہ اس افواہ کی کیا حقیقت ہے، اس سلسلہ میں میں نے ایک چٹھی ایس ڈی او صاحب کو بھی لکھی ہے ابھی وہاں سے جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ جناب بہت جلد جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ کے پروگرام پر غور کیا جا سکے اور اگر خدانہ کردہ یہی صورت ہے تو اس کے تدارک کی کوشش کی جائے۔ بالصورت مجبوری مناظرہ کی نوعیت بدل دی جائے"۔

محمد منظور نعمانی ۳۶/۲/۲۴

مولانا مدظلہ کے اس مکتوب کا منشا صاف یہ تھا کہ اگر مناظرہ حکومت کی طرف سے کسی خطرہ کی وجہ سے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے تو ہم مل کر اس کا تدارک کریں یعنی اس خطرہ کی طرف سے عمال حکومت کو مطمئن کر کے اس کی پھر اجازت حاصل کریں اور

اگر وہ کسی طرح مطمئن نہ ہوسکیں تو پھر مناظرہ کی نوعیت بدل دی جائے یعنی صرف تحریری رکھا جائے جس میں کوئی خطرہ نہیں۔

لیکن مولوی حشمت علی صاحب نے اس سے جیسا بے پردہ گریز کیا وہ ان کی جوابی تحریر میں ملاحظہ فرمائیے۔ مولانا کے اس مکتوب گرامی کے جواب میں آپ لکھتے ہیں۔

"جناب مولوی منظور صاحب سنبھلی ہداہ المولیٰ تعالیٰ الی الحق الجلی وثبتنا علی الصراط السوی سلام علیکم کما علمنا القرآن العظیم۔ آپ کا خط پہنچا جواب میں گزارش ہے کہ آپ نے ایس ڈی او صاحب کو جو خط لکھا ہے اس کا جواب جو آپ کو وصول ہوا وہ اور آج کی کارروائی پر جو آرڈر دیا ہے اس کی نقل باضابطہ لے کر فقیر کے پاس بھیج دیجئے۔ ان دونوں تحریروں پر غور کرکے آپ کے اس خط کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

فقیر ابوالفتح عبدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری رضوی مجتبائی لکھنوی غفرلہٗ

شب سہ شنبہ یکم ذی الحجہ ۱۳۵۴ھ

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ ایس ڈی او صاحب کے جواب یا آرڈر کی نقل (اور وہ بھی باضابطہ نقل) کو مولانا کے جواب سے کیا تعلق ہے؟ اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر بالفرض مولوی حشمت علی صاحب کو اس کی ضرورت بھی تھی تو ان کو وہ خود حاصل کرنی چاہئے تھی۔ مولانا کو یہ لکھنا کہ آپ حاصل کرکے بھیج دیجئے کس رشتہ کی بنا پر ہے اور کیا معنی رکھتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کے معنی سوائے دفع الوقتی کے اور کچھ نہیں ہوسکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ اگلے روز بذریعہ اشتہار ان کو ایس ڈی او صاحب کے جواب کا علم بھی ہوگیا لیکن پھر بھی مولانا کے خط کے جواب میں وہ آج تک خاموش ہیں۔

یہ ہیں واقعات "مناظرہ گیا" کے حق و باطل اور فتح و شکست کا فیصلہ ہم ناظرین کرام پر چھوڑتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ اصل مناظرہ کی طرح اس روئداد کو بھی مسلمانوں کے لئے نفع بخش بنائے آمین بحرمۃ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

خاکسار محمد عبدالقدوس بہاری غفرلہٗ

# بشارتِ نبویؐ

"مناظرہ گیا" کی روئداد ناظرین کرام ملاحظہ فرما چکے اسی سلسلہ میں حضرت حکیم الامت مدظلہٗ کے حق میں ایک بشارتِ نبویؐ کا ذکر نہایت ضروری ہے۔

اس مناظرہ سے چند روز پہلے جب کہ مولوی حشمت علی صاحب گیا پہنچ چکے تھے اور اپنی تقریروں میں اکابر علماء اہلسنت بالخصوص حضرت حکیم الامت محی السنۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب (دامت برکاتہم) کے خلاف حسب عادت بہت زیادہ زہر اگل رہے تھے اور نہایت ناپاک قسم کے بہتان ان حضرات پر لگا رہے تھے، اسی دوران میں جناب محمد اشرف صاحب گیاوی (جو خود حضرات علماء دیوبند کے مسلک پر نہیں ہیں اور جن کو پہلے سے اکابر جماعت دیوبند سے کوئی خاص عقیدت بھی نہ تھی) خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت سے مشرف ہوئے۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں ایک صاحب مولوی حشمت علی صاحب آئے ہوئے ہیں وہ مولوی اشرف علی صاحب کو بہت برا کہتے ہیں ان میں کون حق پر ہے؟

---

ارشاد فرمایا "مولوی اشرف علی حق پر ہیں وہ بہت اچھے آدمی ہیں"

یہ صاحب محمد اشرف بحمداللہ اس وقت بھی حیات ہیں بفضلہٖ تعالیٰ نہایت نیک اور خدا ترس مسلمان ہیں اور اب بھی مسلک کے اعتبار سے اکابر علماء دیوبند کے پورے پورے ہمنوا نہیں ہیں، لیکن اس خواب کے بعد سے اس جماعت حقہ کے اکابر بالخصوص حضرت حکیم الامت کی ذات اقدس سے والہانہ عقیدت اور غیر معمولی محبت رکھتے ہیں جو حضرات چاہیں ان سے تصدیق کر سکتے ہیں۔

یہ بشارتِ عظمیٰ فی الحقیقت دربارِ نبوت سے گیا کے اس مناظرہ بلکہ اہل بدعت و اہلسنت کے تمام اختلافات کا روشن فیصلہ ہے۔ حق تعالیٰ ان بدبخت گمراہوں کو ہدایت بخشے جو ایسے بزرگوں کے حق میں بدگوئی کر کے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں ان کو یقین رکھنا چاہئے کہ ایک دن سب کو اس دنیا سے جانا اور رب ذوالجلال کے [illegible] ہونا ہے ؎

قریب ہے یار روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر ٭ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستین کا

والسلام آخر الکلام ناچیز محمد عبدالقدوس مہاری غفرلہٗ